وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون اى ليعرفون

التوحيد سقوط الرسم عند ظهور الاسم وفناء الاغيار
عند طلوع الانوار وتلاشى الخلائق عند ظهور الحقائق

صحایف عشق عقل افروز و دل دیوانه سوز
چکیدهٔ قلم حقیقت رقم قدوة السالکین زبدة العارفین حضرت پیر جی سید قاسم علیشاه صاحب دہلوی
کلیمی چشتی مد ظله الله علی مفارق الطالبین موسوم باسم تاریخی

حدیث عشق دلریش

۱۳۳۶ھ ۱۹۱۸ء

بغرض افادهٔ طالبان حسب فرمایش مخدوم زاده حضرت سید حامد محمود شاه صاحب کلیمی چشتی مد ظله

جسم همه اشک گشت و چشم جگر بست * در عشق تو بی جسم همی باید زیست
از من اثری نماند این عشق از چیست * چون من همه معشوق شدم عاشق کیست

در مطبع اعظم الاسلام پریس بلدهٔ حیدرآباد دکن باهتمام ... طبع شد

CHECKED
1688
کتب خانه آصفیه سرکار عالی ... حیدرآباد دکن
CHECKED 19..
Checked 1987

حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۞ تعالیٰ شانہ عما یقولون ٥

اللہ اکبر ایں چہ بزرگی و کبریاست ۔۔۔ کاں برتر از احاطت وہم و خیال ماست
معبود لم یزل متعالی ز ابتداء ۔۔۔ موجود لایزال منزہ ز انتہاست

والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین محمد المصطفیٰ ٥

محمد آفتاب آفرینش ۔۔۔ مہ افلاک معنی چشم بینش
زمین و آسماں در ملت او ۔۔۔ دو عالم روزگار دولت او

وعلیٰ آلہ العظام واصحابہ الکرام الیٰ یوم القیام اما بعد عرض خدمت ناظرین یہ ہے کہ برادرانِ طریقت و اہل عقیدت نے خواہش کی کہ مکتوبات چکیدۂ قلم حقیقت رقم زبدۃ العارفین قدوۃ الکاملین پیر جی سید قاسم علی شاہ صاحب کلیمی چشتی دہلوی ادام اللہ برکاتہ جو قبل ازیں ۱۳۲۹ھ میں بسعی وافر فاضلِ اجل مولوی محمد معز اللہ خاں صاحب چشتی رامپوری طبع ہوئے تھے مابعد کے مکتوبات سے ملحق و مربوط کر کے ایک مجموعہ علیحدہ مرتب اور طبع کرایا جائے تو طالبانِ مقصد حقیقی کے لئے ترغیب و تحریص و رہبری راہ طریقت کا موجب ہو گا۔ لہذا حسب فرمان حضرت مخدوم زادہ سید حامد محمود شاہ صاحب کلیمی چشتی مدظلہ العالی خادمِ حضور محرر سطور نے اس مجموعہ کو مرتب کیا۔

واضح ہو کہ بنظر اختصار اس مجموعہ میں وہی مکتوبات درج کئے گئے ہیں جو منبعِ ہدایت و تعلیم ہیں اور حضرت پیر و مرشد قبلہ مدظلہ العالی کے انتخاب سے ممتاز ہو چکے ہیں قبل از سواد ملفوظات و مکتوبات

یہ مناسب نظر آیا کہ حضرت قبلہ کے حالاتِ زندگی بھی ایک مختصر پیرایہ میں درج کئے جائیں تا کہ ناظرین کو لطف حاصل ہو وہو ہذا۔

حضرت پیر جی کلیمی شاہ صاحب کا اصلی وطن دہلی ہے۔ رمضان ۱۲۷۳ھ میں جب انگریزی فوج نے غدر کیا اور دہلی پر چڑھائی کی آپ کے والدین دہلی چھوڑ کر قصبۂ فرید آباد میں جو دہلی کے قریب ہے آپ کے خالو قاضی سید اولاد علی صاحب مرحوم کے یہاں جا پہنچے اور عرصہ تک وہیں قیام کیا چنانچہ فرید آباد میں ہی بتاریخ ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۷۵ھ آپ نے عالمِ شہود میں قدم رکھا آپ حضرت شمس الدین کروبزی رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد سے ہیں جنکو سلطان شمس الدین التمش نے ولایت سے طلب کر کے اپنی لڑکی عقد میں دی تھی اُن کے صاحبزادے کا عقد شیخ احمد ماجی رحمۃ اللہ علیہ خلف حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی کی لڑکی سے ہوا حضرت پیر جی کی نانی صاحبہ امامی بیگم مرحومہ اپنے والد کی طرف سے حضرت خواجہ ابو الانوار عثمان ہرونی کی اولاد ہیں اور اپنی والدہ کی طرف سے سلسلہ اُن کا حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی تک پہنچتا ہے آپ کے نانا حضرت حافظ سید محفوظ علی صاحب شہید برادر خورد مولوی سید محبوب علی صاحب مرحوم اور آپ کے والد مولوی حافظ سید مبارک علی صاحب مرحوم جامعِ شرافت وسیادت وعلم وکمال تھے آپ نے اپنے قبیلہ ہی میں پہلے مرتبہ عقد کیا۔ اُس مخدرہ سے دو صاحبزادے عالمِ وجود میں آئے ایک سید محمد احمد صاحب کلیمی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے عالمِ شباب ہی میں انتقال فرمایا دوسرے مخدوم زادہ سید حامد محمود شاہ صاحب کلیمی چشتی مدظلہ جنکو اپنی والدہ کی طرف سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے اولاد میں سب سے قریب تر واسطہ ہے اسوقت علم ظاہر و باطن سے آراستہ ہو کر سریر آرائے مسند خلافت وارشاد ہیں اور صاحب اولادِ ظاہری و باطنی ہیں حضرت پیر جی مدظلہ نے دوسری مرتبہ غیر کفو میں عقد فرمایا جنکے بطن سے دو صاحبزادے ایک سید محمد اکرام صاحب کلیمی جو بفضلہ تعالیٰ بارہ سال کے ہیں اور دوسرے سید محمد اسلم صاحب کلیمی جنکی عمر پانچ سال کی ہے اور دونوں صاحبزادے مشغول تعلیم ہیں علاوہ ان کے دو صاحبزادیاں بھی ہیں جنکا عقد ہو چکا ہے۔

آپ نے برنباء ایماء باطنی ۲۹ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ ترک وطن فرمایا اور قصبہ میران پور مرہ میں سکونت اختیار کی جو شاہ جہاں پور کے قریب واقع ہے جسطرح حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت وحکمت و اظہار کے لئے ایک درشت طبع قوم میں ظاہر اور مبعوث فرمایا اُس کے مصداق پر حضرت پیرجی مدظلہ کو نزاع پسند باشندگان میراں پور میں سکونت اختیار کرنا پڑا آپ نے ابتداء زمانہ سکونت میں جفا و نفاء خلق بہت برداشت کی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ایک جانب سے آپ کے بعض کمالات معنوی کی ترقی اسی جفا وستم کی برداشت پر موقوف تھی اور دوسری جانب سے اس نواح کے بعض تشنہ کامان وادی طلب کو آپ کے فیضان صحبت سے سرفراز کرنا بھی مقصود تھا چنانچہ اُس نواح کے بعض حضرات اسوقت صاحب خلافت و مجاز ارشاد ہیں لڑکپن ہی کے زمانہ سے آپ مشغول تعلیم بھی تھے اور فقراء و مجاذیب کی خدمت میں حاضر بھی ہوا کرتے تھے اور جو وہ بتاتے تھے اُس پر عمل بھی فرماتے - ۱۲ یا ۱۳ برس کی عمر میں آپ اکثر بزرگوں کے مزارات پر حاضر ہوتے تھے جب زیادہ شب گزر جاتی اور گھر کے سب لوگ استراحت فرماتے آپ حضرت سلطان المشائخ رح کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے اور قبل از وقت نماز ۶ میل کا فاصلہ طے کرکے اپنے مکان پر واپس ہوتے اور اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ نماز صبح میں شریک ہو جاتے ایک عرصہ دراز تک یہ طرز عمل رہا پندرہ یا سولہ برس کی عمر میں مشغول مجاہدہ سخت ہو چکے تھے نیب کے پتوں میں نمک ڈالکے جو کی روٹی کے ساتھ نوش فرمایا کرتے تھے بالآخر آپ کو اپنے بہنوی حضرت قاضی سید شاہ محمد زبیر جیلانی رح کی خدمت میں تشفی باطنی حاصل ہوئی جو اپنے وقت کے مقتدائے طریقت تھے خانوادہ چشتیہ نظامیہ جنکا سلسلہ حضرت مولانا فخر صاحب رح تک پہنچتا ہے اُنہیں سے آپ کو خلافت واجازت وسند دعوت وارشاد عطا ہوئی آپ کی توجہ سے بالآخر آپ کا سلسلہ اس قدر وسیع ہوا کہ آپ کے خلفاء کے خلفاء اور اُن کے بھی خلفا اس وقت موجود ہیں اور سرگرم تعلیم طریقت ہیں - اہل ارادت وعقیدت کا تو حساب وشمار نہیں -

وضع وقطع آپ کی نہایت سادہ ہے جبہ و دستار عمامہ وتسبیح ازرق واسود سے آپ کو

پرہیز ہے سادہ ملکی لباس زیب بدن فرماتے ہیں آپ کا قول ہے ؎

فقیری بہ سجادہ و دلق نیست	فقیری بجز خدمت خلق نیست

آپ کا ارشاد ہے کہ کسی زمانہ میں لباسِ فقر مایۂ فخر و ناز تھا اور اب معدن رعونت و دغا و فریب ہو گیا ہے لہذا اس کا ترک اولیٰ ہے۔ امور شریعت کے نہایت پابند ہیں اور بدعات سے آپ کو سخت پرہیز ہے اور اپنے متوسلین کو بھی بہ تاکید فرماتے ہیں عجز و انکسار کسرِ نفسی آپ کا شعار ہے تکلف سے بری ہیں وضعداری کو ترک نہیں فرماتے ہیں جس سے جس طرح ملاقات ہوئی عمر بھر اسی طرح ملتے ہیں اگر کوئی ملنے والا وضعداری کو ترک کرے تو ناراض ہوتے ہیں اپنے ملنے والوں میں کوئی ناراض ہو جائے تو اس سے صفائی در پیشانہ کرنے میں تقدیم فرماتے خطا معاف کرتے ہیں نہایت سخی ہیں زبان اور دل متحد ہوتے ہیں جو بات دل میں ہوتی ہے وہی زبان پر لائی جاتی ہے آپ کا وجود مبارک مایۂ صدق و اخلاص ہے ہر کام میں صدق و اخلاص کو مقدم رکھتے ہیں صاحب فوائد سعدیہ نے لکھا ہے۔ ایں طائفہ را فتوح شدن وقتی درست باشد کہ از ہوائے نفس و تکلف خوردن و پوشیدن بہ کلی بیرون آمدہ بمقام اخلاص کہ نازک ترین مقامہا است ترقی کردہ باشد مدح و ذم یکساں باشد بلکہ در ذم خوشتر باشد ہر چہ گوید از حق گوید و ہر چہ گیرد از حق گیرد و ہر چہ ستاند با حق ستاند چیزیکہ از عالمِ غیب رسد آں را ذخیرہ نہ گرداند آپ کا بعینہ یہی حال ہے اور اسی طریق پر آپ کا عمل ہے تلخ و شیریں کی آپ کو پرواہ نہیں توحید مرکسے را زیبد کہ از زبان او تلخ و شیریں برخیزد ایسا ہی آپکا حال ہے جسنے نہیں دیکھا ہو وہ دیکھ لے اور تجربہ حاصل کرلے۔

آپ کے سینۂ بے کینہ کو اللہ تعالیٰ نے علم ظاہر و باطن سے مالامال کر دیا ہے بکمالِ انکسار آپ اکثر فرماتے ہیں کہ میں بے علم ہوں نحو و صرف بھی نہیں پڑھی مگر جب اہل علم کے جلسہ میں کسی آیۂ کریمہ یا حدیث شریف کی نسبت گفتگو ہوتی ہے تو آپ ایسے نکات بیان فرماتے ہیں کہ علما متحیر ہو جاتے ہیں۔

بیعت لینے میں آپ نہایت منکسر ہیں حضرت شیخ رح کے نام پر سلسلۂ اسماء کو ختم کر دیتے ہیں۔

طالب کی حالت خلاف شرع ہو تو

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

پر عمل فرماتے ہیں تنبیہ و تادیب کا طریقہ نہایت خوش اسلوب ہوتا ہے قصص و حکایات میں مضمون ادا کر جاتے ہیں جو فرماتے ہیں کہ تصوف کا نام بتایا گیا ہے اگر عمل کرے تو وہ جملہ مکروہات پر غالب آجائیگا چنانچہ اکثروں نے اشغالِ باطلہ کو ترک کر دیا اور اُن کا راز فاش بھی نہیں ہوا

آپ بفضلہ تعالیٰ مشرف القلوب ہیں۔ دلی خیالات و خطرات سے واقف ہوتے ہیں اُنکے ظاہر کرنے میں جلدی نہیں فرماتے تربیت و تعلیم مریدین میں ایک عرصہ کے بعد کسی دوسرے پیرایہ میں اُن خطرات باطلہ سے اُن کو آگاہ فرماتے ہیں تاکہ راہِ راست سے وہ برگشتہ نہ ہوجائیں تعلیم و تربیت راہِ طریقت میں نہایت سختی نہیں ہے

جسکو مے دے آپ سے دل کھول کے سیراب کیا
تیری بھٹی کا نہیں ہے کوئی شاکی ساقی

اکثر فرماتے ہیں کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ برسوں میں ایک ایک بات بتائی جاتی تھی عمریں قصیر ہیں اور طلب محدود ہی سچا طالب مل جائے تو اُس کو اپنی نسبت سے مستفید فرمانے میں حریص ہوتے ہیں اور اپنے خلفاء کو جو صاحب سلسلہ ہیں اکثر تاکید فرماتے ہیں کہ سچا اور دردمند طالب مل جائے تو اُس کی تربیت و پرورش میں کوتاہی نہ کرو ممکن ہے کہ کل کسی طالب دردمند کی بدولت تمہارا اور میرا منہ اُجالا ہوجائے آپ کی تعلیم توحید ہی تشبیہ مع التنزیہ و تنزیہ مع التشبیہ میں ہر آن ڈوبے ہوئے رہتے ہیں مشرب آپ کا ہو الکل اور نسبت آپکی عشقیہ ہے مظاہر صوری سے آپکو ایک قوی تعلق ہے جو نہایت ہی بے لوث ہے اس کی وجہ خاص یہ ہے کہ آپ کی عمر پندرہ یا سولہ برس کی تھی پانی پت شریف میں حاضر ہوئے تھے حضرت بو علی شاہ قلندر پانی پتی نے آپ سے عالم باطن میں بیعت لی اور اپنی نسبت سے مستفیض فرماکے ارشاد فرمایا کہ اسکو خواب و خیال نہ سمجھنا بطریق اویسیت آپ سے بیعت لی ہی اور ہماری نسبت کی نگہداشت واجبی ہی چنانچہ وہ نسبت ہر دم ترقی ہی مظاہر صوری میں جمال معنوی کے مشاہدہ کی نسبت حضرت سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ کا قول ہی کہ این عالمے دیگر است

نفع؛ نظم گر ز دست دہد چندیں کس را دیدہ ام اما حضرت بو علی شاہ قلندر رضی مردے دگر است ہر کہ نظرش بر او افتاد بیخود دریں وادی قدم نہاد آپ کی نظر میں ایک عجیب و غریب قوت ہے وہ جس جسکو چاہتے ہیں ایک ہی نظر میں سرفراز فرماتے ہیں یہ دوسری بات ہے کہ اُس نظر کا اثر بعضوں پر بدیر بعض قلوب پر جلد ہوتا ہے جو اہل طلب کے حوصلہ و ظرف پر موقوف ہے مگر وہ نظر رائگاں نہیں جاتی رفتہ رفتہ طالب کے دل میں ایک مشعل روشن ہوتا ہے جو قیامت کے دن بھی بجھنے والا نہیں

آپ کا قول ہے کہ جس بیعت سے کوئی فائدہ ہی نہ ہو وہ بیعت ہی نہیں مسئلہ فقہ کے موجب جبتک تقابض البدلین نہو بیعت صحیح نہیں ہوتی باوجود بعد مسافت اپنے متوسلین کو ایک عجیب طریقہ سے تربیت فرماتے ہیں خطوط لکھتے ہیں جنمیں قصص و حکایات میں مسائل تصوف ہوتے ہیں اُسکا جواب طلب کرتے ہیں جواب سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ اُس نے کچھ عمل بھی کیا یا نہیں اور پھر اس کے حوصلے کے موافق اُس کو ترقی دیجاتی ہے آپکا ارشاد ہے کہ جو ٹوٹ کے ہم سے ملتا ہے وہ جلد کامیاب ہوتا ہے ۔ جب تلیں اپنی اصل سے ٹوٹکر موتیا چنبیلی سے جا ملتی ہیں تو پھولوں کی خوشبو سے مالا مال ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ جب تیل نکالا جاتا ہے تو اُس کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے ؎

گلی خوشبوئے در حمام روزے — رسید از دستِ محبوبی بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بوئے دلاویز تو مستم
بگفتا من گلِ ناچیز بودم — ولیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

غرور و تکبر و مشیخت سے آپ کو سخت نفرت ہے اپنی اولاد اور خلفاء کو اسکی سخت تاکید فرماتے ہیں کہ یہ حجاب نہایت سخت ہوتا ہے نماز و روزہ ذکر و شغل کا مقصود یہ ہے کہ شکستگی نفس پیدا ہو جب یہ نہ ہو تو کچھ نہ ہوا پیرزادگی سجادگی کا خیال تک پاس نہ آنے پائے یہ مانع ترقی مدارج ہوتا ہے ۔

گر تو خواہی کہ سرِ صحبتِ ایشاں گیری — خاک پائے ہمہ شو تا کہ بیابی مقصود

سینکڑوں نے دیکھا ہے کہ تعمیر مسجد و خانقاہ ہو رہی ہے راج مزدور کو مٹی اور اینٹ پہنچانے میں آپ

بھی شریک ہیں جو کچھ آپ کا کام ہوتا ہے وہ اخلاص و محبت سے بھرا ہوتا ہے۔
آپ مولع بسماع ہیں صاحب ذوق و شوق و سکر حال ہیں آپ کا وجد و حال سماع ہی پر موقوف نہیں ہے آپ کی زبان پر کلمات ذوق و شوق ہمیشہ جاری رہتے ہیں مصداق لی مع اللہ وقت کے جب آپ پر عالم جذبہ غالب ہوتا ہے اور چند سے سر آپ اپنے وساد تمکین ہوتے ہیں آداب سماع کے سخت پابند ہیں مجلس میں حتی الامکان آداب سماع پیش نظر رکھتے ہیں غزلیں بطریق تحویل فرماتے ہیں اور مجلس میں بلا تفرقہ آداب اگر کوئی سچا طالب قریب ہو تو اشعار کی معنی اس کے کان میں آہستہ بیان فرما دیتے ہیں جو بطریق ورود غیبی آپ پر منکشف ہوتے ہیں
آپ کی عقیدت و محبت و اخلاص کا حال قابل دید ہے آپ سفر حجاز کو نکلے احمدآباد میں حضرت محمود میاں صاحب گجراتی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے چونکہ وہ پیرزادہ تھے جس قدر خرچ سفر آپ پاس تھا آپ نے ان کی خدمت میں نذر کر دیا۔ آپ دست افشاں وہاں سے چلے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے سب کام پورے کر دئیے ایک بندۂ خدا اچانک پہنچا جو تمام اخراجات کا کفیل ہو گیا۔ مکہ معظمہ میں جب قافلہ مدینہ منورہ کو جانے کے لئے تیار ہوتا آپ بیمار ہو جاتے متواتر یہی حالت پیش آئی آخر بارگاہ رسالت سے ایسا کرم ہوا کہ تو ہیں ہے ہندوستان واپس ہوئے اس واقعہ کی صراحت بیان نہیں کیا ہو سکتی علالت کے زمانہ میں داروغہ رباط ایک دہلوی شخص تھا جو آپ کی خدمت کرتا تھا اور اکثر عربوں کی اور اہل مکہ کی شکایت کرتا آپ فرماتے ہیں کہ مرض کی تکلیف سے زیادہ اس کی شکایت بری معلوم ہوتی تھی اسکو آپ نے بارہا منع کیا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم عربی النسل تھے تم عربوں کی شکایت مت کرو مگر وہ نہیں مانتا تھا۔ غرض وہ خود بیمار ہو گیا اور چند ہی روز میں اُسکا آخری وقت آن پہنچا اور احتضار کی حالت میں چلاتا تھا کہ میر صاحب مجھے مکہ سے نکالدیا ہے وہیں لیجلیے اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا نعوذ باللہ من ذلک آپ کی محبت و عقیدت کا ادنیٰ نمونہ ہے کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی چارزانو نہیں بیٹھے آپ ہمیشہ دوزانو نشست فرماتے ہیں۔
سورالمؤمنین شفاء پر آپ کا ایسا مضبوط اعتقاد ہے کہ حالت بخار میں آپ نے حاضرین سے

پانی جھوٹا کرواکے استعمال کیا بخار اتر گیا صحت حاصل ہوئی وَیَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ پر آپ کا وہ عقیدہ ہے کہ مرض طاعون میں ایک مریض کو آپ نے شہد میں پانی شامل کرکے عنایت کیا مریض رات بھر پیاس کی شدت میں اُسی کا استعمال کرتا رہا دوسرے ہی دن اُس کو آرام ہوگیا بنا بر رسم و عادات اہل غرض حاضر ہوکے التماس دعا کرتے ہیں آپ اکثر ارشاد فرماتے کہ مجھکو دعا کرنا نہیں آتا در حقیقت جب کسی کے پر درد حالات سے آپ کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے تو اُس کا کام ضرور ہوکر رہتا ہے شکایت تنگی رزق و آفات و صدمات سے ناراض ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں الظانین باللہ ظن السوء علیھم دائرۃ السوء اور کبھی فرماتے ہیں کہ ہتھیار ڈال دو تو دشمن جان دوست بنجاتا ہے ہمارے مالک ہمارے آقائے حقیقی نے جو ماں اور باپ سے بھی زیادہ کرم کرنیوالا ہے ہمارے لئے یہی تکلیف مناسب سمجھی ہے اُس کے مقابل میں ہتھیار ڈال دو تو وہ ضرور کرم فرمائیگا اکثر مریدوں نے شدت مرض یا تکلیف کی حالت میں آپ کو بچشم باطن اور بعضوں نے بچشم ظاہر دیکھا ہے اُن کی تکلیف رفع ہوگئی اور صحت حاصل ہوگئی بعضوں نے عالم احتضار میں آپ کو دیکھا ہے اور اسی دید میں انتقال کیا ہے ہر حالت میں امداد کیلئے مستعد رہتے ہیں بوجہ اختصار کے تفصیل اسماء و اوقات کیساتھ اِن واقعات کا یہاں ذکر نہیں کیا گیا مگر جو واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ خرق عادات میں داخل ہیں غرض آپ کی ذات منبع فیض و برکات ہے حضرت شاد:

تجھے سمجھے گا کیا کوئی کہ تو تصویر قدرت ہے
تماشائے دو عالم کے لئے بس تیری صورت ہے

آپ کے مکان پر پیرانِ عظام کا سالانہ عرس ہوتا ہے آپ نہایت خلوص و محبت سے عرس شریف کرتے ہیں۔ ہندوستان۔ بنگال۔ بہار۔ پنجاب۔ پشاور۔ دکن۔ مارواڑ غرض ہر سمت سے مرید و معتقد جمع ہوتے ہیں ہر ملک کے لوگوں کیلئے اُن کی خواہش کی اشیاء فراہم کرتے ہیں خانقاہ کلیمیہ کے اطراف مہمانان عرس شریف کیلئے متعدد مکانات بنے ہوئے ہیں ہر حصہ مکانات کیلئے طہارت خانہ و گرمابہ علیحدہ بنا ہوا ہے مسافروں و مہمانوں کی خبر گیری میں آپ اور آپ کے

اور خلفاء خاص مصروف رہتے ہیں مہمانوں کی تعداد ختم ایام عرس کے قریب سینکڑوں سے گزر جاتی ہے۔ سب کو بڑے اہتمام کے ساتھ کھانا کھلایا جاتا ہے نذر و نیاز کا تمام روپیہ عرس شریف میں صرف ہو جاتا ہے اور آپ مقروض ہو جاتے ہیں اور یہاں تک کہ تمام سال اُس قرضہ کی ادائی میں ہمہ تن مصروف ہو جاتے اور خانگی اخراجات میں تخفیف فرما دیتے ہیں۔

بعض علمائے آپ کے دستِ مبارک پر بوجوہِ خاص بیعت کی ہے۔ مولوی محمد معز اللہ خانصاحب رامپوری چشتی آپ سے بد اعتقاد تھے اور اکثر آپ پر سخت سخت اعتراض کرتے اور آپ ہنسی ہنسی میں ایسے جوابات دیتے کہ باوجود تبحر علمی مولوی صاحب دنگ رہ جاتے ایک مرتبہ مجلس سماع گرم تھی مولوی صاحب شریک ہوئے آپ کے مریدین کو دیکھا کہ مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہے ہیں دل ہی دل میں دعا کی کہ الٰہی تو ہی اپنے طرف وسیلۂ ہدایت مہیا کرنیوالا ہے اگر اس بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں میری رہبری ہے تو میری رہبری فرما۔ اس کے بعد انھوں نے خواب دیکھا کہ ایک مجلس منعقد ہے آپ تشریف فرما ہیں مجلس ختم ہوئی مولوی صاحب نے اپنے مکان کا قصد فرمایا راستہ نظر نہیں آتا تھا رات نہایت تاریک تھی۔ آپ نے آواز دی کہ مولوی صاحب شب تاریک ہے اور راستہ پُرخطر ہے میں تمھیں گھر پہنچائے دیتا ہوں چنانچہ آپ کے ساتھ ایک قندیل روشن تھی آپ نے مولوی صاحب کو اُس قندیل کی روشنی میں منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد مولوی صاحب موصوف حاضر ہو کے بیعت ہوئے اور اب صاحبِ خلافت و اجازت ہیں مولوی الٰہی بخش صاحب عرفان رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ماذون خاندانِ نقشبندیہ تھے اپنے پیر کی اجازت سے حاضر بارگاہ حضرت سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ ہوئے اور خواہش یہ تھی کہ چشتیہ خاندان میں بھی کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرلوں۔ دو مرتبہ ارشاد ہوا کہ تم میراں پور کٹرہ جاؤ اور پیر جی کے ہاتھ پر بیعت کرلو مولوی صاحب نے چنداں خیال نہیں کیا۔ تیسری مرتبہ وہی حکم اور یہ ارشاد ہوا کہ وہ مجھ میں ہیں اور میں اُن میں ہوں۔ مولوی صاحب اُسی دم اجمیر سے میراں پور پہنچے بیعت کی عرصہ تک حاضر خدمت رہکر خلافت و اجازت حاصل کی ان کا سلسلہ بہت وسیع ہوا اُن کے خلفاء موجود ہیں

مولوی محمد امین ساکن شہر عرفہ۔ ملکِ شام سے ایام حج میں ملاقات ہوئی مولوی صاحب نے سوال کیا آپ شیخ ہند ہو تو بتاؤ روحِ انسانی و حیوانی میں کیا فرق ہے آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسی بات نہیں کہ جس کیلئے تم پوچھتے پھرتے ہو۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میں نے اکثر فقرا و علماء سے پوچھا کسی نے نہیں بتایا آپ نے فرمایا اب دن کے تین بجے کا وقت ہے آپ اور ہم سایہ میں کھڑے ہیں یہ کسطرح کہہ سکتے ہو کہ یہاں پر آفتاب موجود ہے۔ انھوں نے کہا کہ بس میں سمجھ گیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت و اجازت حاصل کی آپ نے تشریحاً ارشاد فرمایا کہ آفتاب جسی اور دھوپ اور چھاؤں میں جو فرق ہے وہی آفتابِ حقیقی اور روحِ انسانی اور روحِ حیوانی میں فرق ہے۔

اسمائے گرامی [illegible] خلفائے حضرت [illegible]

(۱) صاحبزادہ حضرت سید حافظ محمود شاہ صاحب کلیمی چشتی مدظلہ۔
(۲) مولانا شیخ احمد جی صاحب چشتی ساکن کابل۔ ملا تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ
(۳) شاہ یحییٰ خان صاحب چشتی ساکن کوہ گنگر ضلع ہزارہ۔
(۴) شاہ محمد عباس علیخان صاحب چشتی۔ رئیس جلال آباد ضلع شاہجہان پور
(۵) سید محبوب شاہ صاحب چشتی ساکن بالی ضلع اٹک۔
(۶) مولانا محمد امین صاحب چشتی ساکن عرفہ ملک شام۔
(۷) مولانا سید نادرالدین صاحب مرحوم ساکن درۂ کاگان پروفیسر دارالعلوم حیدرآباد۔
(۸) مولوی محمد امین صاحب چشتی ایبٹ آباد۔ مان سہرہ۔
(۹) صاحبزادہ محمد عبدالعزیز خاں صاحب جمالی چشتی مرحوم رامپوری۔
(۱۰) حافظ سید محمد اسمٰعیل صاحب چشتی دہلوی۔
(۱۱) مولوی شاہ الٰہی بخش صاحب عرفان چشتی مرحوم حیدرآبادی۔

(۱۲) حاجی کالے لال محمد صاحب مختار چشتی بنگالی۔

(۱۳) مولوی میرزا عبدالرشید صاحب چشتی۔ حیدرآبادی۔

(۱۴) مولوی محمد بخش صاحب لائی پوری ممالک متوسط۔

(۱۵) ناصر بن عطاف صاحب یافعی چشتی حیدرآبادی۔

یہ وہ اخوان طریقت ہیں کہ جنکو حضرت قبلہ نے اجازت دی ہے اور جن حضرات کو خلفا نے یا خلفا کے خلفا نے اجازت دی ہے اُن کا شمار نہیں۔

افروطات مبارکہ

ایک جلسہ میں بہت سے صوفی باصفا بھی تشریف رکھتے تھے پیری مریدی کا ذکر چھڑا ایک صوفی صافی نے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ آیت کریمہ یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ بیعت کا کافی ثبوت ہے۔

میں نے صوفی صاحب سے عرض کیا کہ مفسرین نے وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ لکھے ہیں پھر اس سے بیعت و پیر طریقت کا ثبوت کیونکر ہو سکتا ہے۔ وہ ساکت ہو گئے۔ حضرت پیر و مرشد نے فرمایا کہ مولوی صاحب اعمال صالحہ تو (واتقوا) میں داخل ہیں پھر وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ کیونکر ہو سکتے ہیں بلکہ (آمنوا) سے عقاید اور (واتقوا) سے اعمال صالحہ کا ذکر آچکا۔ پس وسیلہ سے مراد راہبر ہے یعنی پیر طریقت جو تقرب الی اللہ کا وسیلہ ہے خداوند کریم حکم دیتا ہے کہ وسیلہ تلاش کرو جو تم کو راہ راست پر چلا کر مجھ تک پہنچائے اس سے بڑھکر بیعت طریقت کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے پس تلاش رہبر تم پر فرض و واجب ہوئی۔ حضور کی یہ تقریر سنکر مولوی معز اللہ خانصاحب نے تفاسیر کی ورق گردانی شروع کی تفسیر روح البیان کو دیکھا تو بعینہٖ یہی مضمون اُس میں بھی درج پایا۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ کہ میرا خیال تفسیر کے مطابق ہوا۔

مولوی صاحب موصوف ناقل ہیں کہ ایک دفعہ جلسہ سماع میں میں نے عرض کی حضور کوئی نعت کی غزل گوائی جاوے حضور نے

قوال سے فرمایا کہ کوئی نعت ہی کی غزل گاؤ قوال نے یہ غزل شروع کی۔

اَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

حضور نے فرمایا کہ یہ غزل تو نعتیہ نہیں ہے اس کا مضمون تو یہ ہے کہ جب حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کا پُتلا خاکی بنکر تیار ہوا اور اس میں روح جلوہ افروز ہوئی تو آپ نے فرمایا اشرق البدر علینا یہ کلام آدم علیہ السلام کی زبان سے سننا چاہئیے پھر عرض کی کہ حضور۔

وَاخْتَفَتْ مِنْهُ الْبُدُوْرُ

کے کیا معنی ہوں گے۔ فرمایا اس کے معنی تو ظاہر ہیں یعنی ملائکہ تو سربسجود ہو گئے۔ الغرض جو شعر پڑھا جاتا تھا اسکو توحید کی جانب لیجاتے۔

ایک مرتبہ خدا سے دُعا مانگنے کا تذکرہ آیا ارشاد ہوا کہ ایک غلام جاڑے کی سبب سے سکتا ہوا اپنے آقا کے ساتھ برہنہ جارہا تھا اور آقا کے پاس ہر قسم کا لباس سرمائی موجود تھا لوگوں نے غلام سے کہا کہ تو اپنے آقا سے کیوں نہیں کہتا کہ تجھکو جاڑے کا لباس دے۔ غلام نے جواب دیا کہ میں تو ہر وقت ان کے پیش نظر رہتا ہوں کیا وہ خود نہیں دیکھتے کہ میں برہنہ ہوں نہ دینے میں کچھ حکمت ہوگی جو ان کو معلوم ہے مجھکو معلوم نہیں پھر میں نے عرض کی کہ حق سبحانہ تو فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ارشاد فرمایا کہ یہ فرمانِ حق بیشک درست ہے مگر صرف زبانی دُعا بلا حضور قلب بے سود ہے جیسا کہ ارشاد نبوی سے ظاہر ہے۔ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ مقصود ہر دعا و ذکر سے حضوریٔ قلب ہے دل سے اُس کی طرف مخاطب ہو کر اس کے انعام و اکرام کا اُمیدوار رہنا چاہئیے لَا تَیْاَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللہِ کے حکم کی تعمیل کرنا چاہئیے۔

ایک جلسہ میں توحید اور فنا کا ذکر چھڑا حضور سے عرض کی کہ انسان پر کیونکر ایسی حالت طاری ہو سکتی ہے کہ وہ ایسا خود فراموش ہو جائے کہ اسکو اپنی ہستی کی خبر نہ رہے اور نہ اسکی ہستی باقی رہے ارشاد ہوا کہ تم کو یہ حدیث یاد نہیں یتقرب العبد الا با النوافل حتی اکون سمعہ الذی یسمع بہ و یدہ الذی یبطش بھا الخ جس سے واضح ہے

کہ عبد کے قویٰ اس کے ہو جاتے ہیں کیا حضور سرورِ عالم نے یہ نہیں فرمایا لی مع اللہ وقت
لا یسعنی ملک مقرب ولا نبي مرسل۔ نیز یہ حدیث جو بزرگانِ دین کی تالیفات
میں مروی ہے کہ ایک وقت حضرتِ عائشہ صدیقہ رضي اللہ تعالیٰ عنہا نے سرورِ عالم ؐ کو
آواز دی حضور انور نے فرمایا۔ کون۔ عرض کی کہ میں ہوں عائشہ فرمایا کون عائشہ عرض کی
ابو بکر کی بیٹی۔ فرمایا کون ابو بکر۔ عرض کی یارِ غار رسول اللہ فرمایا کون رسول اللہ یہ سنتے ہی
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھرتھرا کر بیٹھ گئیں یہ وہی مقام ہے جس میں منصور نے
انا الحق کہا اور یہی مقام حق الیقین ہے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ہے
بھی یہی مراد ہے یعنی جب تک حق الیقین حاصل نہ ہو انسان پر عبادت فرض ہے اور اس
مقام میں عابد و معبود کہاں تا کہ وہ عبادت کرے ہاں اس حالت کو چونکہ دوام و استمرار عالم
میں نہیں رہتا لہذا جب یہ حالت فرو ہو جاتی ہے تو عبادت فرض ہو جاتی ہے اور قضا لازم
آتی ہے کیا خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى کیونکر کیسا ہی
سُکر کیوں نہ ہو تکلیف شرعی کا رافع ہے کیا حدیث شریف میں یہ نہیں آیا کہ سوتے ہوئے کو
نماز کیلئے نہ اٹھاؤ گو غفلت کی نوعیت دوسری ہی کیوں نہ ہو مگر حقیقت دونوں کی اور خواص
و آثار ایک ہی ہیں مثلاً قطرہ آب دریا میں ملکر دریا ہونیکا دعویٰ کرے تو وہ دعویٰ دریا ہی کا
سمجھا جائیگا پھر اپنی اصلی حالت پر آجائے تو اس کی وہ حالت سابق قایم رہے گی ہرگز
نہیں قطرہ قطرہ ہی ہوگا اور دریا دریا اسی لحاظ سے کہا گیا ہے۔ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد۔
لہذا مقامِ عبودیت کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے کیونکہ یہی نامتناہی مدارج فنا بقا کی ترقی کا موجب ہے
غور کرو جب سردارِ دو عالم کو خداوند کریم سے یہ ارشاد ہوا کہ ہم نے تیرے سارے اگلے پچھلے گناہ
بخش دئے تو صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اب کیوں آپ عبادت کرتے ہیں تو جواباً یہ
ارشاد ہوا کہ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا کیا میں بندۂ شکر گزار نہیں ہوں اس وقت کیا خوب
مثل یاد آئی کہ ایک شخص ریگ چھان رہا تھا کسی بادشاہ کا اس پر گذر ہوا اس نے اس کی

حالت پر رحم کھا کر لعل ریگ میں پھینکدیا اس طرح سے کہ اس کو معلوم نہ ہو کہ کہاں سے آیا ریگ چھانتے چھانتے اس کو لعل ہاتھ لگا لیکر خوش خوش گھر کو گیا پھر آکر ریگ چھاننے لگا۔ اتفاقاً پھر اس پر شاہ کا گذر ہوا تو اس سے سوال کیا گیا کہ تجھے لعل نہیں ملا۔ کہا۔ ملا تو ہے۔ پھر اس سے کہا گیا کہ اب کیوں ریگ چھانتا ہے۔ تو اس نے کیا خوب جواب دیا کہ ریگ ہی کے چھاننے سے تو لعل ملا۔ ریگ نہ چھانوں تو اور کیا کروں۔ عبادت ہی وہ شئی ہے کہ عرش سے اوپر لیجاتی ہی اور خدا سے ملاتی ہے بشرطیکہ خلوص دل سے ہو جیسا کہ ارشاد باری سے ظاہر ہے اللّٰہُ ینظرُ الٰی قلوبکم ولا الٰی اعمالکم۔

ایک جلسہ میں جس میں چند مستند طلبا بھی بیٹھے تھے باہم اس آیۃ کریمہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کے معنی میں بحث ہونے لگی۔ ارشاد ہوا کہ اس آیت کریمہ کے مخاطب کفار ہیں جنھوں نے سرور دو عالم سے یہ سوال کیا تھا کہ روح کیا شئے ہے اور جواب مخاطب کی عقل کے موافق ہوا کرتا ہے تکلموا النّاس علیٰ قدرِ عقولھم۔ اور کفار تو جسمانی حالت میں منہمک تھے ان کی نظر محسوسات پر محدود تھی اور روح جس کا انھوں نے سوال کیا تھا روحانی چیز اور عالم مجردات سے تھی جس کی وجہ سے یہ ارشاد ہوا کہ یا رسول اللہ ان سے کہدو کہ روح امر رب یعنی عالم مجردات سے ہے جس کو اسوقت تم نہیں جان سکتے جب عالم حس سے تمھاری نظر چھوٹکر عالم روحانی اور معقولات و مجردات تک پہنچے اور عین الیقین اور حق الیقین کا مقام حاصل ہو گا جو علم الیقین اور ایمان بالغیب پر موقوف ہے تب تم حقیقت روح کو سمجھو گے کہ وہ کیا شئے ہو اور کیا نہیں ہے۔ اصل مقصود اس آیت کے نزول سے علم روحی کی نفی کفار سے ہے۔ نہ اولیاء و عرفا سے چہ جائیکہ سرور دو عالم سے مولوی صاحب مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کے من بعضہ اور نفخت فیہ مِنْ رُوحِی کے من و یائے متکلم پر تو ذرا نظر ڈالئے اور نیز اس ارشاد پر خلق اللّٰہُ آدمَ علیٰ صورتہٖ آپ عالم ہیں خود سمجھ جائیں گے۔

ایک دفعہ ایک ہندو کا لڑکا نہایت حسین اچانک مجلس میں آگیا۔ حضور نے دریافت فرمایا

تیرا کیا نام ہے اس نے کہا ہر سروپ آپ نے فرمایا قوالی تو یہیں ہوگئی اور میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا مولانا خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ حضور کے اس ارشاد پر یاران طریقت کو وجد ہوگیا اور بہت دیر تک سب پر حالت طاری رہی۔

جلسۂ سماع میں ایک بار کا ذکر ہے قوال نے یہ شعر پڑھا:۔

دردم از یار است و درماں نیز ہم	دل فدائے او شد و جاں نیز ہم

فوراً میرے دل پر ایک بیخودی کی حالت طاری ہوگئی اور حضور پر تسابق ہوئے اثنا جس کے دل میں خیال حق ترقی پر تھا اس وقت حضور نے یہ آیت پڑھی تعالیٰ شانہٗ عمّا یقولون فوراً میرے دل میں خیال آیا کہ حضور نے یہ آیت میرے اس ترقی کرنیوالے خیال کی تنبیہ پر پڑھی ہے

ایک دفعہ اسرار عبادت واحکام الٰہی کے متعلق ذکر ہوا۔ فرمایا کہ عبادات وشرعی احکام کی مقبولیت کا اصل خلوص ومحبت ہے خداوند کریم نے ہماری محبت وخلوص کے جانچنے کے لئے یہ احکام مثلاً۔ نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ اُتارے ہیں خداوند کریم نے گویا ہم کو جتلایا کہ ہم دیکھیں تو کہ تم ہمارے کیسے محب ہو نماز کی تکلیف تو برداشت کرو۔ رکوع وقیام۔ قعود وسجدہ تو کرو۔ اگر مال تم کو بہت پیارا ہے زکوٰۃ تو دو۔ ہمارے لئے فاقہ تو کرو۔ روزہ رکھو۔ ہم کھاتے پیتے نہیں ہیں۔ چند روز تم بھی مت کھاؤ پیو اور اس کے ساتھ کسی پر غصہ غضب اور غیبت مت کرو اور بیت اللہ کا طواف تو کرو جس میں مال وجان دونوں کی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ دیکھیں تو تم اس میں صبر کرتے ہو یا جزع فزع کرتے ہو اگر تم یہ کل امور بلا کسی رد و رعایت اور اُمید فائدہ کے محض اس خیال سے کہ ہمارے مالک کا حکم ہے۔ کئے جاؤ گے اور ثابت قدم رہو گے تو سمجھ لیں گے کہ تم ہمارے سچے دوست ہو ورنہ تمہارے اس نماز وروزہ اور حج اور زکوٰۃ و طواف سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں۔ احکام شرعیہ کے نزول سے اصل غرض یہی ہے ورنہ اللّٰہُ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ ہے اس مضمون کو یہ آیت کریمہ بھی ثابت کرتی ہے وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ ضرور میں تمہاری آزمائش کروں گا

خوف بھوک۔ اور کمی مال سے اور نیز یہ ارشاد باری بھی اسی کا مظہر ہے لِنَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ اس لئے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے تاکہ ہم جانچیں کہ تم میں سے کون کون نیک کام کرنیوالا ہے۔ ایک دفعہ شکر کا ذکر آیا۔ فرمایا کہ واشکرلی میں جو لفظ شکر واقع ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ زبان سے شکر شکر پکارے جاؤ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے آقا و مولا کی کسی سے شکایت نہ کرو بلکہ انعام و اکرام کا اظہار کرو جیسا کہ یہ ارشاد باری مظہر ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ خدا کی نعمتوں کو ظاہر کرو۔

ایک دفعہ توکل کا ذکر آیا۔ کہ خدا پر بھروسہ کیونکر اور کیسا ہونا چاہیے فرمایا کہ مثلاً اگر کوئی ارفی شخص مثل کنجڑہ وغیرہ کے تمہاری دعوت کر دے تو تم کو اس کا پورا اعتماد ہو گا بلکہ گھر والوں کو بھی یقین ہو گا کہ آج مولوی صاحب کنجڑے کے یہاں کھائیں گے۔ ان کیلئے کچھ بھی فکر کرنیکی ضرورت نہیں خداوند کریم جو رزاق مطلق ہے تاکید فرماتا ہے۔ تم کہیں ہو میں رزق پہنچاؤں گا اور تم کو خدا کے اس ارشاد پر اطمینان نہیں کنجڑے کے قول سے بھی خدا کے قول کو کمتر خیال کرتے ہو سبب یہ ہے کہ جب تک انسان اپنے آپ کو نہیں پہچانتا تو خدا کو نہیں پہچانتا اس کے خیالات ڈانواں ڈول رہتے ہیں۔ اور جب پہچان لیتا ہے تو اس کے سارے اوصاف و اقوال و افعال پر اس کو ایقان و اطمینان پورا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ بجز خدا کے اور کسی کا دست نگر نہیں رہتا ہے۔

ایک دفعہ خشوع و خضوع کا ذکر آیا۔ فرمایا کہ ایک شب جناب باری نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ دنیا میں جا کر دیکھو کہ کوئی ہم کو بھی یاد کرتا ہے یا نہیں۔ وہ گئے اور واپس آ کر عرض کی کہ کوئی نہیں پھر مکرر حکم ہوا کہ کعبہ و دیر سب میں جا کر دیکھو کوئی تو ہو گا۔ وہ گئے اور کعبہ و دیر سب جگہ تلاش کرتے پھرے دیکھا تو ایک شخص بت کے پاؤں پر سر رکھے ہوئے بڑے خشوع و خضوع سے یارب یارب کہہ رہا ہے اور بت سے لبیک کی آواز آ رہی ہے جبرئیل علیہ السلام نے واپس آ کر عرض کی اے باری تعالیٰ ایک بت پرست بت کے پاؤں پر سر رکھے یارب

یارب بہت خشوع وخضوع سے کہہ رہا تھا اس بت سے لبیک کی آواز آتی تھی جس سے مجھے سخت حیرت ہوئی جناب باری نے فرمایا کہ تم اس آواز کو پہچانتے ہو جبرئیل نے عرض کی وہ تو ایسی تھی جیسی کہ اب مجھے سنائی دی ہے ہی حکم ہوا کہ وہ ہماری آواز تھی۔ درحقیقت وہ ہمارا بندہ بہ آرزوئے جواب ہم ہی کو یاد کر رہا ہے اور چونکہ بت میں جواب کی قدرت نہیں اور درحقیقت ہم ہی اس کے معبود ہیں تو ضرور ہوا کہ اپنے تضرع کرنیوالے کو ہم جواب دیں تاکہ اس کی دل شکنی نہ ہو آخر ہم ہی کو تو پکار رہا ہے۔

ایک مرتبہ پیران کلیر کے عرس شریف میں معہ چند اشخاص کے میں حضور کے ساتھ تھا مسجد درگاہ کے قریب حلقہ ذکر جہر شروع ہوا حضور نے حلقہ کی جانب رخ کیا حلقہ کو دیکھتے ہی وجد طاری ہوا اور ترقی کرتا گیا۔ نماز کی اذان ہوئی مسجد میں آکر اسی حالت وجد میں نماز فرض ادا کی قوالوں کے بلوانے کی ہم کوشش کرنے لگے حضور نے منع فرمایا اور بعد سکون نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ قوالی اسی حالت کے حاصل کرنیکی غرض سے سنی جاتی ہے جب یہ خود ہی حاصل ہے تو قوالی کی کیا ضرورت ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص جوان داڑھی کا صفایا کیئے ہوئے حضور کے سامنے آیا حضور نے اس سے فرمایا بھائی تمھارا صاف شدہ چہرا کیا خوبصورت معلوم ہوتا ہے اس شخص کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے داڑھی چھوڑ دی۔

ایک دفعہ علم غیب کے متعلق تذکرہ ہوا تو حضور نے فرمایا کہ علم غیب بجز خدا کے دوسرے کو نہیں میں نے وہ نظائر و شواہد اور دلائل عرض کیئے جن سے دوسرے کیلئے بھی علم غیب ثابت ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ وہی حدیث ناکہ کان۔ آنکھ والی یاد کرو۔ اس وقت بشر بشر ہی نہیں رہتا۔ اسوقت جو عالم غیب ہے وہی ہے۔

ایک دفعہ پانی پت قلندر صاحب کے عرس شریف میں تشریف لیچلے میں نے عرض کی کہ وہاں کن بزرگ کا مزار اور عرس ہے فرمایا کہ ایک دوسرے سلسلہ کے پیر و مرشد ہیں جن سے مجھکو وہ نسبت ہے جو انکو مولا مشکل کشا سے ہے میں نے مکرران کا نام دریافت کیا۔ مگر حضور ان کا

نام زبان پر نہ لائے اور فرمایا کہ میں ان کا نام زبان پر نہیں لا سکتا۔ ایک دفعہ ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے ان کا نام لیا تھا چارپائی کے چاروں ضلع ٹوٹ گئے۔

ایک بار بھاول پور میں ایک مولوی صاحب آپ سے مباحثہ کرنے آئے اور آپ سے دریافت کیا کہ تم کیا کیا پڑھے ہو آپ نے کہا کچھ بھی نہیں وہ خاموش ہو گئے۔ آپ نے کہا کہ آپ کیا کیا پڑھے ہیں انہوں نے بہت سے علوم و فنون کے نام لئے آپ نے کہا اپنا علم بھی پڑھا ہے انہوں نے کہا اپنا علم کونسا آپ نے کہا کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ والا تب وہ آپ کی طرف سے منہ پھیر کر چلدیے جب آپ سنجن آباد سے روانہ ہوئے تو ایک اونٹ کرایہ کیا۔ اور کچھ یارانِ طریقت بھی ہمراہ تھے راستہ میں پیشاب کے حیلہ سے اتر کر اونٹ پر یارانِ طریقت کو سوار کیا اور خود پیدل چلنے لگے اتفاقاً وہ مولوی صاحب بھی اونٹ پر سوار کہیں سے آ رہے تھے مولوی صاحب نے شتر سواروں سے دریافت کیا کہ وہ جو پیدل پیچھے آ رہا ہے تمہارا کون ہے انہوں نے کہا کہ ہمارا پیر دستگیر ہے مولوی صاحب نے آنکھیں پھاڑ کر ان سے کہا کہ ہیں پیر پیدل اور مرید اونٹ پر سوار انہوں نے کہا کہ وہ نہیں مانتے ہم کیا کریں تب وہ مولوی صاحب دوڑ کر آپ کے پاؤں پر گر پڑے اور کہا کہ حضرت یہ تو حضرت عمرؓ فاروق والا قصہ ہے آپ نے کہا کہ نہیں ہمارے بزرگانِ دین کا یہی طرز عمل ہے کیا حضرت ابراہیم ادہمؒ بلخی کا قصہ آپ کو نہیں معلوم جو کتب تاریخ میں مذکور ہے کہ آپ معہ مریدوں کے جب مکہ معظمہ میں جا کر رہے تو سب مریدوں کے ساتھ جنگل سے لکڑیاں لا کر فروخت کرتے اور اس سے اپنی قوت بسری کرتے اور رات کو پاؤں دباتے اور جو پاؤں دبوانے سے گریز کرتا اس کو نکال دیتے۔

ایک مرتبہ تصدق حسین بنگالی سے ارشاد ہوا کہ کیوں میاں تصدق حسین تم کو کبھی باڑی (گھر) بھی یاد آتی ہے۔ اس نے عرض کی کہ باڑی تو حضور کے قدم مبارک ہی میں ارشاد ہوا کہ انسان کی عمر کا بہتر حصہ وہی ہے کہ سب کچھ بھول جائے۔

ایک دفعہ شمسی علاج کرنیوالا ڈاکٹر حضور کے پاس آیا میں نے اس سے کہا کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ دھوپ اور پانی میں یہ اثر ہو کہ اس سے امراض کا علاج کیا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ حدیث

شریف سے ثابت ہوتا ہے کیا حضور سرورِ دو عالم نے ماءِ الشمس سے غسل کرنیکو منع نہیں فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس میں بھی اثر صحت و مرض ہے۔

ایک بار اس آیت فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيْ کے معنی میں تذکرہ ہوا۔ ارشاد ہوا کہ بیت تو وہی ہے جس میں صاحبِ خانہ رہے اور جسمِ انسان کی طرف اشارہ کیا کہ اسکے سوا ان کی اور کہیں گنجائش نہیں یعنے قلبِ مومن جو اس جسم میں ودیعت ہے۔

عرس شریف میں قوال نے بوقتِ جلسۂ سماع یہ شعر پڑھا ؎

منم کہ گوشۂ میخانہ خانقاہِ من است	دعائے پیرِ مغاں وردِ صبحگاہِ من است

یارانِ طریقت کو مصرعِ ثانی پر اور حضور کو مصرعِ اولیٰ پر وجد کی حالت طاری ہوئی اسی حالت میں حضور کمرے کے اندر تشریف لیگئے۔ قوال باہر رہا۔ بہت دیر تک کیفیت طاری رہی میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا مولوی صاحب اس سے بڑھکر کیا دھنڈورا ہوگا وہ حضرت تو میخانہ کی طرف اشارہ کر کے ایک گوشہ کو دل کی طرف اشارہ فرما کر تباکید اپنی خانقاہ ثابت کر رہے ہیں اس ارشاد سے بہت رقت ہوئی پھر ارشاد ہوا کہ رونا تو اسی کا ہے کہ وہ حضرت بالتصریح پکار کر نَحْنُ اَقْرَبُ سے اپنا قرب جتا رہے ہیں اور ہم اندھے ہیں کہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔

عرس شریف میں ایک شب ایک قوال کی صبح کی آخری نمبر پر گانیکے واسطے بیٹھی اسوقت اکثر لوگ چلے گئے تھے اور آپ کی طبیعت بھی کسلمند ہوگئی اندر کمرہ میں جا کر لیٹ گئے نیند آنے لگی قوال تو گا ہی رہا تھا اس نے یہ غزل شروع کی ؎

	تیر نگہ بر جگرم آرزوست آرزوئے فتنہ گرم آرزوست	

یکایک حضور کھڑے ہوگئے فرمایا چلو بھائی سنیں تو کیا کہتا ہے۔ باہر تشریف لائے خوب حالت طاری ہوئی پھر قوال نے یہ شعر پڑھا ؎

مدتِ صد سال گزشت از ہنوز	دیدنِ تو اک نظرم آرزوست

اس شعر پر ایک عجیب حالت طاری ہوئی جو دید و شنید سے باہر تھی اس کے بعد قوال نے مثنوی شریف کے یہ اشعار پڑھنے شروع کئے:

یکشبے مجنوں بخلوت گاہِ راز	گفت اے پروردگارِ بے نیاز

حضور اندر کمرہ میں تشریف لائے جب قوال نے یہ شعر پڑھا:

کردۂ خارِ مغیلاں بالشم

تو حضور پر وجد طاری ہوا اس شدت سے کہ سب پر ہیبت اور دہشت طاری ہو گئی اور وجد میں کبھی بالش کے لفظ پر جسم انسانی کی طرف اشارہ فرماتے اور کبھی ہاتھ جوڑتے جب قوال نے یہ شعر پڑھا:

توچہ خواہی زیں گرفتاریٔ من

تو اس پر حضور کی حالت بہت ترقی کر گئی کبھی سربسجود ہوتے کبھی انتہائے عجز سے دست بدعا ہوتے یہ حالت کچھ ایسی ترقی پذیر ہوئی کہ سب پر حیرت و دہشت چھا گئی خصوصاً عباس علیخاں خلیفۂ حضور اس قدر گھبرائے کہ انھوں نے چپکے سے کہا کہ کسی طرح یہ حالت فرو ہونا چاہیے ہر چند کوشش کی مگر ؎

مریض عشق پر رحمت خدا کی	مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

آخر کار قوالی بند کرا دی گئی بہت دیر کے بعد حالت فرو ہوئی اور سکون ہوا اَللّٰھُمَّ متع المسلمین بطولِ حیاتہٖ آمین ثم آمین

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوبات

مکتوبِ اول

شفیقی و حبیبی مولوی محمد معز اللہ خاں صاحب اوسبحانہ تعالیٰ عارفِ خود ساز دہ

السلام قبل الکلام!

شب تاریک و رہِ وادیٔ ایمن درپیش ❁ آتشِ طور کجا وعدۂ دیدار کجا

ایک بڑے شہر سے جس جگہ بید شاداب باغ و بہار جاری تھیں رخصت ہو کر میں ایک کوردیہ میں پہنچا فقط اس لالچ پر کہ یہاں کچھ مطلب براری ہو گی۔ ایک مکان شبِ تاریک کی طرح میرے رہنے کیواسطے بلا میری بیوقوفی دیکھو کہ کسی جگہ سے مانگ تانگ کر ہی ایک چراغ جلا دیتا یہ تو نہ کیا اسی اندھیرے میں دالان کوٹھریاں ٹٹولنے لگا افسوس ہے کہ اندھیرے میں سانپ بچھو نے کاٹ لیا۔ اب زخمی ہو گیا نہ ادھر کا رہا نہ ادھر کا رہا نہ اس مکان میں کوئی راحت کا سامان مہیا کر سکا۔ اور نہ اس بڑے شہر تک واپس پہنچنے کا زاد راحلہ میرے پاس موجود ہے یہ مکان جو رہنے کی واسطے مستعار ملا تھا اس قدر بوسیدہ ہو گیا ہے کہ اس کو اب کوئی کرایہ پر بھی نہیں لیتا اور اگر فروخت کروں تو ایک پیسہ کو کوئی نہ پوچھے گا۔ آپ یقین جانئے کہ یہ مکان پہلے ایسا تھا کہ اگر میں اس کو فروخت کر ڈالتا تو اول درجہ کی گاڑی میں بیٹھکر بہ آسانی تمام منزل مقصود تک پہنچ جاتا مگر اب کوئی یقین بھی نہیں کرے گا کہ یہ شکستہ مکان کبھی اس قابل تھا تاہم آپ جیسے مولوی فاضل لوگ کتاب اللہ تعالیٰ سے گزشتہ

قصہ پڑھکر شاید یقین کرلیں میں آپ کو یاد دلاتا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ایک مکان ملا تھا جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس نعمت کا اظہار کرے جو اُن کو دیگئی ہے تو پہلے ان کو ایک ظاہری مرشد کی ضرورت ہوئی جنکا نام حضرت شعیب علیہ السلام تھا۔ دس سال باوجود پیغمبر ہونے کے ان کی خدمت میں حاضر رہکر مجاہدہ کیا جب انھوں نے اپنی ہمت ہمراہ کی جسکو ظاہری لفظوں میں یوں ہی سمجھایا گیا ہے تو انہی چار عناصر والے طور پر نار کا رنگ نور سے بدلکر اِنِّیۡ اَنَا اللہُ کہتا ہوا ان کو اسی طور پر دکھائی دیا واہ واہ کیوں نہو ایسے لوگوں کو کیوں نہ پیغمبر مانا جائے جو ایسے آپ کو اپنے مکان کو جو کچھ ان کو دیا گیا ہو تمام وکمال دوسرے کے ہاتھ فروخت کرڈالیں اور قیمت کیا اُمید موہوم مگر جو ایسا کرے اور اس کو اس میں استقامت بھی ہو تو پیغمبر اور صدیق بھی ہوجائے ہاں پیغمبر تو اب ہوتا نہیں مگر کانبیاءِ بنی اسرائیل کا ہونا ثابت ہے۔ میں خط لکھتا ہوں یا کوئی قصہ معاف کیجئے آپ سے خط لکھنے کا وعدہ کیا تھا میں بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہوں۔ اپنی خیریت سے اطلاع دیجئے متولی صاحب کو میرا خط دکھا دیجئے اور سلام شوق فرمائیے عاجز کلیمی غفرلہٗ ضلع راولپنڈی ڈاک خانہ فتح جنگ ۳ صفر ۱۳۲۱ھ

مکتوب دوم

شیخ الاسلام والمسلمین مولانا شاہ معز اللہ خانصاحب چشتی سلمہٗ۔ السلام قبل الکلام۔ میں آپ کو تہِ دل سے تبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آپ کے قلب میں نسبت کا مادہ پیدا کرنا شروع کردیا ہے اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس میں آپ کو ترقی کے اعلیٰ مدارج تک پہنچائے۔ مولانا یہ ایک سبق پڑھانا ہے اور کوئی مسئلہ وغیرہ نہیں جانتا جہاں تک ہوسکے بس محبت میں زیادتی ہو جس قدر اپنے پیرومرشد سے محبت زیادہ ہوگی سب مراحل طے ہوتے جائیں گے اور جان لو کہ بس سب کچھ آگیا استمداد اور نسبت۔

شعر

نیست بر لوحِ دلم جز الفِ قامتِ یار
چہ کنم حرفِ دگر یاد نداد استادم

قواعدِ استمداد میں بہت سی کتابیں چھپی ہیں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں قیامت کے روز نقل پر انعام نہیں ملے گا۔ بلکہ جسکی جو کوئی نئی بات ہوگی اس پر انعام عطا ہوگا جس وقت سے میں نے وہ حدیث شریف سُنی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ مجھ سے کس قدر محبت ہے۔ جواب میں عرض کیا کہ والدین اور بیوی اور اولاد سے زیادہ آپ کو چاہتا ہوں حکم ہوا کہ ابھی ایمان کامل نہیں جب تک اپنے نفس سے زیادہ نہ چاہو گے ایمانِ کامل نہیں ہوگا۔ ایمان کے کامل ہونیکے واسطے نماز روزہ حج زکوٰۃ تہجد کی قید نہیں فرمائی بلکہ اپنی محبت کاملہ جو طالب کے نفس سے بھی زیادہ ہو اس میں ایمانِ کامل ہونا ثابت ہوا۔ پس اسوقت سے مجھکو ثابت ہوا کہ جو کچھ ہے محبت ہے اور بس ٥

بوعلی دل خستہ را طاعت بجز توحید نیست	بیشکی اندر حقیقت قل ھو اللہ احد

توحید وہی ہے جو سوائے ذات کے سب کو جلا کر خاکستر اور صاف کر دے تو یہ توحید پیرو مرشد کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے یہاں ابھی طاعون کی ابتدائی حالت ہے ایک آدھ کو ہوتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی بچتا ہے۔ حامد محمود سلمہ کہتے ہیں کہ میں ڈر سے کہیں نہیں جاؤنگا اُسی کی ذات پر بھروسہ ہے اور سچ بھی یہی ہے اپنے وعدہ اور وقت سے پہلے کوئی شخص رخصت نہیں ہوتا پھر کیوں پریشانی ہو مگر خاصۂ انسانی یہی ہے اور کیوں نہو اگر امانت کو امانت سمجھا جائے تو جس وقت امانت کا مالک اپنی امانت واپس لے اسکو سبکدوشی سمجھنا چاہئے مگر معاملہ برعکس ہے امانت کو امانت نہیں بلکہ اپنی پیدا کی ہوئی ملکیت سمجھ رکھا ہے یہی وجہ خاص پریشانی کی ہے۔ زیادہ والسلام و شوق ملاقات

عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب سوم

شیخ الاسلام والمسلمین مولانا محمد معز اللہ خانصاحب چشتی سلمہ۔ السلام علیکم میں نے ایک مضمون برخوردار سید حامد محمود کلیمی سلمہ کو لکھکر دیا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ آپ بھی اس کو دیکھیں لہذا

آپ کو بھی لکھتا ہوں ۞ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا

اگر گزند رسد ز خلق مرنج — کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج

از خدا داں خلافِ دشمن و دوست — کہ دل ہر دو در تصرفِ اوست

میرے پیارے بیٹے بلا معظم بابا تمہارے وقت اجمیر شریف کے اسٹیشن پر جب میں تم کو رخصت کرتا تھا تو فقط ایک چھوٹا سا فقرہ بطور وصیت کے کہا تھا وہ تم کو یاد ہوگا۔ اب پھر میں اُس کو یاد دلاتا ہوں (کسی کی محبت پر سوائے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ نہ کرنا) الحمد للہ تعالیٰ میری زندگی میں تم کو اُس کا پورا تجربہ ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر خاص رحمت اور کرمت کا موسلا دھار مینہ برسایا جو تمہارے خاص وقت پر اس کا تجربہ تم کو حاصل ہوا جس کے نتیجہ میں تم کو ہمیشہ استقلال و یقین کیساتھ اُس کارساز مطلق پر پورا پورا بھروسہ کرنا لازم ہوگیا۔ تمام ہندوستان میں میں نے تمہاری شادی کے وقت سے پہلے اس کے انتظام میں اپنے عزیز اور پیارے دوستوں میں سے سات آدمیوں پر نظر ڈالی دو میرے حقیقی رشتہ دار ہیں اور دو بچپن کے دوست ہیں اور دو نہایت عزیز یارانِ طریقت میں سے اور ایک اگرچہ سلسلہ میں داخل نہیں مگر میں نے کبھی اُن دو اور اس تیسرے میں فرق نہیں سمجھا اور یہ تیسرے صاحب بھی ہمیشہ میرے بجا و بیجا احکامات کی تعمیل کرتے رہے میرے پیارے بچے تم کو معلوم ہے میں نے اِن ساتوں میں سے ایک سے بھی مفت روپیہ نہ مانگا تھا جسکو لکھا یہی لکھا قرض دلوا دو جواب اِن ساتوں کا ایسا ہے جیسے ایک جا ہو کر آپس میں مشورہ کرکر لکھا ہو جن سب کے اُصول ایک بنا پر ہیں حالانکہ بعض ایسے ہیں کہ جنہوں نے ایک دوسرے کی صورت بھی نہیں دیکھی اور اس وقعت کے لوگ ہیں دو رشتہ دار تو وہ ہیں جنکی آمدنی کا اندازہ سو روپیہ ماہوار سے زیادہ ہے اور دوستوں میں سے ایک تمام ہندوستان کے علماؤں میں مذہبی حیثیت سے باعزت مانے جاتے ہیں اور آمدنی بھی انکی ڈھائی سو روپیہ ماہوار کے قریب ہے دوسرا ریاست کا کلکٹر ہے باقی تین حضرات مجھکو یقین ہے کہ مجھ پر کوئی وقت خدانخواستہ پڑے تو پانچ پانچ سو روپیہ فراہم کرنے میں مجھ سے دریغ نہ کریں گے مگر اس وقت اللہ تعالیٰ نے اِن کی کوشش میرے معاملہ میں سرسبز ہونے نہ دی انھوں نے جائداد گرو رکھکر رقعہ لکھکر

ہر طرح سے مجھکو وہ قلیل رقم دلوانی چاہی جو میں نے مانگی تھی مگر افسوس نہیں ہزار ہا شکر ہے
کہ اُن سے بندوبست نہ ہو سکا شکر اس واسطے ہے کہ تم کو اور اِن کو اور دوسرے یارانِ
طریقت کو ہادی مطلق ہدایت کرنیوالا تھا کہ ہم اپنے ناشکرگزار بندہ کو جو بظاہر تمہارے اوپر بھروسہ
کئے بیٹھا ہے تمہاری امداد کا محتاج نہیں کریں گے ہم خود سب کچھ کر سکتے ہیں مگر میں اِن
سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں انھوں نے نہایت دلدہی سے میرے اسوقت میں
جس کا اعادہ میری زندگی میں یقیناً آنیوالا نہیں کیونکہ ترپن برس کی عمر میں یہ پہلا موقع ہے
میری امداد کی کوشش کی اللہ تعالیٰ اِن کو اس کا اچھا بدلہ دیوے اور اس سے وہ سبق
لیں کہ دنیا میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی پر بھروسہ کرنا بیکار ہے۔ ایک سال پیشتر میں نے
سالِ گزشتہ کا تخمینہ اخراجات تین ہزار روپیہ کیا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب کام
ہو گیا اور اب مجھکو اپنی کسی دوست کے امداد کی ضرورت نہیں ہے سب کو دعا دیتا ہوں
اور تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ میری اس تحریر کو بطور یادگار و ہدایت کے اپنے پاس رکھو گے
اور ہمیشہ کسی کی امداد اور محبت پر سوائے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ نہ کرو گے فقط ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ

مولانا صاحب۔ فریدآباد میں میرے حقیقی بھانجے۔
سید اصغر علی کی یہ کوشش تھی کہ اگرچہ مجھ سے طلب نہیں کیا مگر میں قرض لیکر ماموں جان کو
دو سو روپیہ دوں اس نے بھی نہایت کوشش کی اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ حضور
سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ اور یہ کمینہ غلام ایک
جگہ ہیں حضور فرماتے ہیں کہ اس کا فکر ہم کو ہے کسی کو اس کا فکر نہیں چاہئے پھر میرے
حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو اپنے گود میں بٹھا کر فرماتے ہیں کہ جب
ہم کو اور ہمارے حضرت کو اِن کا فکر ہے تو اور کسی کو فکر نہ کرنا چاہئے۔ یہ خواب سید اصغر علی
تمام بات کے روبرو بیان کیا زیادہ سوائے سلام و شوقِ ملاقات کیا لکھوں عاجز کلیمی غفرلہٗ
۱۸ ذیحجہ ۱۳۲۸ھ

مکتوب چہارم

ہو الکل

کہنے کو تو سب کہتے ہیں محبوب خدا ہو	کھلتا نہیں یہ راز کہ تم کون ہو کیا ہو
تم جلوۂ معبود ہو یا شانِ خدا ہو	یٰسین ہو طٰہٰ ہو کہ لولاک لما ہو
ظاہر میں تو احمد ہو محمد ہو بشر ہو	باطن میں خدا جانے کہ تم کون ہو کیا ہو

شیخ الاسلام و المسلمین مولانا محمد معز اللہ خاں صاحب چشتی سلمکہٗ السلام علیکم۔ دہلی والے مہمانوں کا ہجوم عرس شریف کے سامان کا جمع کرکے جا بجا بھیجنا قوالوں کا بہرائچ شریف سے آنا اور گیا اور کیا بخار کھانسی نزکام کا زور اور آپ کا ادق سوال کہ جس نے بڑے بڑے علماء کو علماء کے فتوے کا فرنبا دیا اور کس سے مجھ جیسے نادان ناواقف سے اب میں حیران ہوں کہ کیا جواب دوں۔ ہادیٔ مطلق کی طرف رجوع کرتا ہوں جو ہمیشہ قایم رہنے والا ہے دیکھوں کیا جواب آتا ہے جو کچھ وہ لکھوادے بس وہ میرا قلم لکھنا شروع کرتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مجھکو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم پہنچے ایک میں نے لوگوں پر ظاہر کیا دوسرا پوشیدہ رکھا۔ سورہ کہف میں حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بتا رہا ہے کہ باوجود صاحبِ کتاب ہونیکے ایک دوسرے علم کے سیکھنے کی ہدایت ہوئی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ قرآن شریف کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اِن وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علم دو ہیں ایک کا نام علمِ سینہ ہے دوسرے کا نام علمِ سفینہ ہے صاحبانِ علمِ سفینہ کو زیبا نہیں کہ وہ علمِ سینہ والوں کو برا سمجھیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو برا نہیں سمجھا اور علمِ سفینہ والوں کو لازم ہے کہ جس چیز کو وہ نہیں جانتے

دوسرے علم کے جاننے والوں سے دریافت کریں اور ان پر کفر کا فتویٰ نہ دیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اور کفر کا فتوےٰ نہ دیا۔ اس وقت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دو شان کی آیتیں میرے پیش نظر ہیں اور یہ دونوں قسم کی آیتیں گویا اس باب کی دو فصلیں ہیں ایک فصل میں لکھا ہوا ہے وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ الیٰ آخرہ اور اِلَّا مَا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کا قصہ اور اللہ تعالیٰ کا دعوے کہ پانچ چیزوں کو سوائے میرے کوئی نہیں جانتا دوسری فصل میں مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی اور يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ وغیرہ تو مولانا فی الحقیقت یہ مسئلہ مباحثہ کرنے کے لائق نہیں جیسے قرآن شریف کا ایک ظاہر ہے اور ایک اُس کا بطن۔ اسی طرح حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ظاہر ہے اور ایک اُن کا بطن جو شخص جس کی تلاش میں کوشش کرے گا اُس کو پالے۔ بحث مباحثہ میں کیا رکھا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے حضرات چشتیہ کا دامن پکڑا ہے آپ کوشش کریں کہ آپ پر شانِ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ کھل جائے ورنہ بغیر اس علم کے آئے خلافِ آیاتِ قرآنی عقیدہ جما لینا اور ایک مختلف فیہ مسئلہ پر دوسرے مسلمانوں کی طرف بُرا خیال رکھنا جائز نہیں آسان اور سیدھا راستہ عام فہم ولو كنت اعلم الغيب الخ ہے اور نازک اور پیچیدہ راستہ يد الله فوق ايديهم ہے اسی افراط و تفریط سے وقال اليهود عزير ابن الله وقال النصارى المسيح ابن الله اللہ تعالیٰ کے بیٹے ماننے والوں کا مستقل نیا مذہب ہو گیا جس کو جہاں تک علم ہے اس کے موافق کہنا چاہیئے اور علمِ سینہ کے جاننے والے ہمیشہ بحث سے پرہیز کرتے رہیں اور وہ علم بحث میں آ بھی نہیں سکتا ملاحظہ کیجئے سورہ کہف کی باریکیوں کو جس قدر اب یہ باتیں ہوئے ہیں سب کا جواب اسی سے نکلے گا۔

مولانا ایک چھوٹا سا قصہ اور یاد آیا حضرت ابو الحسن خرقانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلطانِ محمود کو بیحد عقیدت تھی ایک روز سلطان نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ اپنے

پیر و مرشد کی کچھ تعریف کیجئے۔ جواب دیا کہ جس نے میرے پیر و مرشد کو دیکھا وہ جنتی ہو۔ سلطان نے کہا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ہزاروں کفار نے دیکھا اور وہ جنتی نہ ہوئے آپ کے پیر و مرشد کو جس شخص نے دیکھا وہ جنتی ہوگیا۔ حضرت نے فرمایا محمود در سلطنتِ خویش حکمرانی کن در مملکتِ نبوت باادب باش حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم را کہ دیدہ است سوائے خلفائے راشدین و معدودے چند یعنے عشرۂ مبشرہ میرے نزدیک اس قصہ کا آپ کے سوال سے زیادہ تعلق ہے۔ زیادہ والسلام والشوق۔ عاجز کلیمی الدہلوی غفرلہٗ

مکتوب پنجم

شیخ الاسلام والمسلمین مولانا محمد معز اللہ خاں صاحب چشتی زید فی عشقہٗ

السلام علیکم میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کو ایک قصہ لکھوں۔ مگر ایسا قصہ جس میں مبالغہ کا نام نہ ہو بالکل سچا مجھ کو یاد پڑتا ہے کہ ایک معتبر نہایت پرانی کتاب میں میں نے اس کو دیکھا ہے۔ لکھنؤ سے جس وقت گاڑی چلی ریل میں بیٹھے بیٹھے میرے دل میں اس قصہ کا سماں بندھا پنسل سے لکھنا شروع کردیا۔ اب میں اس وقت ملک بنگال ضلع مرشدآباد میں ہوں صاف کرکے بھیجتا ہوں امید ہے کہ آپ اس قصہ کو پڑھکر نہایت خوش ہوں گے آئندہ بھی اس قصہ کے متعلق اگر فرصت ملی اور مجھ کو یاد آیا تو پھر تحریر کروں گا وہ قصہ یہ ہے زمانۂ قدیم یعنی کیومرث سے بھی پیشتر کے ایک بادشاہ کا ذکر لکھتا ہوں کیسا بادشاہ شاہنشاہوں کا حاکم اس کے عدل کے سامنے نوشیرواں کا عدل آفتاب کے مقابلہ میں ذرہ سے کمتر اس کے حسن کے مقابلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن چاند کے مقابلہ میں ادنیٰ تارا اس کے جاہ و جلال کے مقابلہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا جاہ و جلال۔ آسمان و زمین کا فرق اس کی سخاوت کے سامنے حاتم طائی کی سخاوت ہیچ اس کی

حکمت اور ایجاد کے مقابلہ میں افلاطون و ارسطو جیسے حکیم طفلِ مکتب سے کمتر ہیچ تو یہ ہے
کہ کتاب والا خود بھی اس کی پوری تعریف نہ کر سکا اب اس اصل قصہ کی طرف رجوع کرتا ہوں
اس کی سلطنت اور رعایا کا انتظام بوڑھے شخصوں کے سپرد تھا اور بادشاہ خود بھی انتظام
سلطنت میں اس قدر مصروف کہ رات کی نیند نہ دن کا کھانا نہ کپڑے کی خبر نہ بیوی بچوں کا
غم سرے سے شادی ہی نہیں کی بس کام تھا تو یہی تھا کہ میری رعایا کو تکلیف نہ ہو۔
اسیواسطے انتظامِ سلطنت اِس قدر پُرانے لوگوں کے سپرد تھا جنکو شیخ فانی کہنا زیبا ہے
نہ خوردنی کی خواہش نہ غضب نہ شہوت بس طاعت شہنشاہ کے سوا اور کسی قابل ہی
نہ تھے ایک مرتبہ بادشاہ کو خیال آیا کہ بوڑھے کارپرداز جو ہماری بے انتہا اطاعت کرتے
ہیں۔ اِن کی اطاعت اس وجہ سے ہے کہ اِن میں نافرمانی کا مادّہ ہی نہیں ایسا ہوتا کہ
اب نوعمر طبیعتوں کو انتظام سپرد ہوتا اور دیکھتا کہ وہ لوگ میری کیسی فرمانبرداری کرتے
ہیں اس خیال کا آنا تھا کہ دربارِ عام کا حکم ہوا۔ چھوٹے بڑے سب عہدہ دار جمع ہوگئے
حضور شاہنشاہ نے تجویز پیش کی کہ ہمارا دِل چاہتا ہے اب ہم انتظام سلطنت اپنی نیابت
نوعمر نوخیز لوگوں کے ہاتھ میں دیں۔ ایکدم سب بوڑھے بول اُٹھے کہ بھلا لڑکوں نے بھی
انتظامِ سلطنت کیا ہے اِن میں غصہ ہے اور غصہ سے آپس کا نفاق بڑھے گا اور نفاق
سے فساد ہوگا وہ کیا انتظامِ سلطنت کریں گے۔ اجی حضور۔ اِن ہی کے جھگڑے فیصل کرنے سے
حضور کو چھٹی نہیں ملے گی کس کا انتظام اور کیسا رعایا کا بندوبست۔ بادشاہ سلامت
چپ ہو نیکو تو ہو رہے مگر خیال ضرور اس بات کا رہا کہ کرونگا میں ضرور ایسا اگر فیصدی
پانچ بھی اِن کی تجویز کے خلاف نئے نوعمر والے ہاتھ آگئے تو بھی اِن بوڑھوں کو ضرور قائل
معقول کروں گا۔ بادشاہ کے جاہ و جلال کے روبرو کسی کو دم مارنیکی جگہ تھی نہیں اور نہ
بادشاہ کسی وزیر کے پابند تھے۔ اِن نوخیز نوعمر والوں کو بلا ہی لیا اور پہلا سوال ان سے
یہی کیا گیا کہ کیا میں تمہارا بادشاہ نہیں ہوں کیا میں نے تمہاری پرورش نہیں کی ؟ سب نے

بالاتفاق اقرار کیا۔ انھوں نے نہ کبھی بادشاہ کی صورت دیکھی تھی اور نہ کسی دربار میں کبھی باریابی کا موقع پایا تھا جب سے پیدا ہوئے جھونپڑے میں پرورش پائی۔ سنا کرتے تھے کہ ہمارا ایک بادشاہ ہے لیکن بوڑھے انکو پیش ہی نہ کرتے تھے۔ دفعتاً جاہ و جلال برداشت نہ کرسکے اقرار کرنا کیا زبان سے اقرار کیا اور اوندھے منہ ڈر کر گر پڑے۔ اِن میں سے بعض ڈرپوک ایسے بھی تھے کہ اُٹھے پھر گر پڑے اور بعض پہلی دفعہ گر کر کھڑے رہے اور بعض من چلے ایسے بھی تھے کھڑے ہی رہے۔ مگر اقرار سب نے کیا۔ بادشاہ واہ رے بادشاہ تیرا حلم تیرا رحم تیری عدل گستری باوجودیکہ آپ قیافہ شناسی میں بھی لاثانی ہیں اور سب کے چہروں سے سب کی تیوروں سے سب کے دلوں کا حال دریافت بھی کر لیا کہ کون دل اور زبان کی موافقت سے اقرار کرتا ہے اور کس نے فقط زبان ہی سے کہا ہے مگر فرمایا تو یہ فرمایا خیر اچھا جاؤ اور اپنی جگہ پر دوسرے حکم کے منتظر رہو کیونکہ انتظام سلطنت کوئی ایسی چیز نہیں کہ پہلے ہی دن دربار میں آتے ہی وزارت کا قلمدان مل جائے یا نیابت سلطنت کا پروانہ حاصل ہو جائے سوچنے سمجھنے کا بھی تو موقع ملنا چاہیے اب حضور لگے تجویز کرنے گو اِن میں سے بعض نے مجھکو (حضور والا) بیوقوف بنایا گویا میں قیافہ شناس ہی نہیں اور زبان سے کہکر چلدیئے اور ہاں بعض نے البتہ سچے دل اور زبان سے کہا ہے مگر جب تک امتحان نہ لیا جاوے کیونکر ایسی بڑی سلطنت کا انتظام اِن نوخیز نو تجربہ کاروں کو دیدوں ہاں یہ مسئلہ تو بادشاہ سلامت نے اپنے دل میں طے ہی کر لیا تھا کروں گا میں ضرور ایسا خواہ چند روزہ انتظام کیواسطے ہو۔ آخر سوچتے سوچتے ترکیب نکالی کہ میں ان کی آزمائش اس طرح کروں کہ ایک نئی چیز تیار کرا کے جس کو کسی نے نہ دیکھا ہو ایک میعاد کے واسطے انکو بطور امانت کے سپرد کروں اگر اس امانت کے اچھی طرح رکھنے کا وہ انتظام کر سکے تو پھر مستقل اِن کو نیابت کا فرمان دیدیا جائے۔ ورنہ پھر ایسوں کو وہی سزا دیجائے جو بادشاہ کے دھوکہ دینے والوں کو دینی چاہیئے۔ اس تجویز کو اپنے ذہن میں پختہ کرکے ایجاد کی طرف طبیعت دوڑائی واہ رے بادشاہ تیری حکمت اور تیرا ایجاد۔ بادشاہ سلامت نے نہایت عرق ریزی اور

اور مدت کی کوشش سے ایک صندوقچہ بنایا میں صندوقچہ لکھتا ہوں وہ تو ایک عجیب چیز تھی
نہ اس جیسی کسی نے پہلے دیکھی تھی نہ پھر ایجاد ہوئی صندوقچہ جادو کا صندوقچہ یا تاج سلیمانی
یا جامِ جہاں نما غرض کیا کہوں کہ وہ کیا چیز تھی تمام سلطنت کے بڑے بڑے ہنرمند کاریگر
بلائے گئے اور خود بادشاہ سلامت نے اپنے دستِ مبارک سے بھی کام کیا تھا اتنی محنت کے
بعد یہ عجیب چیز تیار ہوئی کوئی اس کو نظرِ حقارت سے دیکھتا تھا اور کوئی بادشاہ سلامت
کی کاریگری پر عش عش کرتا تھا دنیا میں سبھی طرح کے لوگ ہوتے ہیں مگر واقعی بات یہ ہے
کہ بادشاہِ سلامت نے بنالی اور جب بنکر تیار ہوا تو بادشاہ سلامت نے اس کے بنانے
پر فخر کے الفاظ اپنی زبانِ مبارک سے نکالے اور اپنی صناعی کی خود ہی آپ نے تعریف کی
خیر میں اب اسکو صندوقچہ ہی کہتا ہوں بعض کچھ ایسے پیچیدہ اس میں خانے ہیں کہ حیرت
ہوتی ہے کوئی بڑا کوئی چھوٹا کسی خانہ کی کوک دینے سے اس کے متعلق اور خانہ بھی کھلجاتے ہیں
کسی خانہ کی کوک دینے سے اندر کے خانوں کا پتہ بھی نہیں چلتا سب سے زیادہ حکمت یہ تھی
کہ صندوقچہ کے ایک رُخ پر حضور پر نور بادشاہ سلامت نے اپنی تصویر کی بھی ایک جھلک
رکھی تھی جو بغور دیکھنے سے معلوم ہو جاتی تھی۔ الغرض اس کا تیار ہونا تھا کہ بادشاہ سلامت نے
جشنِ عام کا حکم دیا انتظام ہونے لگا بوڑھے جوان اور بچے ہر ایک قسم کے اعلیٰ اور ادنے
رعایا خاص جشن کے روز حاضر ہو گئے بادشاہ سلامت نے اول تو سب کو وہ عجیب چیز
دکھلائی۔ ہاں میں اتنا لکھنا بھول گیا جب تمام رعایا کو اُس عجیب چیز کے چاروں طرف
جمع کیا تو نو خیز رعایا کا مجمع جن کے امتحان کیواسطے یہ عجیب چیز بنائی گئی تھی اس صندوقچہ
کے اِس رخ کی جانب تھا جس میں بادشاہ سلامت کی تصویر کی جھلک پڑتی تھی یعنی صندوقچہ
کا تصویر والا رخ اِن نو خیزوں کی طرف تھا بادشاہ سلامت نے کچھ اپنی تعریف و توصیف کر کے
فرمایا کہ یہ صندوقچہ یا نو ایجاد چیز بطور امانت ہم اپنی رعایا میں سے کسی کو دینا چاہتے ہیں جو
کوئی اس کا حق ادا کرے اور جیسی لیجائے ویسی ہی دیدے تو ہم اس کو ایک مدت

کیواسطے جب تک ہمارا دل چاہے اس کے پاس رکھیں گے اور پھر واپس لے لیں گے چونکہ نوخیز رعایا کے علاوہ تمام رعایا میں سے کم ایسے تھے جنھوں نے اس پیچیدہ صندوقچہ کو بنتے نہ دیکھا ہو یا وہ خود بنانے میں بطور امانی کے کاریگر کے کام کرتے نہ رہے ہوں اور اُس کے پیچ و خم سے واقف نہ ہوں۔ الغرض قریب قریب سب ہی تو واقف تھے لہذا سب نے بالاتفاق رکھنے سے انکار کر دیا بادشاہ سلامت کی اب یہی نوخیز رعایا رہ گئی۔ جس کی ناتجربہ کاری سادہ لوحی سے اسی پر سب کی نظر تھی کہ یہ قبول کر لیگی سو ان میں سے کسی نے اس کو کھلونا سمجھا اور کسی نے بادشاہ سلامت کی تصویر کی جھلک دیکھ لی۔ الغرض نتیجہ پر غور کئے بغیر جھٹ قبول کر لیا آپ خیال فرمائیں بادشاہ سلامت کا اس شوق سے بنانا اور تمام رعایا کا قبول نہ کرنا بادشاہ کے واسطے یہ ایک ایسی رنج و ملال کی بات تھی کہ اگر یہ ناتجربہ کار بھی اسکو قبول نہ کرتے تو گویا بادشاہ کی امانت رکھنے سے اوسکی حفاظت سے تمامی رعایا نے جواب ہی دیدیا تھا جس میں بادشاہ کی بڑی سبکی تھی۔ صاحب کچھ ہی ہو میں یہی کہونگا کہ وہ ناتجربہ کار تجربہ کاروں سے بڑھ گئے۔ اگر بادشاہ شہد رکھنے کیواسطے دے تو لائیے اور زہر رکھنے کیواسطے دے تو جائیے۔ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو یہ بھی خوب ہوا اچھا ایک کنکھنا کتا بادشاہ نے امانت دیا تو ہم کو چاہئے کہ اس کو پیار چمکار کر رکھیں اسکو رام کریں نہ ہو گا رام تو کاٹ ہی تو کھائیگا ہے کس کا کتا بھی چاہے کچھ ہو مجھ کو اگر ایسا موقع ملتا تو میں جھٹ سے سب سے پہلے لے لیتا مگر اس میں بات یہ ہوئی کہ سب کے انکار کے بعد اس نے لیا اور اس طرح بادشاہ کے دل میں گھر ہو گیا کہ نوخیز رعایا نے قبول کر لیا اور اس کو اٹھا لیا۔ اُٹھا لینے کی ترکیب اگر آپ مجھ سے پوچھیں گے تو اُس کی تشریح بھی انشاء اللہ تعالیٰ کبھی بیان کروں گا وہ بھی نئی ہے۔ بس بادشاہ اس کی قدردانی سے اس قدر خوش ہوئے کہ چند روز انتظام کیواسطے اپنی نیابت کا تمغہ امتحان سے پیشتر دیدیا اور ان سب سے جنھوں نے لینے سے انکار کیا تھا للکار کر

کہا کہ اب تم میرے نائب کے پاؤں پڑو ورنہ میں خفا ہو جاؤنگا بوڑھے پرانے درباری
حکم کی تعمیل کی مگر ایک قسم کی رعایا جو دربار میں شامل تھی مگر بہ نسبت اُن بوڑھوں کے جوانی بھری
آتشی مزاج تھی اِن کو نہایت طیش آیا کہ کل کے لونڈے کیلئے حکم ہوتا ہے کہ ان کے قدموں پر سر رکھو
حضرت یہی انصاف ہے ہمکو دیکھیئے اور انکو۔ آخر یہ رعایا کا گروہ باغی ہو گیا۔ مگر بادشاہ کس قسم کی اس
بادشاہ کی سلطنت کی وسعت اِس قدر وسیع کہ اس سے باہر ہونا تو ممکن نہ تھا اور نہ بادشاہ ایسا غصہ والا جیسے
اس زمانہ کے بادشاہ ہوتے ہیں بس دربار بند کر دیا گیا اور یہی سزا کافی سمجھی گئی۔ مگر وہ لوگ اپنے ذمہ کا کام
برابر سرگرمی سے کرتے رہے مولانا آج مجھکو بخار ہے نزلہ ہے سخت کھانسی ہے اور خشکی ہے نہایت تکلیف ہے
دل تو چاہتا تھا کہ اور لکھوں لیکن نہیں اب آپ اس قصہ میں جو کچھ سوال مجھ سے کریں گے
اُس کے جواب میں کچھ اور لکھوں گا میرا دل چاہتا ہے کہ آپ اِن مولوی صاحب واعظ
کو جو چلتے وقت میرے پاس آئے تھے اور اپنے پرنسپل صاحب کو بھی فقط یہ قصہ والا حصہ دکھاویں
اور میرا سلام کہدیں کیا تعجب ہے کہ اِن حضرات نے بھی یہ قصہ کہیں دیکھا ہو اور مجھکو اُن کی یاد سے
اور زیادہ یاد آجائے پیارے پیارے میاں سلمہ کو سلام شوق ۔ عاجز کلیمی غفرلہ روز دوشنبہ ۲۲ محرم ۲۹ھ

1087

مکتوب ششم

شیخ الاسلام والمسلمین مولانا محمد معز اللہ خانصاحب چشتی سلمہ

السلام علیکم مجھکو نہایت کم فرصت ہے برخوردار حامد محمود کلیمی سلمہ نے یہ قصہ نقل کر دیا ہے۔
ہاں جب وہ صندوقچہ دیا گیا تو بادشاہ سلامت نے بوڑھوں سے نظر بچا کر اس صندوقچہ کے
بھیدوں سے اور تمام چھوٹے بڑے خانوں پر اُن امانت داروں کو واقف کر دیا اور بڑے بڑے
خانوں کی بھی کنجیاں عطا کر دی گئیں اور تاکید کر دی گئی کہ روزانہ اس کو کھولتے رہنا اور جس خانہ کی جو کنجی ہے ہر بار وہ کنجی
اسی کنجی سے کھولنا کبھی نہیں بگڑے گا اور چھوٹے چھوٹے خانہ اور عجائبات جو کہ اس صندوقچہ میں
ہیں جب ایک عرصہ تک اسکو ٹھیک وقت پر کھولتے رہو گے تو وہ خود تم پر ظاہر ہوتے جائیں گے

کیونکہ ہم نے اِس طلسم میں اسی قسم کی کارگری کی ہے کہ زیادہ تکلیف اُٹھانی نہ پڑے ہاں اگر ایک کنجی دوسرے خانہ میں لگا دیں یا وقت بیوقت کوک دیا تو یاد رکھو کہ یہ سب خانہ خراب ہو جائیں گے اِس کے چھوٹے خانے بجائے کھل جانیکے ہمیشہ کے واسطے بند ہو کر ٹوٹ جائینگے پھر تم کو سب کے سامنے شرمندگی ہوگی اور مجھکو ان بوڑھوں کے سامنے سبکی ضرور ہوگی۔ اگر تمھارا صندوقچہ خراب ہو جائیگا تو بڑی خرابی ہے اسکو درست کرنا نہایت مشکل ہوگا میں تو تم سے اِس عرصہ تک اسطرح بے تکلف ملونگا نہیں جبتک کہ امانت واپس نہ لیلوں۔ ہاں میری طرف سے رعایت اور رحم برحال رعایا یہ ہے کہ میں وقتاً فوقتاً ان لوگوں کو یکے بعد دیگرے تمھارے پاس بھیجتا رہونگا جسکو میں اس کے بنانیکی سند دونگا وہ بنا سکیں گے اگر تم ان سے درست کرا لوگے تو جب بھی خیر ہے ورنہ پھر تم کو بہت بڑی سزا دونگا۔ ہاں اور یہ بھی تب تک دنیا میں میری سندیں اور اِس طلسم کے کھولنے کے منتر ہر زبان میں ہونگے تم کو جانچ کرنی ہوگی کہ کوئی غیر سند یافتہ شخص یا جعلی سند دکھا کر تمھارا صندوقچہ بنانیکا ذمہ لے اور بجائے درست کرنیکے اور رہا سہا خراب نہ کر دے اچھا رخصت نائب السلطنت کو بڑے جاہ و جلال اور عزت کے ساتھ رخصت کیا گیا۔ اردلی خواصی زیب و زینت نوکر چاکر سب بادشاہ نے اپنی طرف سے دئے اور وہ مخبر کھلے کر کے سپاہی بھی ہر ایک کے ساتھ کر دئے کہ دیکھتے رہو کہ یہ لوگ اِس امانت کا کیا حشر کرتے ہیں وہ جوان آتشی مزاج جس نے اسکی تعظیم نہیں کی تھی آتش حسد سے جلنے لگے اور نائب السلطنت کو بیعزت کرنیکی فکر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ دھوکہ دیکر بادشاہ سلامت کے خاص عطا شدہ محل سے نکلوا دیا اب سرا اول جاہتا ہے کہ جس قدر اِس طلسم یا صندوقچہ کا حال میں نے پرانی کتابیں دیکھا ہے یا اُس کے محققہ ماہروں سے سُنا ہے بیان کروں تاکہ آپ کو اور زیادہ لطف آئے۔ یہ جادو کا پتلا مٹی پانی سے بنایا گیا تھا نو خانہ یا سوراخ اس میں تھے دسواں ایسا کہ دار پار ہوتا اسکا کچھ موہوم سا تھا مگر زیادہ کاریگری یہی بات تھی کہ اِس صندوقچہ کے اندرونی خانوں کی ساخت اِس دسویں خانہ سے

زیادہ تعلق رکھتی تھی یہ زمین پر رکھا ہوا تھا۔ دیکھنے والے اس کا عرض کم اور طول زیادہ بتاتے ہیں اس کے چار پائے بھی تھے تو ظاہری خانے علیحدہ علیحدہ کام کے تھے ہر ایک سے جدا کام لینے والا کام لے سکتا تھا میں چاہتا ہوں کہ دنیا کی کسی چیز سے تشبیہ دوں تو کوئی چیز سمجھ میں نہیں آتی اور آتی ہے تو آدمی کی صورت سے بہت مشابہ ہے جسکی طرف دل راغب ہوتا ہے مگر آدمی تو چلتا پھرتا ہے وہ ایک چیز زمین پر رکھی ہوئی یا پڑی ہوئی تھی اس میں ہرگز جان نہ تھی سوائے پانی اور مٹی کے کوئی چیز اس میں نہ تھی اندر کے خانوں کا حال کون بیان کرسکتا ہے کہ اس میں کیا کیا تھا ارسطو اور بقراط جیسے اگر اس کو دیکھتے اور ہزار ہزار برس زندہ رہتے تو بھی اس کا پورا بھید نہ بیان کرسکتے دنیا میں جس قدر ایجادیں ہوتی ہیں اور ہونگی سب اس میں خفیہ طور پر رکھی گئی تھیں ریل تار گراموفون وغیرہ۔ فوٹو۔ ہوائی جہاز جس قدر ایجادیں ہیں سب اس طلسم میں موجود تھیں اس کے اس قدر عجیب وہ رکھی گئے تھے کہ دنیا کے کسی عاقل نے اس کی پوری سیر نہ کی ہوگی ہاں ہمو خیر رعایا میں وہ ضرور اس کو جان گیا جسکو خاص بادشاہ سلامت نے خود واقف کردیا اور ٹوٹا ہوا بنانا بھی بتا دیا امانت صندوقچہ یا طلسم جسوقت امانت برداروں نے لیا ہے وہ بھی ایک عجیب بات ہے جو کسیطرح آدمی کی سمجھ میں نہیں آسکتی امانت خواہ کسی قسم کی ہو کوئی تو بغل میں دبا کر لیجاتا ہے۔ کوئی ہاتھ میں اٹھا لیتا ہے کوئی سر پر رکھ لیتا ہے ان باتوں میں سے کچھ بھی نہ تھا اس بیجان چیز کو اس طرح اور اس قسم سے اٹھایا کہ خود اس میں غائب اور وہ زندہ ہوگئی اب دیکھا گیا تو دو پاؤں سے چلتی پھرتی ہے اور دو مثل ہاتھوں کے لٹکتے ہوئے ہیں۔ اب اس کی مثال مجھے نہیں دکھائی دیتی ہے جو میں آپ کو دوں کہ اٹھا کسطرح لیا ہاں اسوقت ایک مثال خیال میں آگئی میں نے تو اس کو دیکھا ہے آپ نے بھی ضرور دیکھا ہوگا عرصہ دراز ہوا کہ دہلی میں ایک شخص آیا تھا وہ غبارے میں اڑتا تھا اسکا تماشا دیکھنے کیواسطے بہت لوگ جمع ہوئے تھے چونکہ وہ ایک نئی بات تھی میں بھی اسکے دیکھنے کیواسطے گیا تھا ایک کرچ کا سا بہت بڑا غبارہ تھا جیسے بارات شادیوں میں چھوٹے چھوٹے غبارے چھٹتے ہیں اور چھوڑے جاتے ہیں لیکن مذکورہ بالا غبارہ بہت بڑا تھا اس کو پھیلا کر بہت سا دھواں کیا گیا

اور دھواں اس میں جانا شروع ہوا اس کے اندر دھواں جسقدر جانا شروع ہوا۔ اور دھواں جسقدر
بھرتا جاتا تھا وہ پھولتا جاتا تھا یہاں تک کہ پورا پھول کر زمین سے اُٹھا اور وہ شخص اس میں جا
لٹک گیا اور غائب ہوا اب اس غبارہ کے اندر دھواں ہی جس کو کالی ہوا کہنا چاہئیے اور باہر بھی
ہوا ہے میں نے اگر عربی پڑھی ہوتی تو کہتا **محمله الدخان** بس میری سمجھ میں تو اسطرح امانت دار
نے امانت کو اُٹھالیا وہاں تو غبارہ میں فقط کپڑا اور موم یا اور کوئی مصالحہ تھا اور اس امانت میں
مٹی اور پانی مگر جسوقت وہ زمین سے بلند ہوا تو دھواں جو آگ کا ایک شعلہ ہے اور ہوا اس میں موجود تھی
اسطرح امانت دار نے جو ہیں امانت کو غبارہ کی طرح اُٹھالیا۔ ہوا بھی اس میں پائی گئی اور اس طلسم بھی
حسد وقصہ کے تمام کل پرزہ چلنے لگے بوڑھے اور جوان دیکھکر کیوں نہ حسد کریں یہ بچے بھی
بڑے بازیگر تماشہ گر نکلے اور اس پرطرہ بادشاہ سلامت کی یادگار تصویر جیسے سونے میں سہاگا
بادشاہ سلامت کی یادگار سے یہ مطلب نہیں کہ بادشاہ سلامت نے دنیا سے سفر کرلیا ہرگز
نہیں ابھی تو وہ امانت واپس لیں گے اور پھر خدا جانے کیا کیا حشر ہوگا یادگار کو ایسا سمجھنا چاہئیے کہ
دارالخلافہ سے دور دور کے شہروں میں بادشاہ کی تصویریں لگائی جائیں جیسے اسوقت کے بادشاہ
کی تصویریں ہر ایک تھانہ میں موجود ہیں آپ فرمائیں گے کہ ایسا جلیل القدر اور بے مثل تو بادشاہ
اور اس کا اتنا کچھ ذکر مگر نام ہے کہ کہیں ملتا نہیں مولوی صاحب جسقدر قصہ ہیں تمام دنیا مگر بیان
ہو کر کسی قصہ کو سچا نہیں بتاتی اختلاف ضرور ہوتا ہے کوئی سچا بتاتا ہے کوئی جھوٹا چنانچہ
اس بادشاہ کے ہر ولایت میں جدا جدا نام ہیں منتروں میں جدا جدا طور پر رعایا یاد کرتی ہی مثلاً ہندوستان
میں جو نام ہے وہ انگلستان میں نہیں جو عرب میں نام ہے وہ فرنگستان میں نہیں ہر ایک نے اپنی اپنی
زبان میں علحدہ علحدہ نام رکھ لئے ہیں یا بادشاہ سلامت نے خود ہی اپنی رعایا کی آسانی کیواسطے
جدا جدا نام بتادئے ہیں اب لطف یہ ہی کہ ہندوستان والا انگلستان والے سے ملتا ہے تو اپنے
بادشاہ کا نام لیتا ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے بادشاہ کی عظمت اور بڑائی بیان کرتا ہی
ایک کہتا ہے یہ بادشاہ کا نام ہے۔ دوسرا کہتا ہے نہیں یہ ہے۔ دونوں

آپس میں جھگڑتے ہیں اگر دونوں دونوں زبان جانتے ہوتے تو فی الحقیقت سمجھ میں آجاتا کہ ایک ہی بادشاہ کے دو نام ہیں بوجہ اس کے کہ ایک کی زبان دوسرا نہیں جانتا خواہ مخواہ لڑتے ہیں تو مجھکو اندیشہ ہوا کہ اختلاف کہیں میرے قصہ کو چھوٹا نہ کردے میں نے بادشاہ کا نام نہیں لکھا اور لکھتا تو کہاں تک وہ تو اس قدر زیادہ ہیں کہ جن کا شمار قوت انسانی سے باہر ہے تو بس بادشاہ سلامت ہی میں تو کھو نگا پتہ دینے کے واسطے اتنا ہی کافی ہے زیادہ والسلام وشوق ملاقات عاجز کلیمی الدھلوی غفرلہٗ۔

مکتوب ہشتم

عزیز دل وجانم قوت روح روانم مولوی سید فقیہہ الدین صاحب عرف پیارے میاں صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم!

اے بہ درماندگی پناہ ہمہ	کرم تست عذر خواہ ہمہ
قطرۂ ز آب رحمت تو بس است	شستن نامۂ سیاہ ہمہ
خسرو از تو پناہ می جوید	اے پناہ من و پناہ ہمہ

ایک کارڈ آپ کا ملا۔ شیخ حمید اللہ مرحوم کا حال معلوم ہوا۔

عیب رنداں مکن اے خواجہ کز ین کہنہ رباط	کس ندانست کہ رحلت بچہ سان خواہد بود

کے علاوہ کرامات و مرات تجربہ ہوا ہے کہ حضرت پیرانِ عظام کا وہ کرم ہے جس کا بیان نہیں ہوسکتا میں نے خود دیکھا ہے کہ اکثر ایسی جگہ خاتمہ بخیر ہوا ہے اور یہی اصل مقصد ہے
میرے یارانِ طریقت میں ایک عورت سماۃ عصمت بی سکنۂ پنجاب جو اسم بامسمیٰ بھی تھی جس کے مکان میں میں موجود تھا وہ بیمار تھی بیماری کی تشدد میں جب کہ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اس نے مجھ سے پکار کر کہا کہ پیر سائیں کوئی شاہ صاحب آئے ہیں میں نے اس سے کہا کہ دریافت کرو کہ کہاں سے آئے ہو اُس نے باآواز دریافت کیا

اور جواب دیا کہ دہلی سے آنا بتاتے ہیں پھر میں نے کہا کہ دریافت کرو کہ نام کیا ہے اُس نے آواز
بلند پھر دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے اس کا جواب پاکر اُس نے ہاتھ پھیلا کر اور غل مچا کر
کہنا شروع کیا کہ یہ تو میرے شاہ کلیم اللہ رضؓ ہیں روحی فداہ۔ مجھکو یقین ہو گیا کہ اس کا آخری
وقت ہے مگر مجھ کو اُس پر رشک ہوا اور یہہ شعر ورد زبان تھا۔

شب رحلت ہم از بستر روم تا قصر حور العین	اگر در وقت جاں دادن تو باشی شمع بالینم

اس کے مکان سے تو میں اُسوقت روانہ ہو کر کہیں اور جا ٹھہرا لیکن وہ صبح تک رخصت ہو گئے
ایسے ہی اور بہت سے واقعات ہیں جن سے حضرات پیرانِ عظام کی دستگیری کا ایسے وقتوں
میں یقین کامل ہوتا ہے سچ ہے وہ جس صورت میں چاہے دستگیری کرے ایسے سخت
موقع پر کیوں نہ دستگیری ہوگی جبکہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں کا خیال ہے ابھی سفر بنگال میں
چونکہ میں دودھ اور کدو کے علاوہ کچھ نہیں کھاتا تھا ایک شخص کے ہاں دعوت تھی
اس کو دودھ نہیں ملا۔ مولوی احمد جی صاحب چشتی کے طبقہ کے مرید نے جس نے مجھکو
کبھی دیکھا بھی نہ تھا اس جگہ سے تین کوس پر مجھکو یہہ کہتے ہوئے خواب میں دیکھا کہ
ہمارے واسطے دودھ لاؤ چنانچہ وہ اُسیوقت دودھ ہمراہ لیکر حاضر ہوا جسوقت کہ مجھکو
ضرورت تھی۔ مولانا صاحب کی خدمت میں سلام شوق عاجز کلیمی الدہلوی غفرلہٗ۔

مکتوب ہشتم

نحمدہٗ و نصلی علیہ

پیارے رفیع الدین سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ یو پی ڈاک تحریر ہے۔ عزیزی سید محمد مہدی علی صاحب کو لاریب مجھسے
بیحد محبت اور عقیدت ہے مگر غلبہ شوق و محبت نے ظاہری الفاظ میں کچھ فرق ڈالدیا ہے
دوسرے سلوک کی کیفیت اِن سے زیادہ برداشت نہیں ہوتی جذب کا اثر بڑھ
جاتا ہے۔ آپ لوگ مولوی ہیں آپ کی تعلیم آسان نہیں توحید اور کفر کا

فقر میں پورا پورا مقابلہ ہے اور مقابلۂ مقاتلہ سے ہوتا ہے تو تو میں میں لاٹھی جوتے کی لڑائی نہیں بلکہ وار پار کی لڑائی یا تو فقیر یا کافر یا ادھر یا اُدھر۔

شیخ کامل کی ضرورت ہے اور یہاں شیخ کامل واقف کار سے مراد لی گئی جو دوسرے کو اُس کی باریکیوں سے آگاہ کر سکے۔ سید صاحب نے بوجہ زیادتی محبت اور خصوصیت کے آپ کو۔ الف۔ ب۔ ت۔ ث۔ بتادی حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب تک لڑکا الف نہ یاد کرے اور کچھ بتانا نہیں چاہئے اور پھر غلبۂ محبت اور جلدی میں کچھ اُلٹ پلٹ بھی ہو گیا جسکی تشریح کی ابھی ضرورت نہیں مگر یہہ ضرور ہوا کہ مجھکو شبہ ہو گیا کہ سید محمد مہدی علی صاحب کچھ بھول تو نہیں گئے اِن کو ضرور چند روز میرے پاس رہنا پڑیگا اب اگر آپ کو کچھ اس طرف رجوع کرنا ہو تو جبتک چند روز صحبت میں نہ رہیں گے۔ اِن اُمور کا سمجھنا خارج از قیاس ہے آپ چونکہ مولوی ہیں آپ کو پورے طور پر صاف طرح سے سمجھنا چاہئے کیونکہ خطرات آپ پر زیادہ وارد ہوں گے اِس لئے کہ آپ کے خیالات بوجہ علمیت کے زیادہ وسیع ہیں میں بہت مختصر طور پر اس معاملہ کی نسبت چند سطور میں تحریر کرتا ہوں کئی دفعہ اس کو پڑھکر سمجھ لیجئے جب مسلمان پر یہ خطرات وارد ہونے لگیں کہ اس علم ظاہری کے علاوہ کوئی اور علم بھی ہے یا یوں سمجھ میں آئے کہ ہم نور ایمان حاصل کرنیکی کوشش کریں۔ یا حلاوت ایمان ملے یا لطف عبادت حاصل ہو یا ایسی کوئی بات ہو جس سے ایمان پختہ ہمارے قلب میں آئے یا اطمینان قلب حاصل ہو یا واعبد ربك حتی یاتیك الیقین کا مصداق ہو تو اس کو اسیطرح تلاش کرنی چاہئے جیسے آپ نے شفیق اُستاد کی تلاش کی اور علم حاصل کیا اسیطرح کسی شخص کو جو اس کے علم کے اندر آسکے احاطہ کی قید میں اس کو بتا سکے تلاش کرے اور ضرور اس کا شاگرد ہو۔ تاکہ وہ بھی پہلے اُستاد ظاہری کی طرح اِس کو آمادہ اور شائق سمجھکر اس کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آئے اور سبق پڑھائے پھر وہ استاد جس کو پیر و مرشد کہتے ہیں اوّل اوّل مجاہدہ بتائیگا جو اس زمانہ میں بوجہ کمی ہمت اور طلب کا خوب کرنا نہیں چاہتے پھر شیخ رابطہ

بتائے گا۔ اسوقت عام طریقہ اس کا یہ قرار دیا گیا ہے کہ صورت شیخ ہر وقت اپنے سامنے رکھو پاخانہ میں نماز میں ہر جگہ یہہ تو عند الشرع شریف شرک ہے اور جس کو رابطہ شیخ بتایا گیا ہے اس کے معنوں سے بھی خلاف ہے مگر بوجہ ناواقفیت زیادہ یہی بتایا جاتا ہے ہر وقت نہیں بلکہ کسی وقت دن رات میں مقرر کر کے تنہا بیٹھیں گھنٹہ دو گھنٹہ تین گھنٹہ چار گھنٹہ زبان کی نوک تالو سے لگا کر ناف سے سانس لے لفظ اللہ کے ساتھ سانس کے اندر جانے میں کہے اللہ اور باہر نکلنے میں کہے ہو مگر اللہ اور ہو دونوں خیال کے ساتھ زبان سے نہیں اور سانس روک روک کے نشست میں اپنے آپ کو نہ سمجھیں شیخ کو یعنی پیر کو یعنی اُستاد کو سمجھے کہ وہ بیٹھا ہے میں نہیں ہوں اور اُس کے جواز کی سند ہر ایک جاہل مسلمان جانتا ہے پھر اس کے بعد چلتے پھرتے ہر وقت میں اپنے آپ کو محو کرے اور صورت مرشد کی قائم کرے۔ اب رہی نماز تو آپ۔ الف۔ ب۔ ت سیکھتے ہیں نماز یعنی وہ نماز آپ پر فرض نہیں جب آپ بالغ ہو جائیں گے تو وہ نماز آپ پر فرض ہو گی یعنی جب منی آپ میں سے بالکل نکل جائے گی تو آپ بالغ ہوں گے تو نماز بھی آپ کو خود بخود آجائے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ سمجھا بھی دیا جائیگا۔ اب رہا یہ کہ صورت شیخ آتی ہے ہیں اسکو نکالتا ہوں آپ بڑا ظلم کرتے ہیں انصاف کیجئے تمام احکام شریعت اختیار پر ہیں نہ کہ اضطرار آپ نماز میں بلائیں نہیں اور اگر اضطرار سے آجائے تو آپ کا اختیار نہیں جب اختیار نہیں تو شرع شریف کا حکم نہیں ہاں اس کو اس بے اختیاری میں کیا تو سنئے جب آپ کا اختیار اُس صورت کے آنے میں نہیں تو سمجھ میں کیا اختیار ہے مگر بہر حال ہے تو شیخ کی صورت - نہیں آتا شیخ کی صورت سے موٹا سنڈا امام ہمارے آگے کھڑا ہوتا ہے تو نماز میں کچھ نقصان اور ہمارے اختیار سے باہر ایک لطیف شئے بغیر سایہ اور جسم کی شکل ہمارے سامنے آتی ہے جس سے ہمارا قلب نرم ہوتا ہے رقت کی آمد ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف دل رجوع ہوتا ہے تو وہ پھر کیوں حرام ہو گی مگر ہاں اِن تعریفوں کے ساتھ میں اگر آپ اسکو

بلائیں تو بیشک نقصان کی بات ہے۔ شرک کی تعریف میں ضرور آجائے گا اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت رب العزت کے معاملہ کو ابھی رہنے دیجئے فقط مرشد سے نمٹ لیجئے۔

اس کے بعد یہ دو سیڑھیاں ہیں اور جو کچھ شرع نے بتایا ہے ان دونوں کو آپ ہی سمجھتے ہیں اور تعلیم فقر میں جب تک صحبت نہ ہو کچھ نہیں ہوتا۔ میں نے لکھ تو ضرور دیا ہے مگر مجھ کو ہرگز امید نہیں کہ آپ کی تسلی ہو جائے گی روبرو بفضلہ تعالیٰ ضرور آپ مطمئن ہو جائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب ۔ فقط

عاجز کلیمی الدہلوی غفرلہ ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء

مکتوب نہم

مولانا سید فقیہہ الدین صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم۔ آپ کا کارڈ بھی آگیا دوسرا کل پہنچا شرح اور مفصل جواب یہ ہے

چو یوسف کسے در صلاح و تمیز	بسے سال باید کہ گردد عزیز

اول چار ماہ تک زمین کو درست کیا جاتا ہے ہل برابر چلائے جاتے ہیں پھر اپنے گھر سے بیج ڈالا جاتا ہے پانی دیا جاتا ہے جانوروں سے حفاظت کی جاتی ہے چھ ماہ تک انتظار کیا جاتا ہے پھر کاٹا جاتا ہے بہت سی مشقتوں کے بعد گندم گھر لائے جاتے ہیں پھر ان کو پیس کر آٹا گوندھا جاتا ہے آگ جلا کر توا گرم کیا روٹی پکی یہاں تک کہ نوالۂ حلق میں ڈالا اب بھی کچھ کام نہیں چلا جب تک کہ منہ نہ ہلایا جائے۔ جب منہ چلایا گیا تو نیچے اترا اس قدر تکالیف اٹھا کر روٹی کھائی۔ اس سے وہ نتیجہ نکلا کہ جس کے انجام سے خود نفرت آئی تو بس جس کا انجام خوش آئندہ اور تازگی روح کا باعث ہو اس میں اس قدر جلدی۔ محنت تو چوبیس گھنٹہ میں ایک گھنٹہ بھر بھی کامل نہیں اگر من اولہ الی آخرہ تمام روز و شب ساڑھے چار مہینے اس کو کوئی شخص آپ جیسا کرے تو میں رقت اور لطف اور مزہ سب کا ذمہ دار ہوں مگر ہائے اس قدر طلب کہاں۔ میرے پیارے میاں میں نے والدین اور گھر بار لطف دنیاوی مزہ دار کھانا ملنا جلنا سب ترک کر دیا۔ تو چھ ماہ بعد اس قدر اثر ہوا کہ رقت ہر وقت ہاتھ باندھے کھڑی رہتی تھی۔

محبت اور شوق ہر وقت سمندر کی لہر کی طرح رہتا تھا اول تو یہ کمی ہے کہ آپ نے اپنے تئیں کسی سلسلہ میں مسلسل نہیں کیا۔ فقط آپ کے میرا نیو کٹرہ آنیکی وجہ سے مجھکو آپ سے تھوڑا سا تعلق ہے جو کچھ اب ہو رہا ہے تھوڑی سی محبت کا نتیجہ ہے ؎

چو پسندت کہ سعد از عشق وحال چہار داری ؎ ملامتہائے گوناگوں جراحتہائے بے مرہم
کفر کافر را و دیں دیندار را ؎ ذرۂ دردے دلِ عطار را

محبت سے فقط درد پیدا ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالی عطا فرمائے تو اس کے مقابلہ میں نہ کوئی جنت آسکتی ہے اور نہ حور۔ اگر اللہ تعالی نے اس قدر آپ پر فضل کیا ہے۔ کہ دل لگنے لگا تو اس کو بیش از بیش کیجئے اور اسوقت کو جب تک کہ آپ پا بجولاں ہوں غنیمت سمجھئے میں تین دفعہ اس سے بھاگ کر مفقود الخبر ہوا تھا اس لئے کہ ؎

در راہِ خدا کہ رہ زنانند
آں راہ زناں ہمیں زنانند

جلسے اور رامپور جس جگہ آپ جائیں گے وہ لطف آنا غیر ممکن ہے۔ اب محافلِ و مجالس اکثر پیران عظام کیواسطے نہیں کیجاتیں بلکہ اپنا رشد اور اعزاز و نام بڑھانیکے واسطے کیجاتی ہیں تاکہ اس نام سے روپیہ جمع ہو جائے تو جب یہ نیت ہو تو کس طرح پیرانِ عظام کے احکام پر عمل درآمد ہو جو کچھ آپ نے کٹرہ میں دیکھا وہ بالکل اس سے دور ہے تین سو روپیہ کا میں اس عرس شریف میں قرضدار ہوا۔ جو ابتک آدھا بھی ادا نہ ہوا اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے اور تمام سال کوشش کرکے ادا کرتا ہوں نیت المرء خیر من عملہ آپ تو خود جانتے ہیں جیسی نیت عرس کرنیوالے کی ویسا اثر۔ اب آپ کہیں گانا نہ سنیں اور محنت کیجئے ہر کہ دعوی محب کند و دل بہ محب نہ دہد محب ہست۔ اس فقرے میں ایک شکل کے تین لفظ ہیں تینوں پر نقطہ نہیں دئے آپ خود پڑھ لیں اس سبق میں آپ جلدی نہ کریں اس کو آپ خوب یاد کرلیں کیونکہ یہ قاعدہ ہے جب آپ قاعدہ اچھی طرح یاد کرلیں گے تو پھر تمام سبق آسانی سے آجائیں گے ؎

شود سالک ز بندِ خود رہا آہستہ آہستہ
پرد از دست خود رنگِ حنا آہستہ آہستہ

دل از خلوت کند کسب صفا آہستہ آہستہ	صدف گوہر نماید قطرہ را آہستہ آہستہ
اصاحب شبرہاں یکبار نسبت کے شود پیدا	بدریا میتوان شد آشنا آہستہ آہستہ

زیادہ والسلام شوق عاجز نکیم غفرلہ ۰

مکتوب دہم

هُوَ الكُلُّ

گرامی عزیز جانم مولانا احمد جی صاحب چشتی سلمہ اللہ تعالیٰ ۰ السلام قبل الکلام۔
برخوردار ضیاء الدین سلمہ کی نسبت جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے وہ درست ہے ہر ایک باپ کو اپنے بیٹے کے ساتھ ایسی ہی محبت ہونا چاہیئے مگر خیال اس قدر رہتا ہے کہ مکان پر آپ کے اس قدر مدت تک رہا تو اس پر کچھ اثر نہ ہوا اب دو تین مہینے کے سفر میں رہ کر اُس پر کیا اثر ہو جائے گا۔ یہ ایک عجیب بات ہے اول اِس کو آپ کا مرید ہونا چاہیئے اِس کے بعد محنت کرنی چاہیئے۔ چلے کرنے چاہئیں جب کچھ اثر ہونے لگے اور آپ اس کو اجازت کے قابل دیکھ لیں تو بجا اور درست ہو گا کہ آپ اسکو مریدوں میں ہمراہ لیجائیں۔ لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت کریں آپ کا اور میرا دل خوش ہو۔ ورنہ صورتِ موجودہ میں تو اس کے ساتھ بیدردی اور عداوت ہے۔ کیونکہ وہ کاہل پیرزادہ جد فروش ہو جائے گا اور یہی اپنا پیشہ کرے گا اور تمام عمر کیواسطے بیکار ہو جائے گا۔
حب الشئ یعمی و یصم حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے درست فرمایا ہے کہ کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ آپ نے اس کا انجام نہ سوچا بوجہ محبت کے اس امر کا ارادہ کیا اول تو آپ اِس کا عقیدہ درست کریں آپ کا مُرید ہو۔ آپ برس چھے مہینے اس کو میرے پاس رکھیں اگر وہ اس قابل ہو گیا کہ صاحبِ اجازت ہو تو بہتر ورنہ اس کو نوکر رکھا دیا جائیگا یہ پیشہ پیری مریدی کا اگرچہ اسوقت بالکل پیشہ ہو گیا ہے مگر اپنے نفس کیواسطے اور دوسرے کیواسطے پیشہ ہونے میں تھوڑا سا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو بزرگی عطا فرمائی ہے۔

یہ اُس کا کرم ہے بغیر محنت و مشقت کے اور بغیر عقیدے کے کوئی شخص اپنے بیٹے کے واسطے وہی عزت چاہے تو اس کا خیال بیجا ہے آپ میری اس تحریر پر ناراض نہوں میرا قاعدہ ہی نہیں کہ جو کچھ دل میں ہو اُس کے خلاف زبان پر آئے زیادہ والسلام و شوق ۔ عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب یازدہم

هُوَ الكل

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ ۔

ہیچ نکشد نفس را جز ظل پیر	دامن آں نفس کش را سخت گیر
اے کہ کردی ذات مرشد را قبول	ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول
در بشر روپوش آمد آفتاب	فہم کن واللہ اعلم بالصواب

قوت روح روانم منشی غلام محی الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ السلام قبل الکلام ۔ محبت نامہ پہنچکر باعث سرور و کشف حالات ہوا اس خط سے معلوم ہوا کہ کوئی خط آیا دو ایک سوال ہیں کچھ بات چیت ہے جس سے کچھ لطف تو آیا میں نے خط کی پیشانی پر ایک آیت قرآن شریف کی لکھی ہے ۔ جس کے معنی یہ ہوتے ہیں ۔ ”کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اور اتقا کیا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ پکڑو“ اگر یہ کہا جائے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ تو اللہ مخاطب ہے ایمان والوں سے اور ایمان جب تک ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ حضور کا وسیلہ نہ کر دانا جائے تو ٹھیک نہیں بیٹھتا پھر خیال ہوتا ہے اچھے اچھے کاموں کا وسیلہ ہوگا تو خدا مخاطب ہے متقی لوگوں سے پھر اب کونسا وسیلہ رہا ۔ بس یہی پیری مریدی کا سلسلہ تو نص قطعی سے مرید ہونا فرض ہوا ۔ علاوہ اس کے بہت بڑی دلیل قرآنِ شریف سے دوسری جگہ ہے ۔ وہ اس طرح ہے کہ ہر ایک چیز کے دو رخ ہوا کرتے ہیں ایک اس کا ظاہر ایک باطن ۔ اسی طرح ایک قرآن شریف کا ظاہر اور ایک بطن ۔ اسی طرح علم کے بھی دو رخ ہیں ایک علمِ ظاہری اور

ایک باطنی۔ جس کا ثبوت قرآنِ شریف سے اس طرح ہے کہ سورۂ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی تھے اور نبی بھی اُولوالعزم۔ پھر بھی اِن کو دوسرے علم کے سیکھنے کیواسطے ایک شخص کی ضرورت ہوئی۔ جو باطن کا علم جانتا ہو جس کو علمِ سینہ کہتے ہیں۔ چنانچہ وہ تلاش میں روانہ ہوئے اور اُن کو وہ صاحب ملے۔ مگر چونکہ احکامِ ظاہری یعنی شرع جس کے وہ مالک کئے گئے تھے اُن پر غالب تھا۔ اسوجہ سے علمِ باطنی کی جس کو وہ سمجھ نہ سکتے تھے تاب نہ لاسکے اور ہر دفعہ سوال کر بیٹھے کہ ایسا کیوں کیا۔ اگر وہ خاموش رہتے تو بہت سے ایسے بھید منکشف ہو جاتے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَبْدَانِ وَعِلْمُ الْاَدْیَانِ: علم دو ہیں علم بدنوں کا یعنی حقیقۃ الاشیاء اور علم دینی جب تک کہ ماہیت اشیاء معلوم نہ ہو حلال و حرام کی تمیز نہیں کر سکتا۔ ہے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا: میں شہر علم ہوں اور اس کا دروازہ علی ہیں تو کوئی بتا سکتا کہ حضور سرورِ کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں کوئی فقہ کا مدرسہ تھا یا حدیثِ شریف یا قرآنِ شریف یا طب کی کوئی یونیورسٹی تھی جس کے آپ شہر میں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ دروازہ۔ ہاں تھا جس کے آپ آفتاب جس کے آپ ماہتاب ہیں جسکی انسان کو سخت ضرورت ہے وہ کونسا علم علم عرفان حضرت رب العزۃ تو اس کی کیا ضرورت ہوتی ہے اور کس کام آتا ہے ؎

عکسِ روئے خویش را آمیختم در آب و گل	شکر کن گر بندۂ بر لطف و براحسانِ ما

تاج خلافت رکھکر حضرتِ انسان کو دُنیا میں حکومت کرنیکے واسطے بھیجا تو انسان کو چاہئیے تھا کہ اپنے بادشاہ کی فرمانبرداری کرتا اور اچھی طرح غور کرتا کہ مجھ میں کون کون سی ایسی عجائب چیزیں ہیں کہ جنکی وجہ سے تمام عالم پر میری حکومت ہے جسکو میں سنتا ہوں جسکو میں دیکھتا ہوں وہ سب کچھ میرے واسطے بنایا گیا ہے۔ آسمان و زمین آفتاب و مہتاب آب و آتش۔ جبرائیل میکائیل سرافیل و عزرائیل علیہم السلام غرض کہ جو کچھ ہے وہ سب حضرت انسان کے واسطے مگر

مگر یہ ایسا ناشکرا ہے کہ اس کو اپنی کچھ قدر نہ ہوئی نہ اپنے بادشاہ کی اطاعت کی اور نہ اپنے آپ کو اس نے جانا اگر فقط اپنے آپ کو جان لیتا تو ضرور اس کو اپنے بادشاہ کی عظمت کا کچھ نہ کچھ پتہ لگتا یہ تو اگر اس قدر ایسے غیرے پچکلیان میں مصروف ہوا کہ نہ اس نے اپنی قدر کی نہ اپنے آپ کو جانا پھر بادشاہ کو کیا جانتا تو بس اس شناخت کے واسطے پیر کرنیکی ضرورت ہوا کرتی تھی - اب یہ طلب ہی نہ رہی اس کو بیکار محض اور فعل عبث تصور کر لیا گیا ٥

مرحبا اے ہد ہد فرخندہ فال
مرحبا اے طوطی شکر مقال

مرحبا اے بلبل باغ کہن
از گل رعنا بگو با ما سخن

در زمان ہفت آسمان طے کنی
مرکب حرص و ہوا را پے کنی

یافت قالب طینت پاکی ز تو
شد پریشان آدم خاکی ز تو

دم بدم روشن کنی در دل چراغ
ہر نفس از عشق سازی سینہ داغ

از تو روشن کوکب ایمانِ من
پردہ ہا بردار از رخ جانِ من

بفرض محال اگر کسی کو طلب ہوئی بھی تو اس کو اس زمانۂ پُر محن میں اول ہی اول نہایت دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے - جو کتابوں میں پیروں کے حالات درج ہیں - وہ کہاں ان کے خلاف اور بالکل خلاف - آنکھوں کے سامنے آنیسے اور زیادہ طبیعت پریشان ہوتی ہے - تو اگر کسی کو طلب بھی ہو تو اس کو ایک امر کا خیال رکھنا چاہئیے یعنی بزرگوں سے عقیدت کیساتھ ملتا رہے اور اپنے قلب کے خیالات کو یعنی وسوسوں کو خیال میں رکھے کہ ان کی صحبت سے کوئی اثر اس کے قلب پر ہوتا ہے جتنی دیر ان کے حضور میں بیٹھے اتنی دیر کا اندازہ کرے کہ کس قسم کے وسوسۂ قلب پر طاری ہوئے اگر دنیا کے خیالات میں کوئی فرق ان کی صحبت نے ڈالا تو معلوم ہوا کہ ضرور صاحب اثر ہیں ٥

اگر قسمت سے کوئی ایسا مل جائے کہ جتنی دیر اس کی صحبت میسر ہو اتنی دیر کے واسطے تمام دنیاوی خیالات محو ہو جاویں تو پھر اور کیا چاہئیے مگر اب ایسے حضرات کہاں لیجئے آپنے

تو فقط اس قدر سوال کیا تھا کہ مرید کیوں ہوتے ہیں۔ میں تو کچھ ایسا آدمی ہوں جس سے ذرا بھی محبت
ہو گئی اس سے بکواس شروع کر دی۔ بھائی یہ پیری مریدی کی تو یہ شان تھی جو میں نے بیان کی۔ مگر
ایک دوسرے قسم کی بھی پیری مریدی ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ کسی پیر کو تلاش کرو جو بی جنت کا پٹہ لکھدے
اور دوزخ خاں سے نجات دلوا دے اگرچہ یہ کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا کہ آقا سے ڈرے نہیں اور
آقا کے غلام سے ڈرے جیسا یہ بندہ ہے۔ ویسے ہی میاں دوزخ خاں بلکہ یہ سب سے افضل ہے
باعثِ ایجادِ عالم حضرت انسان ہیں خواہ وہ کام اور کچھ کریں۔ مگر شانِ نزول آپ کی ہی ہے
تو اس امید اور خوف کے لالچ پر اب کوئی پرہیزگار آدمی ڈھونڈھا۔ اس سے کوئی ورد وظائف
دریافت کئے اور کچھ کرتے رہے۔ تیسری قسم کی پیری مریدی بھی سن لیجئے۔ سقہ۔ دھوبی۔ بھنگی
میراثی حجام۔ وغیرہ کو روپیہ دو روپیہ چار روپیہ سالانہ دیا کرتے تھے۔ اور ان کے ذمہ جو کام تھا
لیتے تھے۔ خیال ہوا کہ ایک پیر بھی کر لیں۔ اتنی ہی داموں وہ بھی آ جائے گا۔ اس پر ان سب سے
زیادہ گٹھڑی لاد دیں گے۔ پیر کر لیا۔ اور جو کچھ دنیا کے کام ہوئے اس سے لینے شروع کر دئے
اگر کوئی کام ہو گیا۔ واہ پیر۔ اور اگر نہ ہوا تو دیکھ لیا تو نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی۔ بس اب
اس قسم کی پیری مریدی کا زیادہ رواج ہے اگر آپ کسی کے مرید نہیں ہو اور پیر کی تلاش ہے تو
اگر مذکورہ بالا پہلی قسم کا پیر کہیں مل جائے تو مجھکو بھی اطلاع دیجئے گا۔ میں بھی ضرور مرید ہونگا
مجھکو پھر اندیشہ ہے کہ خط طویل ہو جاتا ہے اور ابھی آپ کی ایک بات کا جواب پورا نہیں ہوا
کہیں آپ گھبرا نہ جائیں میں تو قلم برداشتہ لکھ رہا ہوں۔ ہاں تو مذکورہ بالا پہلی قسم کی پیری
مریدی میں مرید کو کیا کرنا ہوتا ہے جو کچھ پیر کہے وہ دھیان گیان کرنا ہوتا ہے جس سے دنیا کے
کاموں میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ خیالات کی صفائی جسکو قلب کی صفائی کہتے ہیں۔ پیر وہ
صفائی کراتا ہے یہ بات خدمت سے حاصل ہوتی ہے۔ خدمت کیسی ہاتھ پاؤں روپیہ پیسہ
کی نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تشتروا بآیاتی ثمناً قلیلاً میری آیات کو تھوڑے
داموں کے مقابلہ میں فروخت نہ کرو اس سے یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ بہت سے داموں میں

فروخت کر دینا۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ کے آیات کے مقابلہ میں ہر دو عالم تھوڑے دام ہیں۔ اگر کچھ قیمت رکھتا ہے تو یہ یعنی اس کا نفس تو جو کوئی شخص اپنے آپ کو فروخت کر دیتا ہے اور خدمت میں منہمک ہو جاتا ہے اُس کیواسطے وہی آیات (ثمناً کثیرا) ہو جاتی ہے۔ اب رہی دوسرے نمبر کی پیری مریدی اُس میں چکی پیوائی جاتی ہے۔ یعنی محنت ورد وظایف سب کچھ ہوتا ہے۔ اب رہی تیسرے قسم کی پیری مریدی۔ اس میں تو صاحب زیادہ روپیہ کا صرف ہے جس قدر روپیہ زیادہ پیر کو دوگے اُسی قدر پیر زیادہ راضی رہیگا تو اب آپ سمجھ لیں کہ کیا کرنا ہوتا ہے۔ مجھکو کیا خبر ہے کہ آپ کس قسم کی پیری مریدی کا ارادہ رکھتے ہیں ہاں تو ایک طرح اور باقی ہے وہ یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی پیر سے کچھ حاصل ہو جائے۔ پیر خود محبت کرے یہ شاذ و نادر ہوتا ہے اور اُس کو محبت ہوئی بھی تو ہمیشہ تو اُس کا وہ خیال رہا نہیں کرتا اُس کے محبت کے وقت کی قدر کرنی چاہئیے لو اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں بہت بڑا طول طویل خط ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً مجھکو تعجب ہے کہ مسلمانوں نے دو اور تین اور چار عام طرح پر کیوں نکاح جائز رکھے ہیں ایک بیوی کا حکم ہے کیونکہ دو اور تین اور چار کیواسطے شرط رکھی گئی ہے۔ انصاف کی اور انصاف ہے ناممکن سا۔ جس وقت دوسرے کا خیال آیا اُسیوقت سے انصاف نے بوریا بدھنا باندھا۔ علاوہ اس کے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے اللہ تو خوب جانتا ہے میں اپنی بیویوں میں انصاف کرتا ہوں مگر قلب میرا عائشہ کی طرف ہے اور وہ تیرے اختیار میں ہے۔ تو اب فرمائے کون انصاف کر سکیگا اور کس کو دعوےٰ ہے۔ اب رہی اولاد بیشک اگر قسمت میں ہے تو اسی موجودہ بیوی سے بھی ممکن ہے۔ آپ شرح لکھیں کہ آپ کی عمر کیا ہے آپ کی بیوی کی کتنی عمر ہے کوئی بیماری تو دونوں میں سے کسی کو نہیں ہے۔ پھر انشاءاللہ تعالیٰ میں لکھونگا کہ کیا ہونا چاہئیے۔ ضرور والدین کی اطاعت فرض ہے مگر ایسے ہی جھگڑوں میں والدین پھنسا کر رخصت ہو جاتے ہیں اور اولاد کو

بھگتنا پڑتا ہے۔ وہ اپنی خوشی کر کے چلتے ہوئے۔ اور درگلویم سنت پیغمبر است اس قسم کی اطاعت جس سے مواخذۂ اُخروی اُس کے ذمہ ہوتا ہو ہرگز جائز نہیں۔ والدین کو تو مواخذہ قیامت سے بچانا چاہئیے مگر اب مسلمانوں میں اولاد کی عاقبت کا بالکل خیال نہیں رہا اور یہی ادبار ہے۔ ہاں صاحب جیب میں خط نہ رکھا کیجئے۔ کیونکہ اکثر خطوط میں آیات و احادیث ہوا کرتے ہیں اور عظمت قرآن شریف جو ایک آیت کی ہے وہی سارے قرآن شریف کی ہے۔ بھلا دیکھئے تو آپ اور آپ کی جیب کہاں کہاں جا اور بیجا جاتی ہے تو آیات قرآنی شریف بھی وہاں چلے جاویں گے دنیا میں تکلیف اور آرام کس امر کا ہے لوگوں نے دو فرضی لفظ مقرر کر لئے ہیں اور دونوں کی ایک بڑی عظیم الشان فہرست بنالی ہے ایک کے نیچے غموں کی اسم وار فہرست اور ان کی طرح طرح کے نام گھڑ لئے ہیں اور ایک کے نیچے خوشیوں کی فہرست اور ان کے قسم قسم کے نام ایجاد کر لئے ہیں ورنہ فی الحقیقت دونوں ہیچ ہے۔ اگر کوئی مر گیا تو کیا نئی بات ہوئی ہے اسی واسطے پیدا ہوتا ہے۔ اگر کوئی پیدا ہوا تو کیا عجیب حرکت ہوئی۔ شادی اور غمی دونوں ہم وزن ہو جائیں تو پھر دنیا میں تکلیف ہی کیا باقی رہی۔ دنیا اس کے واسطے جنت ہو گئی۔ زیادہ والسلام شوق ؎

عاجز کلیمی دھلوی غفرلہٗ ؎

مکتوب دوازدہم

ھُوَ الکل

عزیز دل و جانم منشی غلام محی الدین صاحب سلمہٗ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ قَلْبِی لَدَیْکُمْ آپ کے کارڈ کے جواب میں جی چاہتا ہے کہ ایک بڑا طولانی خط لکھوں مگر وقت مدد نہیں دیتا مجبور ہوں مسجد کا حجرہ بنوا رہا ہوں تعمیر خانقاہ شروع ہے اور کیا کیا کام ہیں مگر خیر کچھ تو لکھنا شروع کرتا ہوں نہ اس وجہ سے کہ میں اسلام کا دل دادہ ہوں نہ اِس باعث سے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں چکر میں نے اس کی

غلامی اختیار کی ہے اس لئے کہ میں اسلام کے بانی اور ان کے جانشینوں کو دنیا کے اعلیٰ انسانوں سے بدرجہا برتر سمجھتا ہوں۔ نہیں بلکہ میں اسلام کے ہر ایک حکم کو تمام دنیا کے انسانوں کیواسطے اس لئے بہتر سمجھتا ہوں کہ دنیا میں اگر کوئی چیز قابل قدر ہے جس سے انسان انسان ہو سکتا ہے تو وہ ہمدردی ہے اور اسلام کے ہر ایک طریقہ سے ہر ایک گوشہ سے ہر ایک رکن سے خواہ خاص ہو خواہ عام اسلام کے ہر ایک اصول سے ہر ایک فروع سے ہمدردی ٹپکتی ہے اسلام تو وہی ہے جو پہلے تھا مگر اس کے علاوہ اس کے حاکم ظاہری اب وہ نہیں ہے اس وجہ سے کایا پلٹ سی ہو گئی ہائے یہ وہ اسلام نہیں نہ اس کا رنگ و روپ وہ ہے نہ اس کی خوشبو وہ ہے۔ افسوس افسوس ہزار افسوس جس اسلام نے ڈھائی روپیہ سیکڑہ اپنی گرہ سے نہ دینے والے کلمہ گویوں پر پہلی خلافت میں شمشیر نکالی تھی اب اس میں چار آنہ فی صدی سود کے مسئلہ کی تحقیقات ہونے لگی ہے

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

میرے پیارے ابھی آپ کسی مولوی سے دریافت نہ کریں کسی حدیث شریف کو مشکوٰۃ اور بخاری اور صحیح مسلم سے نہ نکالیں فقط زکوٰۃ کے فرض ہونے پر عقل سے قیاس کریں کہ حکم ہمارے واسطے یہ ہے نا کہ جب ہمارے پاس ہماری ضرورتوں سے زاید سو روپیہ سال بھر رہے یا سو روپیہ کا سونا چاندی کا اسباب رہے تو ہم کو ڈھائی روپیہ غریب ضرورتمندوں کو دینے ہوں گے۔ کہاں تو یہ حکم اور کہاں یہ اندھیر کہ جب ہمارے پاس سو روپیہ ہوں تو ہم ایک ضرورتمند سے ایک روپیہ لیکر اس کے پاس امانت رکھوا دیں ایک تو جان جوکھوں کی چیز جو تمام دنیا سے برا بنانیوالی ہے ہم کو اس کی چوکی داری نہ کرنی پڑی پھر الٹی اس سے ایک مقررہ رقم بھی لیں اور وہ دعویٰ جو اسلام کی ہمدردی کا تھا جو زکوٰۃ فطرہ قربانی وغیرہ سے اسلام نے ثابت کیا وہ کہاں گیا۔ سود کا مسئلہ تو تحقیقات کے قابل ہی نہیں قرآن شریف حدیث شریف عقل شریف سب اسکو مکروہ حرام ناجائز بتا دیں گے اگر زکوٰۃ کو فرض مانا جائے تو سود یا جس کا منافع تام رکھا گیا ہے کسیطرح جائز ہو نہیں سکتا آپ کسی مسلمان اور عیسائی

کے بہکانے میں نہ آئیں اور ہرگز کسی بنک سے ایک پیسہ بھی نہ لیں اور نہایت جوانمردی سے ڈھائی روپیہ سیکڑہ رجب کے مہینہ برابر دیئے جائیں میں نے اپنی اتنی عمر میں تجربہ پیدا کیا ہے کہ زکوٰۃ دینے والیکا مال ضایع نہیں ہوتا۔ چوری گیا ہوا مال واپس ملتے میں نے دیکھا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو بھی کیا ڈر ہے کون ساتھ کیا لے گیا ہاں جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق اسکو صرف کیا وہ ضرور ساتھ لے گیا آپ ضرور ایسے مسائل مجھ جاہل سے دریافت کر لیا کریں اگرچہ میں نے صرف و نحو بھی نہیں پڑھی مگر بفضلہ تعالیٰ اسلام کی عظمت نے میرے دل میں گھر کر لیا ہے اور یہی دعا ہے کہ اس کی عظمت روز افزوں ہو اور فی الحقیقت اسلام ہی ایسی چیز ہے کہ جس کو پسند اور قبول کرنا چاہیئے ۔ والسلام تم الکلام - عاجز کلیمی غفرلہٗ ۔

مکتوب سیزدہم

عزیز جانم حافظ یوسف علی خاں صاحب سلمہٗ ۔ السلام علیکم ۔

دھن رے دھنئے اپنی دھین	غیر کی دھن کا پاپ نہ پن
تیری روئی میں چار بنو لے	سب سے پہلے اِن کو چن
روئی کو دھن کے سوت بنا کے	پاگ پیارے پی کی بن
ابھی تو جب ہی دھنکی جائے	سگری تانت بجے تن تن
تیرا پیا تو مہا گنی ہے	کر لے تو بھی کوئی گن
جو تو چاہے ہر کو فریدا	آنکھ کان کر لے سن
باز عاشق شدم و دل بہ جوانی دادم	خواجہ را گو کہ بیاید بہ مبارک بادم

آج پانچ روز سے باہر کے قوالوں نے حیران کر رکھا ہے رات بھر گانا سنتا ہوں دو دفعہ ٹوپی اور چادر خرید چکا ہوں اور پھر ننگا بیٹھا ہوں - بالکل دم لینے نہیں دیتے اور وہ صاحب جو کچھ کر رہے ہیں اُس کا کیا بیان کروں مقدمہ اور کسی کام نے مجھکو مہلی میں

نہیں روکا کپڑا بس بات تو یہ ہے جو کچھ ہو وہ ہو۔ آخر اپریل تک میں گھر سے بفکر ہوں مرنوالے کو میں روک نہیں سکتا مگر افسوس جلال آباد کی حالت پر ضرور رہا میں شاہ صاحب کو تحریر کر چکا ہوں اور آج پھر لکھتا ہوں۔ والسلام عاجز کلیمی غفرلہٗ۔

مکتوب چہاردہم

عرس شریف حضرت محبوب الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خبر سنکر لکھا گیا۔ صاجزادہ صاحب حسن نظامی سلمہٗ۔ السلام علیکم میرا خط اور کارڈ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں داخل دفتر ہو گئے۔ ورنہ کچھ نہ کچھ تو جواب آتا مجھ کو ایک سچے واقعہ کی خبر ملی ہے دل چاہتا ہے کہ آپ کو بھی سناؤں ایک عالی نسب والا حسب بچہ یتیم ہو گیا والدہ صاحبہ نے نہایت جانفشانی اور تکلیف اٹھاکر اس در یتیم کو پالا اور پرورش کیا۔ ظاہری علم سے فارغ التحصیل بھی کر دیا مگر بچہ ہوش سنبھالتے ہی ایک بےمثل صورت پر عاشق ہو گیا۔ بچہ کی خواہش تھی کہ اس سے میرا عقد ہو جائے۔ رشتہ کنبہ والے لوگ بہت چاہتے تھے کہ کسی جگہ اور شادی کر دی جائے مگر یہ مستقل مزاج بچہ اپنے ارادہ اور عزم بالجزم سے ہرگز کسی وقت باز نہ رہا اور وہ ایک انوکھی صورت تھی جس کا ملنا دشوار ہو گیا تھا یہاں تک کہ بچہ جوان ہو گیا اور جوانی بھی ڈھلنے لگی۔ آخر جوئندہ یابندہ اپنی مراد کے پہنچنے کے دن آ گئے یعنی شب سہ شنبہ ۱۴ ربیع الثانی عروسی قرار پائی ہے چونکہ والدین کا سایہ سر پر نہیں رہا۔ قریبی رشتہ داروں میں بھائی بہن کی اولاد ہے مگر افسوس ہے کہ کسی کو اس طرف توجہ نہیں نہ کوئی دولہا بنانے کی فکر کرتا ہے نہ ان لوگوں کو کوئی پوچھتا ہے جو اس عظیم الشان انوکھے دولہا کے براتی ہیں جن قریب کے رشتہ داروں سے امید تھی کہ آئے گئی کی خاطر تواضع کریں گے کیونکہ دولہا میاں نے تاریخ مقرر ہونیسے پیشتر اپنے عزیزوں کو دکھا دیا تھا کہ اس طرح مہمانوں کی خاطر داری کیا کرتے ہیں وہ رشتہ دار تو ایسے لالچ میں پھنسے کہ بجائے مہمانوں اور براتیوں کی خاطر تواضع کے نچھاور کے پھول لوٹنے لگے جس کو دیکھو جھولی باندھے ہوئے

پھول لوٹ رہا ہے اب خاطرداری کون کرے براتی بیچارے سخت پریشان ہیں یا اللہ ہم تو برات میں آئے تھے دولھا نوشہ ہیں لہٰذا دستور ہے کہ دولھا کے رشتہ دار براتیوں کی خاطر تواضع کیا کرتے ہیں سو رشتہ دار تو بن گئے۔ پھول لوٹنے والے اب جائیں کہاں مگر دولھا ایسا رسیلا اور خوشخو صاحب جذب ہے کہ وہ محبت والی کشش سے کسی کو علیحدہ ہونے بھی نہیں دیتا اور براتی بھی کسی کی خاطر تواضع کی پرواہ نہ کرکے فقط دولھا کے فدائی ہیں اب دیکھئے اس برات اور ولیمہ اور مہمانداری سے فرصت پاکر دولھا اپنے عزیز رشتہ داروں کو اپنا عزیز رشتہ دار بھی سمجھتا ہے۔ یا کس طرح پیش آتا ہے۔ مولانا ساچق کی تاریخ ۱۶ ربیع الثانی ہے انشاء اللہ تعالےٰ میں تو ساچق ہی سے حاضر ہونگا اگر آپ کو بھی ایسے دولھا کی عروسی میں شرکت کرنی ہو تو وہیں کہیں ملاقات ہوجائیگی زیادہ والسلام شوق۔ عاجز کلیمی غفرلہٗ۔

مکتوب پانزدہم

ھُوَ الکُلّ

شیخ الاسلامی سلمہ اللہ تعالیٰ السلام قبل الکلام۔

سوا دو مہینے کے بعد میں سفر سے واپس آیا تو ملنے والے آنے جانے والے اور مہمانوں کی وہ کثرت ہوئی کہ رات دن فرصت نہیں ہوتی اور آپ نے لفافہ والے خط کے جواب کی نو ہزار تاکید کی ہے اس وجہ سے کہ میں طول طویل مضمون لکھوں گورنر جنرل ہند کے نائب میر منشی کلکتہ سے آئے اور وہ بھی ان ہی دنوں میں مرید ہوکر گئے ہر ایک شخص کی جداگانہ خواہش کی وجہ سے دماغ ٹھیک نہیں۔ دہلی شریف سے بھانجی بہن وغیرہ جو مرید ہیں آئی ہوئی ہیں اور ابھی آنے والے ہیں۔ الغرض نہایت عدیم الفرصت ہوں نہ اندر زنانہ مکان میں آرام اور نہ موقع ملتا ہے اور نہ باہر مردانہ مکان میں جو آپ نے دریافت کرنا چاہا ہے اس کی بابتہ ایک دفعہ مجھکو یاد پڑتا ہے کہ میں پہلے ہی تحریر کرچکا ہوں خیر آپ کی مرضی جو میرے حیران ہی کرنی ہے تو لیجئے دوبارہ

لکھتا ہوں عاشقانِ حضرت رب العزت نے ماریں کھا کھا کر بھی اپنے معشوقِ حقیقی کے عاشق بڑھانیکی کوشش کی ہے جنکے قصے قرآن شریف میں موجود ہیں بلکہ مذاہب حقہ کے علاوہ مذاہب باطلہ بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہمارا گروہ بڑھے ہر ایک مرید اپنے پیر بھائی زیادہ ہونیکی خواہش کرتا ہے۔ رقابت کے معنی میرے سمجھ میں نہیں آئے رقابت تو اس وقت ہوتی جب کوئی نفسانی غرض دو شخصوں کی ایک کی طرف ہو ورنہ رقابت کیسی عبدالرحمن مرحوم قوال کا بیٹا بشیرالدین جو اس وقت حیدرآباد میں موجود ہے مجھکو ایک وقت میں اس سے محبت ہوگئی اور میری محبت ہمیشہ ظاہر ہوا کرتی ہے میں اس کی وجہ سے دو مہینے تک دہلی رہا جس روز اور جس وقت وہ حیدرآباد کی طرف روانہ ہوا میں میراں پور کٹرہ روانہ ہوگیا مجھ کو معلوم نہ تھا کہ برادر امام صاحب آستانۂ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُس سے محبت رکھتے ہیں جب معلوم ہوگیا تو اس کو تاکید کرتا رہا کہ وہاں بھی ہو آیا کرو مگر وہ میرے پاس رات اور دن رہتا تھا یہاں تک کہ میں اس کو یکہ میں بٹھا کر خود وہاں تک لیگیا یہ میرا اپنا تجربہ ہے رقابت کے کیا معنی **شعر**

صنم میں کوئی گر خدا چاہتا ہے
ہر اک تیرا بندہ ہوا چاہتا ہے

انسان تو انسان بلبل کو دیکھو وہ گلاب پہ عاشق ہے مگر رقابت نہیں قوتِ قلب اور چشمِ معشوق کسی کو کسی کام کا نہیں رکھتی ماں باپ سے علٰحدہ کرتی ہے پھر کوئی کیا رقیب ہوگا۔ مولوی صاحب اس بارہ میں مجھ سے زیادہ اس زمانہ میں کم کسی کو تجربہ ہوگا میرا یہ حال ہے **ع**

سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پہ	ہمیں تو موت ہی آئے شباب کے بدلے

مگر میرا عشق ہمیشہ آنی ہوتا ہے مکانی نہیں ہوتا ہزاروں پر محبت ہوئی ہے بلکہ ایک آدھ مرتبہ ایک وقت میں دو دو سے اور کبھی دو دو سال کسی سے بھی نہیں جیسے آج کل

مگر جتنے دنوں تک جس کی محبت رہی (غایتِ میعاد میری محبت کی چھ ماہ سے زیادہ نہیں رہی) ورنہ ایک ایک دن کی بھی ہوئی اتنی مدت تک وہ کسی کا نہیں رہا ہزاروں دفعہ تجربہ کیا گیا ہے اور جس قدر علیحدگی اختیار کی اسی قدر دونوں طرف آگ زیادہ ہوئی اور کام اچھا بنا۔ میں تو نزدیکی میں کمی کرتا ہوں جب وہ بات جاتی رہتی ہے آپ نے ادب کے ساتھ حضرت جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے قصے پیش کر کے حملے تو مجھ پر بہت سے کئے مگر میں ان حملوں کو لطائف الحیل کے جملوں سے روکتا رہا۔ مولانا جو بات مجھ میں نقص کی ہو گی میں اپنی اولاد میں اس کا رواج دینا ہرگز نہیں چاہونگا۔ میں حقہ پیتا ہوں مگر عزیز سلمہٗ کو پینے نہیں دیتا۔ اسی طرح جو بات مجھ میں نقص کی ہو گی وہ میں آپ میں ہرگز نہیں چاہونگا جو میرا وقت پورا ہو چکا ہے میرے سلسلے کی ترقی میری ذات سے اب ماضی ہو گئی۔ میرے خلفاء پر اس کا ہونا نہ ہونا جا پڑا۔ اب میرے سلسلہ کی ترقی میرے خلفاء کے سلسلے کی ترقی پر منحصر ہو گی۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ میرے خلفاء حدود شرعی سے ایک قدم بھی باہر رکھیں بلکہ اسی احاطہ میں وہ جئیں اور اسی میں مریں میری عمر زیاں کاری میں ختم ہوئی شعر

من نہ کردم شما حذر بکنید

کا مضمون ہے مولانا وہ کام کرو جس میں سلسلہ کی ترقی ہو۔ افسوس آپ کا ایک مرید بھی مجھکو خط نہیں لکھتا۔ مجھکو نہایت تعجب ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ کے مریدوں کی لیاقت دریافت کروں اور دیکھوں انھوں نے آپ کے ساتھ کیا تعلق پیدا کیا ہے آپ تاکید کریں ان لوگوں سے علی الخصوص جو طالب ہیں اور فنا فی الرسول کا شغل سیکھنا چاہتے ہیں ایک آدھ خط لکھوائیے مولوی احمد جی صاحب کے ایک مرید نے آپ کی تعریف میری زبان سے سنکر بنگالے سے آپ کو خط لکھا اس پر بھی آپ کو یہ خیال نہ ہوا کہ آپ بھی اپنے مریدوں سے مجھکو یا مولوی احمد جی صاحب کو خط لکھواتے۔ مولانا اسلام کا کام آپس میں محبت پیدا کرا دینے کی کوشش کرنی چاہئے کہ ایک عالم میں اتفاق اور محبت قائم ہو اور سب ایک ہی کو چاہیں ع رفاہ

کا لفظ جہاں سے اُٹھ جائے زیادہ والسلام شوق عاجز کلیمی غفرلہٗ حامد محمود سلمہٗ کا سلام ؎

مکتوب ہشتدہم

ازکلکتہ گورنمنٹ ہوس معرفت غلام محی الدین صاحب

گرامی عزیزم مولوی شاہ الٰہی بخش صاحب چشتی سلمہٗ ؛ السلام علیکم۔

آپ کی عدم شرکت عرس شریف کا افسوس اور رنج ہوا نہایت پرکیفیت تھا در و دیوار کو حالت تھی پندرہ منٹ تک کنیھی قوال بیہوش پڑا رہا۔ آپ کے سب خطوط دیکھے۔ طریق نقشبندیہ میں گو آپ منتھی مانے جاتے ہیں مگر حضرات چشتیہ مبتدیوں میں آپ کا شمار کر سکتے ہیں یہ نعمت عشق عالی حوصلہ لوگوں کو ملا کرتی ہے جو امتحان میں خام نکلتے ہیں ان سے واپس لیکر اٹھا اور جرمانہ کیا جاتا ہے ؛ ؎

سر بدِ غم عشق بو الہوس را ندہند	سوز دلِ پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بہ کنار	ایں دولتِ سرمہ ہمہ کس را ندہند

عشق کسی سے ہو نسبت عشق پیر و مرشد سے ترقی پکڑتی ہے اور اگر ایسا ظہور میں نہ آئے تو وسوسہ نفسانی ہے اور اسیوجہ سے تو مبتدی کیواسطے بات کرنیکا بھی حکم نہیں دست بوسی پائے بوسی سے نوبت بہ رخسارہ بوسی پہنچتی ہے۔ یہ امر بالکل قطعاً ممنوع ہے اور اُن لوگوں کو جو صاحب اجازت ہیں نہایت احتیاط لازم ہے تاکہ اجرائے سلسلہ میں نقصان نہ آئے اچھا مانا کہ دلِ بیچین ہے آنسو نکلتے ہیں اور کیا کیا ہوتا ہے کیا درد یہ برا معلوم ہوتا ہے کیا اس سے تکلیف ہوتی ہے اگر تکلیف دہ ہے تو اُس کا جاتا رہنا ہر ایک مبتدی اور منتہی کے پیر و مرشد کے قبضہ میں دیا گیا ہے درخواست کیجئے اور اگر اچھا معلوم ہوتا ہے تو جوں جوں علیحدگی اختیار کیجئے گا ترقی ہوگی اور مولوی صاحب سُن لو ؎

در مسلخ عشق جز نکو را نکشند	لاغر صفتاں و زشت خو را نکشند

اگر عاشق صادقی ز کشتن مگریز	مرد ار بود ہر انچہ او رانکشند

مولوی صاحب غل نہ مچاؤ جو کچھ بتایا گیا ہے اس کو خوب دھوم دھام سے کرو بہتر تو یہ تھا کہ آپ ایسے وقت میں کم سے کم چالیس روز میرے پاس رہتے چودہ برس آپ نے پیری کی کونسی پیری جس میں عزت کی بو آتی ہو جگر عزت کھونے کی حضرت سبحانہٗ تعالیٰ نے ابتدا شروع کی ہے آپ نے بر سر بازار صرافان عشق ؎ زیر ہر واری دوکانے دیگرست ؎ سے محبت کرکے

عاشقان خاندان چشت را	از قدم تا سر نشانے دیگرست

کا ہاتھ پکڑا ہے ذرہ سنبھل کر ہوشیار ہو کر چلئے۔ چودہ برس کے مراقبے اور مکاشفے سب ڈوبے جاتے ہیں ان کو ڈوبنے دیجئے نہیں نہیں بلکہ ڈبو دیجئے عشق کی ہر ایک آن ہزار سالہ عبادت سے افضل ہے اس کو آپ اپنے پاس آنیکی کم اجازت دیجئے اور تنہائی بالکل میں ناپسند کرتا ہوں اگر آپ احتیاط کریں گے تو پارس ہاتھ آگیا ہے آپ کندن ہوئے جاتے ہیں ورنہ خدانخواستہ برباد ہونیکا اندیشہ ہے میرا خط مولانا نادر الدین والدنیا کو دکھا دیجئے وہ فتوے دیں گے بجا ہے یا بیجا ہر ایک اللہ تعالےٰ کا چاہنے والا اس کے چاہنے والوں کی ترقی اور زیادتی چاہتا ہے۔ پھر اگر عشق صادق ہے تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اپنے معشوق مجازی کو اوروں کی نظروں سے پوشیدہ کیا جاوے یہ بھی خطرہ ہے اس کو آپ پاس نہ آنے دیجئے اور اُن کے پاس بھیجا کیجئے میں عرس شریف کے چوتھے روز کلکتہ آگیا ہوں پتہ اوپر تحریر ہے اس پتہ سے خط بھیجئے میں جس جگہ ہوں گا انشاء اللہ تعالیٰ مجھکو مل جاوے گا۔ مولوی احمد جی صاحب اور ان کے ایک خلیفہ مولوی نصیر الدین احمد میرے ہمراہ ہیں آپ نے اگر کی بتیاں نہ بھیجیں اس محبت کے وقت میں پیر و مرشد کی محبت میں کمی واقع ہو تو عشق نہیں سمجھا جاوے گا زیادہ والسلام مولوی صاحب اور شہزادہ صاحب کو سلام فقط

(عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب ہفدہم

من لذت درد تو بدرماں نفروشم	کفر سر زلف تو با ایماں نفروشم

مولانا السلام علیکم۔ ایک خط پرسوں بھیجا ہے پھر بھی آج لکھنے کو دل چاہا اس وقت کی آپکو نہایت قدر کرنی چاہیے آخر آپ مہجور رہیں گے تو ہوگا کیا درد کی ترقی ہوگی ؎

جان جائے پہ نہ جائے درد دل	ہر گھڑی خالق بڑھائے درد دل
کفر کافر را و دیں دیندار را	ذرہ دردت دل عطار را

درد فراق میں زیادہ ہوتا ہے تو فراق ہی اچھا ہے۔ فراق اچھا یا وصل۔ میرے نزدیک فراق اچھا کیونکہ فراق کا آخر وصل ہے اور وصل کا انجام فراق ؎

ساقیا یک جرعہ از راہ کرم	بربہائے ریز از جام قدم
تا کند شق پردہ پندار را	ہم بچشم یار بیند یار را

ذات کے سوا جو وہم ہو سب خطرات ہیں کیا دست بوسی کیا پائے بوسی دیدہ بوسی سے مطلب کیا ہے میں نے کسی شخص کو عینک بوسی کرتے نہیں دیکھا بلکہ آنکھوں پر لگاتے دیکھا

ایں عشق مجاز ما در چشم حقیقت بیں	ہم عینک بینائی ہم قطرہ وزینہ

آپ کو شغل حقیقت الاشیاء کا بتایا گیا ہے اُس کو آپ کیجئے اور آج کل رات دن کیجئے تاکہ یہ محبت بالا کی طرف منتقل ہو جائے مجھکو نہایت اندیشہ آپ کی طرف سے ہوگیا ہے۔ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ کو ذرا ملاحظہ فرمالیجئے۔ پھر اگر بفرض محال نفس کی شرارتوں سے بکرمہ تعالیٰ بچ بھی گیا تو زبانِ خلایق سے بچنا ناممکن ہے۔ اجرائے سلسلہ تنہائی ایسے موقع میں زہر قاتل کا حکم رکھتی ہے اُس کو تنہائی میں ایک منٹ بھی پاس نہ بیٹھنے دیجئے یہ وقت آپ کے حوصلہ کے امتحان کا ہے حیدرآباد میں اور لوگ بھی اسکی خواہاں ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ سب پاک خیال ہوں بلکہ ایک بھی پاک خیال نہ ہوگا بوالہوس اور نام بدنام کرنیوالے جب آپ کی شہرت

ہو گی تو کم سے کم وہی لوگ آپ کی طرف بھی ویسا ہی خیال کریں گے اور جوں جوں آپ کی شہرت اس نام کے ساتھ ہو گی آپ کو حیدرآباد میں رہنا دشوار ہو جائیگا اور پھر اس کا اثر باہر کے مریدوں پر بھی پڑے بغیر نہ رہے گا۔

آخر آپ اس کو سمجھے کیا ہیں عینک سے زیادہ اس کی کوئی وقعت نہیں تو اگر آپ پاس دام ہوں گے تو بازار میں بہت سی عینکیں فروخت ہوتی ہیں یعنے عشق ہونا چاہیے حسن سے عالم مالامال ہے خاص جگہ اٹک رہنا سالک کا کام نہیں مولوی صاحب ہوشیار ہو جائیے ؎

ہمچو مجنوں عشق داری در مجاز ——— ہمچو لیلی رخ نمائی در نیاز
گاہ چوں شیریں خوری خون جگر ——— گر زنی چوں کوہکن تیشہ بسر
ای حقیقت داں گذر کن از مجاز ——— چند باشی در مقام حرص و آز
چند چینی لالہ و نسرین و ورد ——— چند بینی رنگ سرخ و رنگ زرد
چند در کثرت نمائی خویش را ——— یک زماں در خانہ وحدت بیا
آشنا شو ہمچناں با یار خویش ——— تا کہ خود را گم کنی در کار خویش
تا توئی کے یار گردد یار تو ——— چوں نباشی یار باشد یار تو
ہیچ می دانی کہ اصل عشق چیست ——— عشق را از حسن جاناں زندگی است
حسن جاناں چوں نظر در خویش کرد ——— گشت شیدا عشق را در پیش کرد
ایکہ گشتی واقف از اسرار عشق ——— نہ قدم مردانہ اندر کار عشق
سر بر آور زیر پائے عشق نہ ——— بعد ازاں سر در ہوائے عشق نہ
عشق بازی نیست کار بوالہوس ——— خام طبعاں حاضر اند ہمچو مگس
گر کنی جاں را تو بر جاناں نثار ——— در عوض یک جاں دہم صد جاں نگار
کشتگان عشق را جان دگر ——— ہر زماں از غیب احسانے دگر
تا توانی اے دلا در عشق کوش ——— ایں حکایت راز عاشق دار گوش

ای خنک جانی کہ خود را باختہ	سوختہ خود را و با حق ساختہ
خرم آنکس کو قمار عشق باخت	خویش را بسپرد و با جاناں بباخت

مولانا شیخ احمد جی صاحب معہ اپنے ایک خلیفہ مولوی نصیر الدین احمد بنگالی کے میرے ہمراہ اس وقت کلکتہ میں ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جمعہ کے روز ہم سب یہاں سے رخصت ہوں گے آپ کو دونوں سلام کہتے ہیں (عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب ہجدہم

مکرمی مولانا شاہ الٰہی بخش صاحب چشتی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم میں نے آپ سے انکسار سے نہیں کہا تھا کہ میں نے صرف و نحو بھی نہیں پڑھی صحیح بات ہے میں تو واقعی ایک جاہل شخص ہوں پھر بھلا آپ کے سوالات کے جواب مجھ سے کیونکر ہو سکیں گے اور آپ کا اطمینان مجھ سے کیونکر ہوگا۔ خیر دو ایک آیتیں لکھ دیتا ہوں کیونکہ کتاب اللہ سے زیادہ حجت ختم کرنیوالا اور حاکم کوئی نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس برس کے مجاہدہ کے بعد رَبِّ اَرِنِیْ کہا تھا جواب لَنْ تَرَانِیْ پایا۔ آپ لَنْ کو خوب جانتے ہیں ذاتِ مطلق تو بڑی چیز ہے محض اس کی تجلی سے بیہوش ہو کر گر پڑے پھر لاتدرکہ الابصار بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا بڑے وعدہ کا دن اور اُمید کا بھی آپ کو معلوم ہے تو اُس میں یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ فرمایا ہے بغیر صحبت کے خط و کتابت سے یہ باتیں طے نہیں ہو سکتیں۔ میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ جو کچھ میرے حضرت روحی فداہٗ نے تحریر فرمایا ہے وہ آنکھیں بند کر کے مشاہدہ ہوتا ہے یا کھول کر اگر کوئی کسی شخص کو کپڑے پہنے دیکھے تو وہ بھی بصیر کہلائے گا کہ اعمٰی یا فقط اسکی ذات کو دیکھے وہی بصیر کہلائے گا جو کچھ اس کی ذات کے ساتھ ہے اس کو بھی دیکھنے سے بصیر ہو سکتا ہے یا نہیں کہ اعمٰی مولانا معراج شریف کا ذکر نہایت مختلف فیہ ہے اس میں طرح طرح کی گفتگو ہے سب ملا گویند کہ بر فلک شد احمد ؐ سرمد گوید فلک بہ احمد در شد

آپ کو کوئی حدیثِ معتبر جس میں اختلاف نہو ذاتِ مطلق کو ایک شکل میں دیکھنے کی معلوم ہو گی زیادہ
والسلام شوق عاجز کلیمی غفرلہٗ ؂

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہِ الکریمہ

تجلی ہاست حق را در نقابِ ذاتِ انسانی ‌‌ ‌ ‌ شہود غیب اگر خواہی وجوب ہیجاست امکانی

اے حضرت برقع پوش قربانِ راہِ تست دلم جانِ فدائے تو ؂

طاقِ ابروئے تو چون قبلہ و من سر بسجود	شکر للہ کہ ہستم بہ نمازے عجیبے
قاصد رسید نامہ رسید و خبر رسید	در حیرتم کہ جاں بکدامی کنم نثار
تن پاکیت کہ زیر پیراہن است	وحدہ لاشریک لہٗ چہ تن است
اندر آدمیانِ جاں بہ نشیں	کہ تو جانی و جانِ من بدن است

۲۰ شعبان کو آپ کی خدمت میں لکھا ۲۰ شعبان کو وہاں سے چلا ۲۰ کو ہزارہ پہنچا چھے روز
ضلع راول پنڈی میں رہ کر آج تیسرا روز ہے کہ پشاور میں ہوں سوائے اِس کے کہ ؂

اے خیالِ حُسنِ یار آہستہ رو	منتظر شو سالکانِ لنگ را

اور مجھ سے اسوقت کیا ہو سکتا ہے بھلا ملاحظہ فرمائیے میں کہاں کا رہنے والا آپ کے
قریب کا رہنے والا آپ سے کس قدر دور پڑا ہوں تقدیر نے یہ سب کچھ کیا میری درخواست
نہ تھی کہ مجھکو حضور اپنے سے جدا کریں آپ مجھ سے پوشیدہ ہوگئے۔ آپ کو تلاش کرتا پھرتا ہوں
راستہ پرخطر ہے شیر بھیڑیے کا ڈر ہے۔ تمام جنگل کوہستان کے خار میرے پاؤں میں لگ گئے
کوئی ساتھی نہیں تنہا ہوں آپ رحم کریں کرم کریں اور مل جائیں تو آپ کے اختیار میں ہے
میرا کوئی اختیار نہیں مفلس ہوں قلاش ہوں ریل کا کرایہ تک نہیں مکان جو میرے
رہنے کا تھا اُس پر دشمنوں کا قبضہ ہے ورنہ اس کو فروخت کرکے آپ تک پہنچ جاتا اگر آپ
ایک دفعہ برقع اٹھا کر صورت دکھا دیں تو تمام رنج وغم جدائی اور تکلیف سفر دور ہو جائیں ؂

چہ نمائی عارضِ گل رنگ را بار دیگر سر بروں کن از نقاب	از طرب در چرخ آری سنگ را از برائے عاشقان دنگ را

افسوس ہے کہ آپ میرے گھر کے قریب رہتے ہیں اور میں آپ کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہوں

اینچہ ماکردیم باخود ہیچ نابینا نکرد — درمیانِ خانہ گم کردیم صاحب خانہ را

اب میں جب بھی اپنے گھر کی طرف رجوع کرونگا تو پھر آپ کی توجہ سے آپ کو دیکھونگا۔

صورت از بے صورتی آمد بروں	باز شد انا الیہ راجعون

عاجز کلیمی غفرلہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ

نمی دانم دلم دیوانہ کیست	بگوشم ہر زباں افسانہ کیست

یار غمگسار شاد عباس علی خاں صاحب چشتی زید فی عشقہٖ السلام قبل الکلام۔

ایک وہ ہیں کہ اُن کا مطلوب اِن کے قریب ہے جب چاہا دیکھ لیا ایک میں مصیبت کا مارا چاروں طرف پھرتا ہوں آج تک یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ مطلوب کون ہے کیسا ہے کہاں ہے۔

ہائے افسوس دن گذرے جاتے ہیں وقت نہیں رہا۔ کوئی دم باقی ہے بھی تو یہی حسرت اور ارمان رہے گا۔ اس کا نام ہی معلوم ہوجاتا یا قیام گاہ ہے مِل جاتی تو اس جگہ کو سجدہ کیا کرتا حسرت و ارمان ساتھ لیجانے کے سوا اور کچھ نہ ملا۔ برلبِ آب نشیں و گزرِ عمر بہ بیں سالک اگر ایک جگہ قیام کرے تو سالک نہیں۔ کس کی تلاش کے مزے لوٹے گا۔ ہجر کس کا ہوگا کبھی ہجر کبھی وصل کبھی تلاش یہ کارخانہ برابر جاری رہنے سے ہر وقت نیا لطف ملتا رہے گا۔ اور میں تو کسی میں بھی نہیں

بگزید یار عشقش دلِ سوگوار ما را مگر آں حبیب دلکش کہ ربود دل ز دستم سیاں آؤ نگریا ہماری	نہ طبیب نے شناسد نہ فسوں کرے وارا بفسونگری درآید بکند علاج ما را سونی پڑی ہے جگریا ہماری

اس سیج کو آگ لگا دوں کیا کروں جس سیج پر مطلوب نہو اس کا ہونا بہتر زیادہ کیا لکھوں۔ السلام

عاجز کلیمی غفرلہٗ

تبصرہ

بعض اوقات حضرت پیر جی مدظلہ پر جذبہ توحید غالب ہوتا ہے اور کیفیت عشق نمایاں تر اور محبت کا پر زور استیلا ہوتا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ عقل زایل ہو جاتی ہے یا کوئی حرکت وضعداری اور آداب شرعی کے خلاف صادر ہوتی ہے۔ نہیں نہیں بلکہ جملہ آداب و احکام شرعی کی پابندی بحبیت تمام فرماتے ہیں واقع میں آپ پر ایک عجیب حال وارد ہوتا ہے مگر مغلوب الحال نہیں ہو جاتے۔ سکر اور حال آپ کے چہرہ کے رنگ سے اور آنکھوں کی چمک دمک سے ظاہر ہوتا ہے کوئی بات آپ کے زبان مبارک سے خلافِ آداب نہیں نکلتی جس کو عشق کی نعمت دیجاتی ہے جو صاحب درد ہوتا ہے اسکو آپ اپنی درد و دکھ کی داستان باوقاتِ مناسب بلباس اشعار و حکایات سناتے ہیں ایسی اوقات میں ایک عجیب کیفیت طاری رہتی ہے جس کی تشریح معرض بیان میں نہیں آسکتی ذوق و حال کی باتیں وہی سمجھتا ہے اور اسی کا دل جانتا ہے جو صاحب ذوق و وجدان ہوتا ہے ع جلوہ جو اس نے دکھایا میرا دل جانتا ہے بیشتر مہاراجہ بہادر یمین السلطنتہ بالقابہ کے تشریف آوری کی اوقات میں ایسی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں۔ حاضری کی کوئی ممانعت نہیں ہوتی۔ ہر شخص مرید غیر مرید داخل مجلس ہوتا ہے حضرت پیرومرشد اپنی زبان سے درافشانی فرماتے ہیں سامعین سے ہر شخص اپنی حوصلہ اور ظرف کے مطابق لطف اٹھاتا ہے کسی کے سینہ سے نعرہائے دردانگیز بلند ہوتے ہیں کسی کی آنکھ سے آنسو نکلتے ہیں کوئی تڑپ جاتا ہے ؎

نمی دانم چہ منزل بود شب جائیکہ من بودم	بہر سو رقص بسمل بود شب جائیکہ من بودم

کا عالم طاری رہتا ہے۔ استیلاء حضرت عشق کے مبارک اوقات میں سکر و حال کا اثر منتشر ہوتا ہے بات تو ایک ہی ہوتی ہے سب کو حسب حوصلہ لطف ملتا ہے مولانا جامی قدس سرہ السامی نے

لکھا ہے کہ شیخ ابو الحسن ابن صباغ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے والد پیشہ رنگریزی کا کیا کرتے تھے بیٹے نے رنگریزی چھوڑ دی اور صوفیوں کے پیچھے پھرا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اُن کے باپ نے تاکید کی اور خود کسی کام پر گئے جب واپس ہوئے تو صباغی کا کام کچھ بھی نہیں ہوا تھا باپ خفا ہوئے تو ابن صباغ تمام کپڑے لوگوں کے ایک ہی رنگ کے برتن میں ڈبو دئے حالانکہ ہر شخص نے علٰحدہ رنگ چاہا تھا باپ اور بھی زیادہ برہم ہوئے مگر ابن صباغ رح نے اُس ظرف سے کپڑے نکالے تو باپ نے حیرت سے دیکھا کہ "ہر کپڑے را آن رنگ شدہ بود کہ صاحبش خواستہ بود"۔ باپ متحیر ہوئے چنانچہ حضرت پیر جی کی باتوں سے بھی ایسی مجلسوں میں سامعین شوقین اہل طلب کے دل ایک ہی تغارۂ رنگ میں ڈبوئے جاتے ہیں اور جب واپسی ہوتی ہے تو ہر شخص اپنے نکھرے ہوئے رنگ میں ڈوبا ہوا نکلتا ہے ایسی محفل افروز دل دیوانہ سوز اوقات میں آپ کے قلم مبارک سے جو مضامین مکاتیب کے لباس میں جلوہ گر ہوتے ہیں وہ ایک لطفِ خاص رکھتی ہیں اگرچہ اس مجموعہ میں کوئی مکتوب ایسا نہیں کہ وہ تنبیہ و تادیب تعلیم و تربیت طلباء اور عشق و محبت توحید و عرفان سے خالی ہو۔

تاہم بعض تحریرات آپ کے بالتخصیص ایسی ہیں کہ جوش محبت و عشق میں از سر تا پا ڈوبی ہوئی ہیں نمونے کے طور پر چند ایسی تحریرات بھی بمعیتِ رقاع دیگر یہاں درج کئے جاتے ہیں جو اس کوچہ سے نابلد ہوگا وہ تو غالباً انہیں بیکار سمجھے گا مگر یقین ہے کہ اہل دل کو لطف بے اندازہ حاصل ہوگا۔ اگر کوئی مبتدی بھی ہو تو بہ توفیق الٰہی اُس کے دل میں ایک تحریک تو پیدا ہو جائے گی جو اُس کو مقصد حقیقی کی طرف رجوع کرے گی۔

مکتوب اوّل

گوری دھیری چلو گگریا چھلک نہ جائے

پیارے الضا بجیہ! السلام علیکم۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس کی محبت ہے۔ کون مقناطیسی اثر رکھتا ہے کس کی دیدار کی آرزو ہے۔ کس کا اشتیاق ہے۔ کون بےچین کر رکھا ہے۔ کس کی باتیں سننے کو دل چہتا ہے ؎

نمی دانم کہ دل دیوانہ کیست
[illegible] کیست

اتنا پتہ لگتا ہے کہ میرا دل ہر وقت حیدرآباد حیدرآباد کرتا ہے جس سے بھی میں بات کرتا ہوں حیدرآباد کا ذکر ضرور آجاتا ہے۔ کوئی خاص قوت خیال میں نہیں آتی جس کی طرف میں خصوصیت سے رجوع کرتا اور اس کو خط لکھکر پھر اس کا لتا یہ تو ایک مجموعی قوت ہے یا ایک پلٹن ہے یا ایک رسالہ ہے یا ایک فوج ہے جس نے چاروں طرف سے مجھکو گھیر رکھا ہے۔ کوئی جگہ اس کے محاصرہ سے نکل جانے کی نظر نہیں آتی۔ میرے ظاہری جسم پر مذہب کی قید لگی ہوئی ہے اور مذہب بھی کون مذہب پاک اسلام جسمیں بیوی بچوں کی خبرگیری اُن میں رہنا فرض بتا دیا ہے ؎

اے کہ با سلسلۂ زلف دراز آمدۂ
فرصت باد کہ دیوانہ نواز آمدۂ

ورنہ میں سالہائے سال حیدرآباد میں رہ کر تلاش کرتا کہ آخر وہ کون ستمگر ظالم ہے جس نے جوان بوڑھی سفید ریش کو اِس طرف سے دِل برداشتہ کر رکھا ہے اُس کو تسخیر کا عمل کس سے پہنچا کونسا کیا اور جلتا ہوا عمل حاصل کیا اور کس سے حاصل کیا جو تیر بہدف ہے۔ اور وہ بوڑھے اور جوان میں تفریق نہیں کرتا ؎

عاشقی را چہ جواں چہ پیر مرد
عشق در ہر دل کہ شد تاثیر کرد

آپ حیدرآباد میں شبلی جرائم کی خوب تحقیق کرنی جانتی ہیں۔ ذرا مہربانی کر کے تحقیقات کیجئے

کہ حیدرآباد میں مجھ بوڑھے کو کس نے سینیدھی پلائی یا افیون کھلائی یا شراب کا خم میرے حلق میں الٹ دیا جس کے اثر سے میری یہ حالت ہے اور اگر آپ اس تحقیقات میں ناکامیاب ہوتی معلوم ہوں تو ایک ایک نقل اس خط کی حسب ذیل حضرات کو دیجئے:-

رشید و ناصر و صفدر و اسمٰعیل - یہ چار حضرات بھی غور کریں اور مجھکو علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی رائے سے اور پختہ تحقیقات سے اطلاع دیں کہ آخر وہ کون ہے اور اس کا کیا مطلب مجھ بوڑھے کو ستانے میں ہے اور مجھکو اس کے جواب میں کیا کرنا چاہیئے - فونوگراف کے چند شعر تحریر کرتا ہوں :-

جب سے اُس ظالم سے اُلفت ہو گئی — کیا کہیں جو دل کی حالت ہو گئی
حوصلے دل کے نکل جائیں گے سب — یار کی جس دن عنایت ہو گئی
آپ نے تصویر بھیجی شکر ہے — دل کے بہلانے کی صورت ہو گئی

عاجز کلیمی غفرلہ

مکتوب دوم

نحمدہ ونصلی علیہ

موسومہ جناب شہزادہ میرزا امیر الملک بہادر تیموری

صابئا تپیدن چیست زخم کاری داری — یار بر سرت آمد وقت جانفشانیہا ست

حضرت آداب بجا لاتا ہوں - واہ سبحان اللہ کیا آپ ہیں - خوب مدد دیرہے ہیں - یہی وجہ تھی کہ آپ کا خط آنا چاہتا تھا - واہ کیا مضمون ہے - جگر کے پار ہوا جاتا ہے - کیا وعظ ہے مولوی کرامت اللہ خانصاحب اس سے سبق لیں آج فرصت اور مزہ کا دن ہے مقدمہ کے خارج ہونیکا کچھ ملال نہوا سنئے ؎

دیکھتے عکس کو ہیں عکس نہ دیکھے اِن کو — ہے یہی بحث یہ تکرار ہے آئینہ میں

آپ کی وہ ورقہ کتاب کے بعد میں تو برابر تاکیدی خطوط لکھ رہا ہوں کہ یہ کام نہ کرو وہ کام نہ کرو شاہزادہ صاحب کی بغیر مرضی کچھ نہ کرو - اب میں کیا کروں ؎

من لذتِ دردِ تو بدرماں نفروشم	کفر سرِ زلف تو بد رماں نفروشم

یہ بھی امداد طلب امر ہے کیونکہ کلیمی کے بالکل انتقال کرنے پر آپ جیسا دل سوز دوست اُس کی اولاد کے ساتھ کیا کرے گا بس وہی کیجئے او مجھکو ۵

پردہ بردار کہ از شبِ تاب سحر منتظرم	مصلحت نیست کہ از دوست نہاں بامد بود

کا وظیفہ پڑھنے دیجئے۔ ملاحظہ ہو کہ کس وقت پر انھوں نے پیٹ سے پاؤں نکالے وہ بھی مجبور ہیں وہ خود تو کچھ ہیں نہیں کسی کی زلف ہے اور آندھی چل رہی ہے زلف منہ پر چلی آتی ہی میں ہٹانا چاہتا ہوں سنتی آندھی زور کی ہے میرا ہٹانا کام نہیں دیتا۔ آپ دونوں ہاتوں سے مضبوط پکڑ کر زلف کو ہٹا دیجئے ۵

اے کہ باسلسلۂ زلف دراز آمدہ	فرصتت باد کہ دیوانہ نواز آمدہ

بس آپ زلف کو ہٹا دیں گے میرا کام ہو جاوے گا ۵

دل دادگاں حُسن سے پردہ نہ چاہئے	دل لیکے چھپ گئے تمھیں ایسا نہ چاہیے

چھپ کہاں گئے کوہِ قاف میں پتال میں عرشِ معلٰی میں مندر میں مسجد میں سب غلط - پہلے کم تھا اب زیادہ ہے کن کی آندھی میں زلف منہ پر آگئی جہاں تھے وہیں ہیں پھر اس کا علاج

بہ میخانہ از خود نہ جامی نہ رود	اگر ہمت شیخ جامش برد

ایک ادنیٰ سے ادنیٰ حاکم یا کمیا وہ معشوق کے پاؤں تک ہاتھ لیجانا کوئی ایسی ویسی بات تو ہے نہیں اور پھر حضرت اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ والے مجھکو تعجب ہے کہ اس روز کیوں فرمایا کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ واللہ ثم باللہ الآن اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ احکم الحاکمین اوہ اوہ یہ بات اچھی نہیں نام کسی کا نہ لو یا غیبت ہے یا بے ادبی دو حال سے خالی نہیں۔ ہاں تو وہاں ہاتھ لیجانا پاؤں تو پاؤں منہ تک کیونکر ہو سکتا ہے ۵

ہر کہ او سر باخت اندر کوئے او	بنگرد صد بار جاناں سوئے او

ہائے ہائے جاں باختن آسان نیست ایں ہمہ قول ست از قول بفعل باید رسید - تا حال گر

و آں حال ما و شما باد ا۔ با کجا و آں نصیب کجا صد ہزار پردۂ دوئی کہ از تہ خانہائے جلال انداختہ
اندازاں بیروں شدن آساں نیست ؎

نیست آساں پنجہ بر زلفِ پریشاں زدن — خونِ دل می باید از دیدہ بداماں ریختن

ہر کہ ایں تفرقہ انداختہ ہم او اگر رہنمونی کند آساں است ورنہ از ہمت وسعی بسیار دور می نماید
آں تفرقہ انداز کافر کیش خانہ خراب کدام است عشق اگر باز بر سر رحم آید و رہبر شود البتہ سہل تر و
آساں تر است ؎

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما — اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما — اے تو افلاطون و جالینوس ما

ایں پیشکار و سر رشتہ دار و اعلیحضرت دسترسی ندارد مقدمہ خارج کردن و فتح و شکست ہمہ در
دستِ قدرتِ اوست۔ اگر ایں عشقِ خانہ خراب نبودے ہیچکس از عدم بوجود نیامدے ؎

یارب کجاست محرمِ رازے کہ یک زماں — دل شرح آں دہد کہ چہ گفت و چہا شنید

لیجئے فارسی ختم ہو گئی آپ نے خواب کی تعبیر میں محبت اور خانہ داری اور بیوی بچوں کا خیال رکھا ہے
کل کٹرہ سے خط آیا ملکہ تین خط آئے۔ ڈاکٹر محسن خاں۔ ریاض علی۔ غلام احمد خاں۔ سب لکھتے ہیں
کہ تینوں بچے اچھے ہیں خاطر جمع رکھو۔ یہاں تو خاطر جمع ہی ہے (بقیہ) خرچ کیواسطے اب تک بھیجے ہیں
خرچ کی طلب ہے کہاں سے لاؤں وہاں تو حکم ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وہاں تک پہنچتا نہیں
اب کیا کروں سخت درماندہ ہوں میں تو المدد المدد پکارتا ہوں آپ ہوں یا جو ہو مدد کے قابل
جو ہو گا سُنے گا بھی اور مدد بھی کرے گا اچھا تو یہی آپ بتا دیں کہ کون مدد کر سکتا ہے آپ
اُسی سے مدد کرا دیجئے مگر یقین ہے کہ وہ ہر روز بندہ نوازی کرتے ہیں بلکہ ہر لمحہ اور ہر آن
اگر وہ بندہ نوازی نہ کریں تو پھر اُن کو آقا کون کہے جب ہی تمام دنیا کیا سب عالم ظہور اُن کو جب پا رہا ہے
شاہ نذیر صاحب میں تو یہی جانتا ہوں کہ مندر اور کلیسہ میں اور کسی کو نہیں پکارا جاتا ہو گا آپ
تو وہاں جانے نہیں دیتے ذرا وہاں کی سیر تو کر آنے دو اُن لوگوں کو دیکھتے اُن سے دریافت

کرتے شاید کچھ پتہ چل جاتا۔ چلو ہم تم دونوں چلیں ایک کو ایک سنبھالیگا منہ در منہ در کیوں کہتا ہوں
میں نے دیکھا نہیں مسجد اور قبلہ مسجد یہ دونوں جگہ دیکھے ہوئے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ مسجد کو
خالی پایا۔ نہیں تو خالی تو نہیں پایا چھوٹی سے چھوٹی میں دس پانچ نمازی تو ضرور دیکھے اور آپ کیا
دریافت کرتے ہیں مگر ابو المساجد میں قفل لگا دیکھا دروازہ بند ہر وقت قفل لگا ہوا کبھی کبھی کھلا ہو
وہ بھی سال بھر میں تین چار دفعہ وہاں بھی ایک دفعہ اندر گیا تھا مگر زینہ لڑیدہ شاید اندر کوئی
ہوگا مگر آپ سچ جانئے کوئی بھی نہ تھا اور اگر کوئی ہوتا تو اس پر قفل لگایا جاتا میری سمجھ میں تو یہ بات
نہیں آتی نحن اقرب الیہ من اللہ کی ضمیر تو قریب کی تھی چلی گئی چار ہزار میل سے

زہے غمزہ کز شوخی و چالاکے | انجا می نماید کجا میستند

اوپر والوں کو تم الستویٰ علی العرش سے خوش کر دیا اور نیچے والوں کو ایک جنگل سنگستان میں
پتہ بتا دیا اب پھرو ڈھونڈتے بدو علیحدہ جان کے دشمن قرنطینہ والے بداوق کرنیوالے روپیہ کا خرچ
اور تکلیف الگ وہاں کوئی بات کا بھی پوچھنے والا نہیں۔ مولویوں کا دم دیکھو۔ میاں تم وہاں
جانیکے قابل تو ہو جاؤ جب حج مقبول ہوگا تو سب کچھ ہے۔ لیجئے کریم کے یہی معنی ہیں ہمکو جو اپنا گھر
بتایا گیا تھا وہاں جب پہنچے تو اتنی دور چلکر جانا دلیل رکھتا ہے محتاجگی کی اب رہا بھیک لینے کے قابل
تھے یا نہ تھے یہ تحقیقات کرنی کریم کا کام نہیں کریم تو دینے سے کام رکھتا ہے وہ تو کریم ہے بر کریماں
کارہا دشوار نیست۔ جانماز پر قبلہ رو بیٹھا باوضو آپ سے التجا کر رہا ہوں کہ میں نے اپنی تمام عمر کا کھانہ
جو بالکل بدکرداری میں گزری دو باتوں میں سونچا ہے یا تو شہادت صادقہ تو وہ بھلا مجھ جیسے
سیاہ کار کو کب مل سکتی ہے اور اس کا موقعہ کہاں۔ اور رہا یہ بات تو بس اب تو یہی ہوجائے ؟
زیادہ والسلام شوق فقط عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب سوم

ع۔ کہ ہزار دل آئینہ لگ گئے ہیں نگاہ آئینہ ساز میں

ے دید حسنِ خویش باچشمِ شہود خود تجلی کرد در ملکِ وجود

کہ ہزار آئینہ لگ گئے ہیں نگاہِ آئینہ ساز میں

یا زہے باکمالِ رعنائے خود تماشا و خود تماشائے

کہ ہزار آئینہ لگ گئے ہیں نگاہِ آئینہ ساز میں

عشق بازی بہ خویشتن دارد غیرتش تا بغیر کے دارد

پیارے شاد اللہ تعالیٰ آپ کو آپ دکھائے ۔

مدت کے بعد حلم نے پایا حضور کو		ہر ہر مکاں میں آپ ہیں اور لامکاں میں آپ ہیں	

علم کے تین درجے ہیں پڑھنا یاد کرنا عمل کرنا اسیطرح فقر کے بھی تین مدارج ہیں اس کی تعلیم کے بھی تین درجات ہیں تعلیم سے واقف ہونا محنت کرنا حال وارد ہونا چونکہ آپ کو تجربہ ہے اسوجہ سے میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ پہلا درجہ النادر کالمعدوم ہے دوسرا تیسرا کہاں اب اس تعلیم میں بعد بیعت اور فنافی الشیخ تین درجے ہیں ۔ فنافی الرسول ۔ فنافی اللہ بقاء باللہ ۔ کمالِ بقا باللہ حضرت بایزید بسطامی ۔ حضرت جنید بغدادیؒ کو حاصل ہوا کمال فنافی اللہ حضرت منصور علیہ الرحمہ کو کمالِ فنافی الرسول حضرتِ خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز کو اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اور کسی کو نہیں مثال کے واسطے چار نام لکھدئے ورنہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ محتاجِ بیان نہیں ہاں میرا عقیدہ ہے کہ اب ایسے مونہہ بھی نہیں پیدا ہوتے کہ اُن کے نامِ پاک زبان سے اداکریں

کارِ پاکاں برمثالِ خود مگیر شیر آں باشد کہ مردم میخورد		گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر شیر آں باشد کہ مردم می درد	

واہ مولانا ہزار آفریں ہے آپ پر اور آپ کے کلام پر سیاہ چیز کی بولی کو سننے والوں نے اپنے اپنے موافق بنا رکھا ہے ورنہ جو کچھ وہ کہتا ہے وہی جانتا ہے ۔ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان سبحان اللہ تیری قدرت ۔ رام پچھمن دسرت ۔ لبن پاز ادرک حضرت موسیٰ کو علوئے مرتبت پر ناز تھا اور یہ بھی سمجھ گئے تھے میں اُس کا عاشق ہوں اور یہ بھی یقین ہو گیا تھا کہ اُس کو دیکھ سکتا ہوں

پکار اُٹھے رب ارنی انظر الیک بھلا کسی کی کیا مجال ہے کہ اُس کو دیکھ سکے ایک تجلی کی تاب نہ لا سکے بیہوش ہو گئے جس کسی کو تجربہ ہوا ہو وہ یقین کامل کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ وہ تجلی توڑی چیز ہے جو آب و گل سے علیحدہ ہو کر ہو آب و گل والی تجلیوں کے سامنے چار آنکھیں نہیں ہو سکتیں بھائی وہ اپنے آپ کو آپ ہی دیکھنے کے لائق ہے عالم ظہور ہم سمجھے ہمارے واسطے ہے یہی سیر یہی سفر ہے یہی غلط فہمی ہے اس غلط فہمی نے برباد کر دیا اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اگر اس مصرعہ سے لگا دیا جائے تو سمجھنے والے کی سمجھ پر آفرین ہے مگر میرے نزدیک تو اس مصرعہ کا مطلب اس سے بھی آگے ہے ارشاداتِ کلیمی کے پیشانی پر جو آیہ لکھی وہ اس مصرعہ کا ترجمہ ہو سکتی ہے مصنف کی سمجھ مجھکو کام نہیں حکیم کی آواز ہے جس جگہ سنائی دے کیونکہ ہستی کا نام کلیم کی صفت سے ہے تحت و فوق میں کیا رکھا ہے جب تک منہ لگا کر کوئی بات نہ کرے اب نہیں لکھا جاتا کہ دم اشارہ سے تو مکرمی کہتم ۔ عاجز کلیمی غفرلہٗ فقط

مکتوب چہاردہم

ان کے جلووں کو کوئی کہتا نہیں
دل ہمارا مفت میں بدنام ہے

پیارے انصار بھیا چشتی سلمہٗ ۔ السلام علیکم سفر کی کیفیت تو نقل خط مرزا صاحب سے معلوم ہوئی ہوگی ۔ اب سنئے ۔

چوں رخت راہ زناں حسن و جمال دیگر است	لاجرم ہر دم مرا با تو وصالے دیگر است

حال تو یہ ہے کہ آج کی ڈاک میں چودہ خط آئے رات کو ۲۴ طالب داخل سلسلہ ہوئے تین میل پیدل چلنا پڑا ع وہ کرشمہ ساقی نمی کند تقصیر ۔ کا لطف جدا گانہ ہے آپ نے پڑھا ہوگا

الکوہستاں اگر باراں نبارد	بسالے دجلہ گردد خشک رودے

ٹوٹ کے ملنے والے کی دماغ میں خوشبو پہنچ جاتی ہے اگرچہ دو ہزار کوس کا فاصلہ ہو آپ فرمائیے

اس ۲۴ گھنٹے میں جواب نہ دوں تو خرابی ہے ؏

اے کہ با ماسلۂ زلف دراز آوردہ
فرصتت باد کہ دیوانہ نواز آمدہ

مزہ تو اسی میں تھا آرے ؏

اک دست جام بادہ و گردستِ زلفِ یار
رقصی چنیں میانہ میدانم آرزوست

ہوتا مگر مجھ کم ظرف میں اتنی ہمت نہیں اس بادہ ہموار بادا کی آرزو ہے - خواب اور تعبیر دن نے تھکا دیا ؏

در رہ ارشاد زما دور کن اے پیر
از پیر و مریدی و ارادت گزشتیم

کی مدت سے آرزو ہے مگر پوری نہیں ہوتی ؏

مدتے شد کاتشِ شوق تو اندر جانِ ماست
ویں تمنا میں کہ دایم در دلِ ویرانِ ماست

اب تو صبر نہیں ہوتا دِل گھبرا گیا آخر کہاں تک زلف کی کھینچا تانی میں رہوں ؏

عاشقانت ہر طرف در انتظار
پردہ بردار و جمالِ خود نما

مگر لطف یہ کہ خر موسیٰ صعقاً کے بعد موسیٰ پھر نہ اُٹھے دیکھکر اور کچھ نہ دکھائی دی - یہ نہیں کہ

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

بس اب تو ایک طرف ہونیکو دِل چاہتا ہے - یہ بڑے حوصلہ والوں کا کام ہے دل بیاردست بکار کسی کی رضائی میلی تھی اور میری اوجلی میں نے کہا رضائی بدل لو جواب ہوا - رضائی بدلکر کیا کیا جائے یہاں تو بڑی چیز بدل رہے ہیں ؏

گر نہ گردی طالباں را دستگیر
طالباں ہرگز نہ گیرند دستِ پیر

جس زبان سے چاہی سنوا دی - سمجھا دی - کیسا پیر کہاں کا مرید ؏

گویم ہمہ زباں و ہمہ گوش بشنوم
ایں طرفہ تر کہ گوش و زبانم پدید نیست

ہائی ہائی کالا ہاتی میری سمجھ تو آج کل خراب ہے میں تو یہ سمجھا کہ بخار میں کونین دیجاتی ہے کہ بخار کی گرمی کو اُس کی گرمی دبا لے - کلا گہ راہ ہر چہ آید در نظر از خیر و شر - جملہ ذات حق بود اے بے خبر

بھئی اب تو نا پہنچنے کو جی چاہتا ہے لکھا نہیں جاتا مت لیجئے خدا حافظ عاجز کلیمی فقط

مکتوب بخم

عاشقاں بشنید روے دوست را ۔ عارفاں بشنید روے دوست را

پیارے سرکار قربانت شوم پا بوسی کی آرزو لاحاصل آستانہ بوسی کی تمنا پیش کر کے التماس ہے
سرکار کا گرامی نامہ کل بھی نہیں آیا آخر دل جلوں کو ستانے میں کسی کو کیا لطف آتا ہے اور اگر
آتا ہے تو نہیں اللہ کسی کو لطف آئے تو میں پھر کر لو مجھے زنانہ مکان کے دو منزلہ پر تھا پردہ کرا کے
مہاراجہ بہادر اور سب وہیں بلاتے ہیں بخار کی شدت تھی کل پھر مجلس سماع تھی ساتویں شب
میں بھی نیچے اتر آج کل بفضلہ تعالیٰ بغیر سماع حالت ہر وقت موجود ہے پھر قوالی میں کیا
نوبت پہنچی ہوگی آپ اندازہ کرلیں پرسوں سے یہ شعر مجھکو مزہ دے رہا تھا ؎

میرے دل کی آرزو نے مجھے خاک میں ملا دیا	نہ کچھ آپ سے شکایت نہ رقیب سے گلا ہے

میرے سرکار یہ رب العزت سے روح کہتی ہے رات کے سماع میں جن اشعار پر مجھکو
حالت ہوئی حضور میں پیش کرتا ہوں ؎

اب لذتِ زخمِ جگری پوچھتے کیا ہو	جب تم ہو نمک پاش تو پھر کیوں نہ مزا ہو
اُس زخم کے صدقہ جو ہو شمشیر نگہ کا	قربان میں اُس درد کے تم جسکی دوا ہو
آکر کے ذرا دیکھو میرے دل کا تڑپنا	تم قبلہ ہو اور یہ دل قبلہ نما ہو
منم کہ روئے ترا بے نقاب می بینم	منم کہ بے شب و روز آفتاب می بینم
توئی کہ پردہ ز رخسار خود برافگندی	کہ تا جمال ترا بے نقاب می بینم
ایں جلوہ گاہ ہست آنکہ خوشش بہار دارد	ہر سوز میں زخونم صد لالہ زار دارد

سب کی خدمت میں سلام و دعا و آداب کہدیجئے۔ زیادہ حد ادب فقط

عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب ششم

صبا ملنا تو کہہ دینا میرے کھوئے ہوئے دل سے ؛ کہ تیری آرزو میں زندگی کٹتی ہے مشکل سے

میرے سرکار قربانت شوم :

اے حسن بوسہ بپائیش زدنت بے ادبیست
پائے نازک نشود رنجہ ز بوسیدن تو

کہاں آپ کے پاؤں کہاں میرا ناپاک منہ - پا بوسی لکھنا تو بے ادبی ٹھہرا - اچھا آپ کی جوتیاں اور میری آنکھیں - آپ کی چوکھٹ میرا سر - آپ کے محلہ کے لڑکے اور لیچیو لیچیو کی صدا اور میرا سر اسی آرزو میں حاضر ہوا تھا مگر ہائے افسوس کچھ نہ ہوا کیا اچھا وہ جمعہ تھا کہ جس دن مجھے امید ہو گئی تھی مگر حضور کے رحم نے نہ ہونے دیا ؎

اے ترک چہ جائے رحمت اینجا
تو تیر بزن کہ ما شکاریم

پیارے سرکار قربانت شوم - کیا تم ہو واہ کیا تم ہو ع

کافر ہوں جو اپنی نہیں جانوں کہ میں ہوں
جو کچھ کہ ہے سو تو ہے سلام بس یہی ہے

سرکار فدائے جانِ شیریں - جانِ شیریں کیا ہوگا - بجائے اس کے کہ حضور سے قریب ہوتا جاتا روز بروز دور ہوتا جاتا ہوں ؎

صبا ملنا تو کہہ دینا میرے کھوئے ہوئے دل سے
کہ تیری آرزو میں زندگی کٹتی ہے مشکل سے

کیا کروں اس بے خبری میں سے رہائی کی کوئی ترکیب بن نہیں پڑتی فولادی تیلیوں سے زیادہ قوت دار پنجرہ ہے - قربان بجاک درت ذرہ اشارہ سے پنجرہ کی کھڑکی کھول دینا آپ یقین جانیں جنگل میں جاؤں نہ پہاڑ پر نہ شہر میں نہ گاؤں میں نعلین مبارک پر قربان ہو جاؤں گا سوائے سرکار کے اس وقت کچھ دکھائی نہیں دیتا ؎

جمالِ یار ز ہر شش جہت تماشہ کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

ایک بار نہیں ہزار بار پیدا ہو کر ہزار بار قربان ہونے کی نیت کب سیر ہوتی ہے ؎

گر دہم زجہان دل آرا شہر کو سے تو	داری خبری یا نے ای محو خود آرائی

سرکار تو کیا غرض ہے ایک بیدل کا کسی وقت خیال کریں اگر حضور کبھی وقت توجہ کریں تو غلام کو اپنے آقا پر ... قربان ہوتے دیکھئے ۔ اور جہت کبھی معاف کیجئے اس وقت کچھ نشہ ہے ... کیا کہہ رہا ہوں مگر دیوانے کو سنا ہے کہ ہر جگہ معافی ہے کیونکہ پھر آپ ... معاف

جب ملنا تو کہہ دینا میری ... ہوسکے دل	کہ تیری آرزو میں زندگی کٹتی ہی مشکل سے
بے جیتے ہی چین سے سونے دیا وہ تم ہو	مرکے بھی تم کو نہ بھولے وہ وفادار ہیں ہم

تم تم تم تم تم تم تم

مکتوب ہفتم

کسی کو کاہے کو لکھوں ... الحمد للہ کوئی رہا نہیں ۔ دعا سلام آداب قدمبوسی سجدہ سب ختم ہو گئے کچھ ... نہیں رہا ۔ مجھکو معلوم نہیں کہ کیوں مجھکو پیر کہا جاتا ہے بجائے نماز تہجد تہجد کے وقت لیٹا ہوا وظیفہ پڑھتا ہوں اور وظیفہ کونسا یہ آج کا وظیفہ ہے ۔

تیری ہی جاں انتظار رہوں کب تک — میرے گھر آؤ یا مجھکو بلا لو
میری آرزوئے دل نے مجھے خاک میں ملایا — نہ حضور سے شکایت نہ رقیب سے گلا

نہ چھپاتا تھا تمہیں پہلے ہی روز — اب کیا پردہ تو کیا پردہ کیا
دل دادگان حسن سے پردہ نہ چاہئے — دل لیکے چھپ گئے تمھیں ایسا نہ چاہئے
بے مروت ناوک افگن نے غرض ... — دل کا دل زخمی کیا پیکاں کا پیکاں لے چلا

جو نگاہ کی تھی ظالم تو پھر آنکھ کیوں چرائی	وہی تیر کیوں نہ مارا جو جگر کے پار ہوتا
آکر تو ذرہ دیکھو میرے دل کا تڑپنا	تم قبلہ ہو اور یہ دل قبلہ نما ہو
جب تلک رہے زندہ تب تلک رہا پردہ	وقت مرگ آ پہنچا اب تو بے حجابی ہو

آپ کا لکھنو ۔۔

یہاں آپ ۔۔ [illegible] ۔۔ باقی | الحمد و فقر کی گنج بیان حال شکستہ کے

میرے سید [illegible] چھا دو [illegible] ہم نے [illegible] سید صاحب یہاں چلے آؤ اور مجھکو تماشا دیکھو چلو یہاں آ[illegible] وقت جانا چاہتے تھے اب آتے ہی تقاضا ہے کہ واپسی میں چلنا ۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ صوفی [illegible] صاحب کا فرمانا ہو گا سہ

سرمد اگرش وفاست خود می آید ۔ گر آمدنش بجاست خود می آید
بیہودہ چرا در پے آں میگردی ۔ بنشیں اگر او خداست خود می آید

عاجز کلیمی دہلوی غفرلہ

مکتوب ہشتم

نہ کافر نہ مومن نہ کفرم نہ ایماں ۔ خدا را مگوئید من کیستم من
چو نقش قدم بر درے او فتادہ ۔ چہ باقیستم من چہ فانیستم من
کمالم ہمیں بس کہ در وے شدم گم ۔ چو او گشتم ای شاد بس ایستم من

پیارے شاد زیدی عشقہ ۔ السلام علیکم ۔ آخر کے مصرع میں تصرف نہیں کیا ہے بیساختہ قلم سے نکل گیا شاعری کے خلاف ہو یا موافق یہاں تو اپنے مطلب سے مطلب ہے کلیمی اور اس کے محبوب کے معاملہ کو آپ خوب سمجھئے ۔ اگرچہ اس وقت میں آپ کا زیادہ لے رہا ہوں مگر بفضلہ تعالیٰ آپ بھی اسوقت مزے میں ہیں کل کی رجسٹری کا جواب کل ہی لکھا تھا بوقت ہو جانیکے باعث ہنوز موجود ہے ۔ دونوں کا جواب آج انشاء اللہ چلا جائے گا مذکورہ بالا غزل آپ کی بہت محمود ہے خاصکر جو تین شعر عنوان پر درج ہو چکے ایک سے ایک اعلیٰ ہیں سہ

چو نقش قدم بر دری او فتادہ ۔ چہ باقیستم من چہ فانیستم من

سچا واقعہ ۔ شاعری کا نام نہیں ۔ میرے یہاں ایک لڑکا سید ارشاد علی رہتا ہے چھوٹا سا ہے

گھر میں آتا ہے آپ کی یاد کا یہ اثر ہے کہ میں نے بیساختہ شاد کہکر پکارا یہ سنکر ہوئے
میرے سرکار کی زبان ہندی تھی دو چار کی جو دو باتیں ہمراہ تھا ان لوگ مختصر
یا آئینہ باز۔ ارشاد ہوا مجھکو معلوم ہے کہ آپ کو مجھسے محبت نہیں آپ نے جو مجھے دیکھا وہ شعور سے
دیکھا۔ اب مجھ میں ہی دیکھتے ہیں پھر اور کسی میں دیکھیں گے۔ آپ کے تو دل آئینہ ہیں۔

موری تو تم ایک ہی ہو ہم کا نہ بھولنا ؎

ہمکا تم تو ایک ہی موہن　　　ہم جیسے تمری کرور

یہ کہکر رونا شروع کر دیا اللہ اللہ کیا کہکر سمجھایا جائے کیونکر کوئی وعدہ کیا جائے۔ کون دیکھتا ہے
کیا دیکھتا ہے ؎

یہ کہاں کی حیرتیں چھا گئیں یہ کہاں کے جلوے سما گئے	اندر اب آئینہ لگ گئے ہیں نگاہ آئینہ ہیں

پیارے شاد کوئی کافر کہے یا مومن۔ اپنا کام بن جائے۔ بس سب بھر پایا انشاء اللہ پھر ملیں گے
زیادہ سلام و شوق۔ عاجز کلیمی غفر لہ از کلیم نگر۔

مکتوب ۸۰

شفیق جانم جناب تحصیلدار صاحب۔ السلام علیکم مجھکو معلوم ہوا ہے کہ آپ کو مجھ سے ملنے کا اشتیاق ہے۔ مجھ ایسے بیکار شخص سے ملکر آپ کیا کریں گے۔ ہاں فقراء کی خدمت میں رؤسا حاضر ہوئے ہیں اور اُن سے دین اور دنیا کا فائدہ حاصل کیا ہے مگر اب وہ فقراء کہاں اور وہ عقیدتمند رؤسا کہاں۔ پھر بھی آپ کا غائبانہ اشتیاق معلوم کرکے میں آپ کو ایک اپنا چشم دید واقعہ لکھنے پر آمادہ ہوں۔ سات سال کا عرصہ ہوا میں چند ہمراہیوں کے ساتھ سفر حجاز کے واسطے چلا۔ جدہ سے مکہ معظمہ تک جس قدر قافلے گئے سوائے دو تین قافلوں کے بدوؤں نے سب کو لوٹا۔ اور بہت سے مسلمان بیت اللہ شریف کے مسافر زخمی ہوئے مارے گئے مجھکو خیال ہوا کہ جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالی کی نافرمانیاں زیادہ کیں اور حضرت موسی علیہ السلام

کو جس طرح حیران کیا تو شانِ جلالی نے جوش کھایا حکم ہوا کہ آج سے تم لوگ بادشاہ نہیں ہوسکے
اور اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ کا قطعی حکم صادر فرمایا اللہ تعالیٰ کا سچا کلام قیامت
تک وہی حکم رکھتا ہے جو پہلے تھا کسی وقت میں ٹلنے والا نہیں تمام دنیا میں کوئی بھی بجز
بادشاہ نہیں مگر صالحون کے معنی تفاسیر میں اور علماء وقت کی زبان پر مسلمان نیک بندے
کے ہیں مجھکو نہایت حیرت ہوئی کہ قرآن شریف کا حکم کیونکر خلاف ہو گیا دنیا میں عیسائی
بادشاہ ہیں کیسے بادشاہ کہ تمام کو گھیرے ہوئے ہیں اور جو مسلمان بادشاہ برائے نام ہیں
اُن کے انتظام کی یہ حالت ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ اُنکا سلوک کیسا ہو رہا ہے اور کوئی پرسانِ حال
نہیں تو صالحون کے معنی اور کچھ ہوں گے مسلمان نیک بندہ کے معنی نہوں گے یہاں
گئے ہوئے علماء اور وہاں کے علماء سے پوچھا گیا اور بہت تحقیق کی گئی مگر تسلی نہیں ہوئی یہاں
تک کہ ایسی کا موقع آگیا۔ عدن میں اسٹیمر نے ایک دن اور نصف شب قیام کیا۔ رات کے
تین بجے عدن سے اسٹیمر چلا ابھی ساحل کے قریب بندر کے حدود میں تھا کہ دفعتاً ایک آواز
مہیب ہوئی اسٹیمر تھم گیا سمندر میں سے الغیاث یا رسول اللہ کی آواز آنے لگی۔ اُس اسٹیمر کے تین
یوروپین ملازم ایک اوپر کے درجہ کی برابر مہتابیاں روشن کر رہا تھا جس سے سیاہی شب کی
دور ہو گئی گویا کہ روز روشن ہو گیا ایک بیچ کے درجہ میں تھا جو چھوٹی کشتی کو نیچے اتارنے میں
اور خلاصیوں کو حکم دینے میں مصروف تھا۔ تیسرا فوراً اُسی اتری ہوئی کشتی میں سوار ہو کر مع تین
یا چار خلاصیوں کے روانہ ہوا۔ ہم لوگ تازہ حج کئے ہوئے چلے آتے ہیں سب کے سب کھڑے
دیکھ رہے تھے جس طرف سے یا رسول اللہ کی آواز آ رہی ہے اُسی طرف وہ انگریز وہ کشتی لیجاتا ہے
یا رسول اللہ کہنے والے کو ہاتھ سے گھسیٹ کر کشتی میں لیتا ہے یہاں تک کہ تیرہ یا چودہ آدمی
اُس نے کشتی میں لئے۔ اب وہ کشتی لئے ہوئے چاروں طرف گشت لگا رہا ہے مگر اُس کو یا رسول اللہ
کی صدا نہیں آتی سمندر میں سناٹا ہے ناچار وہ کشتی اسٹیمر کے پاس لایا سیڑھی اتار دی گئی تھی۔
حاجی لوگ اُس دروازہ اور سیڑھی کے سرے پر اس قدر ہجوم کئے ہوئے تھے کہ اُن بیچاروں کو

اور پر اسٹیمر کے آنیکا موقع نہیں ملتا تھا اور وہ سمندر کے پانی میں ڈوبنے کے باعث سردی سے
بیتاب ہو رہے تھے آخر اُس انتظام کرنیوالے انگریز نے پہلے بان سے کہا آخر حاجیوں کو دیکھ
دیکے راستہ صاف کیا اور اُن بیچاروں کو اندر لیا وہ بیچارے سردی سے کانپ رہے تھے کسی حاجی نے
اپنی لوئی کمل یا لحاف ان کو نہیں دیا عیسائیوں نے اُن مسلمانوں کو نئی جان بچائی تھی اسٹیمر کے
باورچیخانہ میں لیجا کر گرم کیا دریافت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مسقط سے ایک بڑا ولایتی جہاز چاول
بار کئے ہوئے آ رہا تھا اُس میں روشنی نہیں تھی اس اسٹیمر سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا غرقِ دریا ہو گیا
اُس میں پچیس آدمی تھے جس قدر ملے وہ بچا لئے گئے تھے باقی غرق ہوئے۔ اس کا قصہ اور بھی باقی ہے
مگر مجھکو صالحون کے معنی معلوم ہو گئے۔ صالح کے معنی ہیں انسانی ہمدردی رکھنے والے کے
جس میں انسانی ہمدردی نہیں اُن کو اللہ تعالیٰ نے اولٰئک کالانعام بل ہم اضل کا خطاب
دیا ہے اسلام کے ہر ایک اصول اور فروعات اسلامی ہمدردی سکھاتی ہے جس میں اسلامی ہمدردی
نہیں وہ ہرگز انسان نہیں اور نہ وہ مسلمان ہو سکتا ہے وہ ضرور برباد کر دیا جائے گا جیسا کہ ثمود
اور عاد کی قومیں برباد ہوئیں مسلمانوں میں ہمدردی نہیں اسوجہ سے اُن سے بادشاہت
چھین لی گئی ہے جس میں ہمدردی کسیقدر ہے اُن کو کچھ نہ کچھ حصہ حکومت کا مل جاتا ہے۔
آپ میں انسانی ہمدردی ہے اُس نے مجھکو بھی آپ کا مشتاق بنایا تھا مگر میں اُس معاہدے
مجبور ہوں جو مجھ سے لیا گیا ہے کہ اربابِ دولت و ثروت سے ملاقات میں ابتدا نہ کیجائے
ورنہ میں آپ سے ملتا اور فقط یہ کہتا کہ آپ میں جو انسانی ہمدردی ہے اُس کی قدر کیجئے۔
جس میں یہ نہ ہو اُس سے ظاہر و باطن پرہیز کریں وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے زیادہ والسلام
از ڈاکخانہ میراں پور کٹرہ ضلع شاہجہانپور (عاجز کلیمی ہردوی غفرلہ)

مکتوب دہم

موسومہ عالیجناب مہاراجہ یمین السلطنة بالقابہ دام اقبالہم المتخلص بہ شاد گرامی عزیز جاہم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ آپ کے خطوط بنام معمد ارصاحب دیکھے چونکہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ میری وجہ سے
آپ کو نقصان نہ پہنچے مجھکو بھی شطرنجیوں کا ذکر لکھنا پڑا۔ اس بات سے مطلع ہوا ہے۔ میر انصار علی صاحب
تعلقہ دارات کو یہاں رہتے ہیں کیونکہ آپ کی مہمان نوازی اور دریادلی کی تعریف کرتے ہوئے
یہ بھی اُن کی زبان سے نکلا کہ آپ کے واسطے تیرہ روپیہ روزانہ کرایہ پر فرش آتا ہے دس روز کے
کرایہ پر شطرنجیاں بقیمت آسکتے ہیں اور ہمرو۔ مہاراجہ صاحب نے ایسا ہی حکم دیا ہوگا مگر
کارگزاروں نے کرایہ کی منگالی میں نے ہر ایک بات کو سُنا مگر تیرہ روپیہ روزانہ کرایہ کا لفظ
مجھکو نہایت ناگوار ہوا میں نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا تو کہا شطرنجیوں کے کونے پر کرایہ کے
کارخانہ کا نام ہے فراش کو بلا کر میں نے دریافت کیا تو وہ رونے لگا کہ میں موقوف ہو جاؤں گا
میں نے کہا میں ذمہ دار ہوں تم بتادو کہ یہ خبر صحیح ہے یا غلط جب اُس نے تصدیق کی تو میں نے
زنانہ مردانہ سب جگہ سے سب کرایہ کی شطرنجیاں اُٹھوا دیں مگر افسوس ہے کہ وہ پھر بھی
تمام دن اور دوسری رات دروازہ کے قریب پڑی رہیں۔ ناصر بن عطاف کے گھر سے
دو شطرنجیاں منگوا کر مردانہ کے اندر باہر کے دالان میں بچھا دیں اور معمد ارصاحب کے
گھر سے ایک شطرنجی منگا کر زنانہ میں بچھوا دی جب تک کہ آپ سے پوری واقفیت نہ تھی
کچھ نہ کچھ تکلف تھا پہلی چھٹی شریف میں آپ کو یاد ہوگا کہ خوشی بخوشی میں صدر کی طرف
بیٹھا تھا مگر اب تو نہایت خوشی سے قوالوں کے پاس بیٹھتا ہوں۔ میرے حضرت شیخ الاسلام
شیخ کلیم اللہ جہان آبادی چشتی قدس سرہٗ نے ایک رباعی اپنے مکتوب میں تحریر فرمائی ہے وہ مجھکو
یاد ہے وہ یہ ہے رُباعی

از سادگی و سلیمی و مسکینی — بر آتش اگر نشاندت بنشینی
در سرکشی و غرور و خودبینی — بر تخت اگر نشاندت ننشینی

آپ کی یک رنگ اور خلوص والی محبت کے مقابلہ میں آپ کے ہاں کوری زمین پر بیٹھتا تھا نہیں
مگر میرا دل یہ نہیں گوارا کرتا کہ جو میں گھر کھاتا ہوں یا جس طرح گھر میں رہتا ہوں اُس سے زیادہ

تکلف کی تکلیف اپنے میزبان کو دوں اور پھر مہمان تو سہ روزہ ہے باقی مردار خوار اب میں مہمان کب رہا مجھکو گھر کی طرح رہنا چاہئے۔ دستار رفتار میرا رہے اس کے خلاف کروں تو پھر یہاں کس چیز کا نام رکھا جاوے حیدرآباد کے تشریف تک بیگم و نظیر تھا تو میں چند روز دو سال یعنی دو مرتبہ تشریف لیگئے تو ان کو سب طرح دیکھا دیا گیا تھا کہ بعض اوقات میں میری رفتار میں سر مو تفاوت نہیں ہوتا ہمیشہ ایک وقت دال ایک وقت گوشت کھاتا ہوں اور اس کا پابند ہوں۔ باقی قورمہ بھی مجھکو ملتا ہے مگر وہ میرے اختیار سے باہر ہوتا ہے شطرنجیاں چاندنیاں بھی میرے گھر کچھ نہ کچھ ہیں مگر میں ننگی زمین پر بیٹھ جاتا ہوں اور دوروں کے ساتھ کام بھی کرنے لگتا ہوں اور مجھکو ان میں سے کسی بات پر عار نہیں تو ایسے شخص کو کیا زیبا ہے کہ اپنے سچے چاہنے والے پر خواہ مخواہ بار ڈالے اور اپنے آپ کو ایک بڑا آدمی بنا دے خیر یہ قصہ تو تمام ہوا مگر اس کی ایک دم باقی ہے وہ یہ کہ مجھکو فکر رہتا ہے کہ مجھ کمبخت کی وجہ سے کسی کو فائدہ تو ناممکن ہے بندگان خدا میں سے کسی کو نقصان نہ پہنچے میں نہایت ممنون ہونگا آپ اس معاملہ میں کسی پر خفا نہ ہوں اور کسی کو نقصان نہ پہنچے میں نہایت مشکور ہونگا۔ عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب یازدہم

مائیم و تحیر و خموشی — آفاق ہمہ گفتگو ئیست

پیارے شاد۔ اللہ تعالیٰ کشائش روحانی و جسمانی میں ترقی دے۔

مضمون تعزیت اور خطرہ نے خوش کیا خطرہ کا مضمون نہایت دلچسپ ہے آج صبح کے وقت بیوی سے اس مرحوم بچہ کا ذکر کیا انھوں نے لڑکیوں سے اور حامد محمود سلمہٗ سے کہنے سے انکار کیا آخر اس وقت بلا کر آپ کا خط دکھا دیا جواب دیا کہ مجھکو اس کے پیدا ہونیکی اس قدر خوشی نہیں ہوئی تھی کہ اب اس کا غم پریشان کرے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی وہ سب بہتر اور اچھا ہے اس وقت یہ خط ایک خاص غرض سے تحریر کرتا ہوں آپ کے تشریف لیجانیکے بعد

پوجاری صاحب جو مجھکو وزیر تیمی نظروں سے دیکھتے جاتے تھے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ آج میں نے مہاراجہ صاحب کو پرشاد دیا انھوں نے مجھکو روپیہ دئیے آپ سفارش کیجئے نہ ہم کو تیل ملتا ہے اور نہ مہادیوجی کے بھوگ کیواسطے چاول ملتے ہیں بھلا ایک سیر تو روزانہ ہوں اور وہاں سے تو ملتے ہوں گے ہم کو نہیں ملتے پوجاری صاحب کی تقریر پر اس خیال نے اور ترقی کی جو مجھکو اکثر آیا یہاں اس مندر میں چراغ کیوں نہیں جلتا ہے۔

زاں آرزو کہ جلوہ دہد شعلہ پیکری	شبہا چراغ کعبہ و بتخانہ سوختیم

ہزاروں برس کعبہ میں چراغ جلایا اب کئی جگہ بتخانہ میں جلا رہے ہیں مگر شعلہ پیکر کے جلوے دیکھنے کی آنکھیں نہیں پیدا ہوئیں اگر میں آپ کو مسجد میں جاتے دیکھتا تو حاجی کی سفارش کرتا مندر میں جاتے دیکھتا تو پوجاری کی سفارش کرتا جب میں نے یہ نہ دیکھا اور نہ وہ تو میری سفارش بیجا ہوگی مگر میں کیا کروں انسانی ہمدردی نے مذہب کی زنجیر کا ایک ایک حلقہ پارہ پارہ کردیا سفارش تو مجھکو ضرور کرنی چاہئے لہذا آپ بڑی رانی صاحبہ سے بعد دعائے فراواں یہ مضمون فرما دیجئے یا سنا دیجئے۔ عزیزہ رانی صاحبہ دعائے فراواں کے بعد مطالعہ ہو مجھکو معلوم ہوا ہے کہ راج باغ میں آپ نے ایک عمدہ اور صاف مکان عبادت کیواسطے بنایا اور اس میں پوجاری بھی مقرر کئے ہیں ان کو تنخواہ ملتی ہے مسافروں کو کھانا بھی ملتا ہے کیا آپ اس قدیمی مندر کی طرف بھی تھوڑی سی توجہ فرما سکتے ہیں اس مندر میں آپ کا نام ہے تو اس مندر میں اس سے زیادہ آپ کا نام ہوگا۔ کیونکہ نام نیک رفتگاں ضایع مکن تا بماند نام نیکت برقرار۔ اس مندر میں روزانہ روشنی کا انتظام کردیجئے کیا آپ کے مندر کی مہادیوجی اور ہیں اور اس مندر کے اور اگر وہاں پانچ سیر بھوگ ہو تو یہاں سیر بھر ہی سہی آپ کی ملکیت اور راج میں جس قدر مندر ہیں سب کا آپ پر حق ہے اور سب میں ایک ہی مورت ہے۔ آپ گھر کے اور راج کے مالک ہیں چونکہ اس مندر کا چند روز میں ہمسایہ ہوں اس واسطے مجھکو بھی اس کی طرف متوجہ ہونا ضرور تھا میں امید کرتا ہوں کہ پوجاری صاحب

کی د... منظور فرماکر آج سے انتظام ہو جائیگا بہت ... مسافر خوش ہونگا زیادہ دعا۔
شاد ... اس خط کو آپ پڑھکر جو کچھ نہیں سمجھے وہ سمجھ لیجئے تین چار روز کے متواتر قلبی تقاضوں سے لکھا گیا ہے۔ کردم اشارتے و مکرر نمی کنم زیادہ والسلام شوق ... عاجز کلیمی غفرلہٗ۔

مکتوب نود و دوم

راحت جان حزین شاہ صاحب چشتی سلمہٗ۔ السلام علیکم و قلبی لدیکم۔ عرفانی قوت جب تک باقی ہے اور باقی رہے گی قطرہ سے سمندر ہو کر قوت بھی باقی رہے گی نجبا رقبا ابدال و اوتاد الغرض مقررہ اہل خدمت میں ہے جب کوئی لباس بدلتا ہے اس سے پہلے اس کی جگہ دوسرا تجویز ہو جاتا ہے اگر ان میں سے ایک کم ہو جائے تو بس قیامت آگئی۔ قرآن شریف میں اسم اعظم راتوں میں لیلۃ القدر دنوں میں لمحہ اجابت آدمیوں میں مقبول آدمی اسیوجہ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے کہ تمام قرآن شریف کی قدر ہو تمام راتوں کی قدر ہو تمام اوقات کی قدر ہو تمام انسانوں کی قدر ہو مجھ کو کراۃ مراۃ اس قوت کا تجربہ ہوا ہے مگر وہ ہرگز اختیاری نہیں جس قدر اختیار ظاہری یا باطنی دیا گیا ہے وہ سب برائے نام ہے ... فی الحقیقت تمام پنکھوں اور روشنی کے ہزاروں چراغوں کی باگ ایک بجلی کی انجن میں ہے دم میں کل دم ... روشن جب آپ کو کسی نے ایک کاغذ عطا کیا جس کو حکم نامہ کہہ سکتے ہیں تو مجھکو اور آپ کو خواہ اس کی تمنا ہو یا نہ ہو اس کا فکر کرنا نہیں چاہئے کوئی شخص دنیا میں میرا اور آپ کا چاہنے والا اور ہمارے بہبود کا چاہنے والا اس ذات پاک سے زیادہ ہرگز نہیں ہو سکتا مجھکو نہایت وثوق کے ساتھ کامل یقین ہے کہ وہ ذات پاک ہمارے واسطے بہتر کیا ہے اور کرے گا ہم اپنی وضع بد پر اڑے ہوئے ہیں کیا وہ اپنی وضع نیک سے ٹل جاوے گا ہرگز نہیں اس ذات پاک سے بدظنی کسیطرح زیبا نہیں صبر اور تحمل سے انجام کو دیکھنا چاہئے ہاں پھر ضرور اس سے درخواست ہے کہ ہماری نیت درست رہے۔ ہائے ہائے نیت بھی ہمارے اختیار میں نہیں والسلام شوق

عاجز کلیمی عفی عنہ

مکتوب سیزدہم

آنکھوں کے تارے شاد بھیا آپ کو دل میں رکھوں یا آنکھوں میں جگہ دوں پیار کروں سر کو
بوسہ دوں آنکھوں کو چوموں حیران ہوں کہ کیا قدر کروں آپ کا ایک تازہ خط جمعدار صاحب
کے نام دیکھا۔ ہرگز وہ کسی مدار المہام وزیر راجہ مہاراجہ کے قلم کا نہیں کسی بغیر وردی بے نفس شیخ
وقت کے قلم کا ہے جو اپنے خاص ارادتمند کو نہایت دلسوزی سے لکھ رہا ہے میں نے
مولوی میر انصار علی صاحب کو بھی دکھایا جس کو دیکھکر انہوں نے بہت تعریف کی۔ اگرچہ مجھکو
کن برترا بوتم بات جلوہ برعنائی سے ابھی فرصت نہیں مگر آپ کے خط نے بیحد لطف دیا۔
قضا و قدر نے جو کچھ لکھدیا ہے ہوتا رہا اور ہوتا رہیگا نا سمجھ لوگ خواہ مخواہ تکرار و حجت سے
عزیز وقت ضایع کرتے ہیں دوستوں کی ملاقات کا لطف تو یہ ہے کہ ملنے سے روح تازہ ہو
دنیا کے دلخراش جھگڑوں کا جو قلب پر اثر ہوتا ہے اس سے تھوڑی دیر کیواسطے امن ملے مجھکو
ایسے دوست کی نہایت قدر ہے تو ایسے دوست کی ملاقات کو مقبول عبادت سمجھتا ہوں۔ کن
تا بوتم کو ضرور آپ سمجھ گئے ہونگے اور اسکا لطف بھی آپ کو اگر دن میں کم آیا تو رات میں زیادہ آیا
قوال کی تکرار سے صوفی کو دو طرح سے لطف آتا ہے ایک تو یہ کہ ہر مرتبہ کے کہنے میں نئے مضمون کے
یقین کے سب درجے طے ہو جاتے ہیں دوسرا موقعہ اس سے زیادہ پر لطف ہے رائی کا مضمون تکرار سے
پربت ہو جاتا ہے اس شعر میں تابوت تین قسم کا ہے جو لکھنے کو دل نہیں چاہتا اور آج آپ کو فرصت
نہ ہوگی اگر ہو تو تشریف لائیں مگر بارہ بجے سے ادھر زیادہ۔ سلام شوق۔ عاجز کلیمی غفرلہ۔

مکتوب چہاردہم

پیارے شاد بھیا قرابت شوم۔ السلام علیکم و قلبی لدیکم۔ بے اختیار دل چاہتا ہے کہ اس وقت
ایک اپنا حال تحریر کروں مگر اس مثال میں آپ پر مثال ثابت کرنا نہیں ہے برا ماننے کی تو جگہ نہیں

لکھی دیتا ہوں اگرچہ آپ کی صورت پر میں فریفتہ نہیں ہوا ہوں اور آپ کی صحبت سے طرح ہزارہا سہی بری نہیں اور آپ ضرور خوبصورت ہیں مگر چونکہ اس پر میں فریفتہ نہیں ہوا اس وجہ سے شعلہ رو کہنے میں مبالغہ ہے اور مجھکو مبالغہ آمیز عبارت سے عادتاً نفرت ہے میں آپ کی ہمت کی لیاقت اور علی الخصوص آپ کی طلب اور خواہش اور آرزو پر ضرور مفتون ہوں اور اپنی اس عقیدت کو ظاہر کرتا ہوں جو مجھکو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ہے۔ میری تمنا ہے کہ میں حشر میں اُن کی غلاموں کی ادنیٰ صف میں ہوں کہ عشق کا ذرہ مجھکو اس جہان میں ہے بات کیا وہ کہ تھے قربان اُن کی قدموں کی خاک پر ہزارہا حور غلمان اُن پر سے صدقہ آپ میں سخاوت دیکھی ہے مثلاً ہنہ اول تو آپ اپنی وسعت سے بہت زیادہ اور بیشک ہمت سے کم سخی ہیں دوسرے میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ ایک شخص کے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے اور اس نے پچھتر ہزار دیدی تو وہ سخی نہیں بہ نسبت اُس شخص کے جس کے پاس پانچ ہیں اور پانچوں دیدی یہ شخص بیشک سخی ہے اور آپ پاس نہیں ہوتے اور آپ دیتے ہیں یہ وجہ بھی اس سے بڑھ گیا۔ پھر اور آپ کی کیا مراد ہے۔ اگر آپ کا دل دینے سے نہیں پھرا اور جس قدر آپ دینا چاہتے ہیں اُس قدر دسترس نہیں ہو سکتا تو میں آپ کو ایک حدیث شریف کا مضمون سناتا ہوں۔

حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام پیچھے دل سے دینا چاہے اور اس کا دل اسوقت کچھ پن ہونیسے جلے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے موافق اُس کے نامہ اعمال میں درج کردیتا ہے۔ چنانچہ جسوقت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سارا اور آدھا مال و اسباب پیش کیا ہے اور حضرت علی کرم اللہ تو کچھ نہ دیسکے اور اِن کا دل جلا جو نتیجہ اُس کا ہوا اُس سے ایک جہان واقف ہے آپ کی تیری خبر کی جواب میں مجھکو اپنا بچہ پن کا شوق اور طلب کا وقت یاد آگیا"

اگر میں اپنی زیاں کاری کی داستان لوگوں پر ظاہر کروں تو خسر الدنیا ہونیکے علاوہ یہاں وہ دل کا ٹوٹا ہو جاوے اور وہاں کیواسطے ہزاروں گواہ ہو جاویں تو اس داستان کو حضرت غفار الذنوب

کی رحمت پر چھوڑ کر اپنی تیرہ چودہ پندرہ برس کی عمر کا تھوڑا سا قصہ سناتا ہوں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا وہ حضرتِ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے آستانہ مبارک میں چلہ کشی کرتے تھے گھر میں جب سب سو جاتے تھے تو کنڈی کھول کر بد خیال عورت کی طرح نکل جاتا تھا صبح کی نماز سے پہلے آ جاتا تھا کسی کو خبر نہ ہوتی تھی نیب کے پتے اُبال کر نمک ڈال کر اس کا سالن پکاتا تھا اور جو کی روٹی سے کھاتا تھا بیل مہادیو کو بھی کھایا ہے اور مہندی کے پتے بھی کھائے ہیں لیکن بغیر دودھ کی چاء سے جو کی روٹی زیادہ کھائی ہے - یہ حال دیکھکر میری والدہ صاحبہ مرحومہ گودیاں پھیلا کر اُن بزرگوں کو کوستی تھیں ہائے جس نے میری بچہ کو خراب کیا وہ خراب ہو جائے۔ ہائے میں کہا دن۔ گوشت روٹی یہ کھائے آلا پالا میں اُس کے جواب میں اُن کے فرزند یعنی اپنے بڑے بھائی حقیقی کو کوستا تھا تاکہ ان کا کوسنا بند ہو جائے"

یہ ایک والدہ صاحبہ مرحومہ کا ذکر ہوا پہلی شادی یعنی والدۂ حامد محمود سلمہ سے جب نکاح ہوا تو وہ باتیں مجھ میں نہ تھیں جو بیوی کو بُری معلوم ہوتیں اِن بیوی کا حال آپ نے سُن لیا ذرہ سی ضرب سر پہ لگی گھبرا گئیں اور مجھ سے کہا یہاں سے چلو یہ مرید لوگ مار ڈالیں گے آنکھ جاتی رہتی ہے تو کیا ہوں سے دیکھتے ہیں - پیارے آنکھوں کے تارے بھیا مجھ ضعیف بوڑھی میں اول تو وہ قوت کہاں کہ کسی کو خدانخواستہ یکطرفہ پاگل بنادوں اور اگر کسی کے حسن ظن نے یہ جتادیا ہو تو اُن پانچ بے زبان حضرات کی کوسنے کو کون سنے میرے نزدیک ایک زن سے زیادہ چودہ اور چار اور پانچ برابر ہیں اللہ تعالیٰ اِن سب کو بامراد زندہ اور تندرست رکھے اور آپ اپنے حوصلہ کے موافق اِن کے فرائض سے ادا ہوں بیہوشی اور مستی بہت اچھی ہے جس میں ہوشیاری کا بھی دور رہے"

اس آیت شریف کے معنوں میں یقین کے معنی مجبوراً موت کے بتادی گئی ہیں مگر مجھ جاہل کے نزدیک تاویل کی ضرورت نہیں یقین کے معنی یقین ہی کے ہیں یعنی جب تک عبادت کرے کہ یقین آجائے اور اس کی تعریف یہ ہے اس کو اپنا آپ معلوم ہو جائے اور جب یہ معلوم

معلوم ہوگا تو یہ اپنے آپ سے خارج ہو جائیگا اور جب خارج ہوا تو اس پر سے شرعی احکام اُٹھ گئے مگر یہ آنی ہوگا دوامی نہیں دوسرے آن میں جبکہ اس کو ہوش ہوگا تو پھر واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین اس آیت شریف کا ایک دور رہے گا۔ ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کیا سچا شعر ہوا ہے ادھر اللہ سے واصل ہیں ادھر مخلوق میں شامل ہیں خواص اس برزخِ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا آقا کے خزانہ میں ہزارہا قسم کا مال ہے یہ ممکن نہیں کہ غلام کو اسمیں سے کچھ نہ کچھ انعام نہ ملے ملتا ہے اور ضرور ملتا ہے آپ کو بھی ملتا ہے اور مل گیا ہاں اللہ تعالیٰ نے ظرف کی وسعت کو بڑھاتا رہے ایک وہ ہے کہ تین چلو میں مست ہو جاتے ہیں ایک وہ ہیں کہ مٹکے کے مٹکے چڑھائے جاتے ہیں اور بدمست نہیں ہوتے۔ حضرت شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے یا دوسرے حضرت کا کہ ہم نے شرابِ معرفت گھونٹ گھونٹ پی نہ تو وہ تھوڑی ہوئی اور نہ ہم سیراب ہوئے۔ مزہ تو یہ ہے کہ انتظار رہتا ہی اب آتے ہیں وہ آتے ہیں کسی کی پاؤں کی آہٹ ہوئی اور اُچک کر دیکھا اہا آپ کیا وہی ہیں۔ کوئی سمجھے یا نہ سمجھے حتیٰ کہ آپ کو بھی اقرار نہ ہو مگر میرا دل تو آپ کی یک رنگ ہونے کی تصدیق کرتا ہے والسلام و شوق۔ عاجز کلیمی غفر لہٗ

مکتوب پانزدہم

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیر ما
چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما
در خراباتِ مغاں ما نیز ہم منزل شویم
کیں چنیں رفت است در عہد ازل تقدیر ما

پیارے شاد۔ ہوشیاری کے ساتھ بیخود و مست ہونا آپ کو نصیب ہو ہاتھ نیم سن ہے لکھنا تکلیف سے ہوتا ہے قریب گیارہ بجے رات کے لفافہ پہنچا صبح سے علی آباد والے اور والیوں نے پکڑ رکھا تھا اب چھوڑا ہے نماز ظہر ادا کر کے ہمت کرتا ہوں کہ کچھ لکھوں

چھتیس برس کی نازبرداری کا جو کچھ افسوس ہو تھوڑا ہے مگر مجھکو دیکھئے کیسا بے اثر طلب لایا ہوں جس نے چھتیس ہزار برس یا اس سے زیادہ یہاں تک نازبرداری کی کہ دیکھنے والے مجھ میں اور اُس میں مشکل سے تمیز کرتے ہیں جب میں اُس سے جدا کیا گیا اور یہ جدائی بھی فی الحقیقت میری ناواقفیت کی جدائی تھی مجھ سے کہا تو یہہ گیا تھا کہ ہم جاتے ہیں تم ہمارے پیچھے پیچھے آؤ بجائے اِس کے کہ قدم بقدم چلتا اور اُس کو نہ چھوڑتا ذرہ سی غفلت میں ایک دوراہے میں نقش قدم بھول گیا۔ حاجت خانہ میں پہنچا بجائے اِس کے کہ حاجت سے فراغت پاکر طہارت کرکے باہر نکل آتا۔ ایسی غفلت کی نیند کہ نجاست خانہ میں سوگیا تمام کپڑے نجاست میں خراب ہوگئے نہ دوسرا جوڑا کپڑے کا ساتھ لایا تھا اور نہ پائخانہ میں کوئی نل لگا ہوا ہے۔ اب بتائیے کیا کروں باہر کیونکر نکلوں کپڑے کیونکر پاک کروں میرا آقا میرا محسن ایسا نہیں جس سے دائمی جدائی ایک منٹ کیا ایک سکنڈ کی جدائی بھی ممکن ہو اگر ادب مانع نہوتا تو میں یقین کے ساتھ لکھدیتا کہ وہ پائخانہ میں ساتھ تھا مگر ہائے افسوس جس پر میں عاشق تھا جس کے غلام فرمانبردار ہونے کی ایک جماعت کثیر کے سامنے دعویٰ کیا تھا اُس کو بھلا دیا اور احسان فراموش کرکے غلام ہو کر آقا کا دعوے کرنے لگا اب دیکھو کیا ہوتا ہے۔ دود کی برف۔ تربوز۔ خربوزہ فالودہ اِس قدر بلائیں پیٹ میں ٹھوسے گئے۔ مضمون اور خط خبط نہو تو کیا ہو۔ پہلے تو لباس تھا نہیں لباس نہ آپ سے پہنا ہے اور نہ آپ سے اُتاریں گے۔ ترک لباس اپنے اختیار میں نہیں لباس پہنانیوالا جب اُتار دیگا آپ ترک لباس ہو جائیگا اور لباس پر لباس ہے اور بھی بے اعتبار تر ہے اللہ تعالیٰ امتحان میں کامیابی نصیب کرے زیادہ والسلام علیٰ من تبع الھدیٰ۔ عاجز کلیمی غفرلہ۔

مکتوب شانزدہم

آں کس است اہل بشارت کہ اشارت داند — نکتہا ہست ولے محرم اسرار کجا

پیارے شاہد۔ السلام علیکم جب گذشتہ ٹوٹ کر نہ ملے اثر مترتب نہیں ہوتا۔ ٹوٹ کر کیونکر ملنا ہوتا ہے ایک طرف عقیدہ ہو کامل محبت ہو وہ اصل۔ دوسری طرف دلدادہ صورت ہو یا والہ سیرت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو اتنی سمجھ عطا کی ہے ومن یوتی الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا۔ فی الحقیقت دونوں حقیقتیں یکی ہیں مگر چشم ظاہر کو عموماً یہی یقین ہے کہ ظاہر نے باطن کو پوشیدہ کر رکھا ہے۔ جمالش نقاب آمد جلالش۔ اور اگر سمجھ آ جائے تو نقابِ جلال بھی بمنزلہ جمال ہو جاتا ہے۔ اکثر یہی دیکھا گیا کہ میٹھا میٹھا ہپ کڑوا کڑوا تھو مگر ایک بہادر کا کلام مجھ کو نہایت پسند آیا۔

رحمٰن رحیم رحمت اللہ مائیم
شیطان رجیم لعنت اللہ مائیم
ہر نیک و بدیکہ در جہاں میگذرد
واللہ مائیم ثم باللہ مائیم

کل ایک مولوی صاحب نے بذریعہ خط دس سوال مجھکو لکھ بھیجے اُن میں ایک یہ بھی تھا کہ آپ مجھکو ایک پرچہ لکھ بھیجیں کہ قیامت کے روز میں تم کو ساتھ رکھونگا بس اس کو میں اپنی قبر میں رکھ لونگا۔ یہی مجھکو کافی ہے میری بیوی بچے اور سب کچھ آپ پر قربان مجھکو جنت کی خواہش اس کے مقابلہ میں نہیں۔ اچھی طرح تو یاد نہیں کہ کیا کیا جواب دیا گیا مختصر اور ماحصل یہ ہے کہ میرے نزدیک جیسا طالبِ دنیا ویسا ہی طالبِ جنت جنت میں اگر وعدۂ دیدار نہ ہو تو اس کو کیا فوقیت ہے اور دیدار دیکھنے والے کو کس جگہ دیدار نہیں۔ آپ نے ہر ایک عبارت کو خوب سمجھا اور یہ آپ کی سمجھ میرے دل میں گھر کرتی جاتی ہے اول تو میں نے چاہا تھا کہ میرے خطوط شایع نہوں جب میرے یارانِ طریقت نے نہ مانا تو میں نے یہ قید لگا دی کہ سوائے یارانِ طریقت کے اور کسی کو نہ دیئے جائیں گر سہ

پرواز فطرتِ مادر دامِ بال میسزد ❊ آزاد کرد خواہش از ہر قیود مارا

مست ہونے والا مست ہو بیخود ہونے والا بیخود ہو دیکھنے والا دیکھے مزہ لینے والا مزہ لے۔

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ؏

مشتغل بودم بقال اے دوستاں
حال غالب گشت بر قال زباں
غیر حق می کو بم اندر زیر پا
الصلا اے پاکبازاں الصلا

(عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب ہیجدہم

پیارے شاد بھیا۔ السلام علیکم و علی من لدیکم۔ انصار کی موٹر میں جب بیٹھتا ہوں تو وہ آکر کرایہ لیلیتے ہیں مولوی صاحب سے ملکر آیا تو وہ اپنے مکان میں لے آئی خواب کی مختصر تعبیر لکھ آیا۔ باقی زبانی انشاء اللہ تعالیٰ تشریح ہو جاوے گی۔ مولوی بخاری صاحب مرحوم نے جو کچھ آپ کی نسبت فرمایا تھا وہ اُن کا علم تھا اُس وقت آپ کا وہی حال تھا جو ایک موحد محض کا ہونا چاہیئے اگر وہ اس وقت تشریف فرما ہوتے تو آپ سے زیادہ خوش ہوتے ہیں تو آپ کو موحد محض نہیں پایا۔ اگر میں گواہی کے لایق کسیوقت سمجھا جاسکوں تو میری اس سے زیادہ گواہی ہوگی آپ بالیقین فدائے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ انکی توسل سے موحد ہیں خلوص اور محبت سالک اور مجذوب دونوں کے لئے مجرب تسخیر کا عمل ہے اور آپ کو تو ورثہ میں ملا ہے اللہ تعالیٰ اسیطرح اس کو ورثہ میں آئندہ نسلاً بعد نسلِ جاری رکھے جیسے آپ سپوت ہیں ایسی ہی آپ کی اولاد سپوت ہو آپ بھی دعا کریں کہ خاصانِ حضرت ربّ العزت کا ایک کتا ہو کر قیامت کے روز قبر سے اُٹھوں بس سب کچھ پایا زیادہ والسلام عاجز کلیمی غفرلہٗ ؏

مکتوب ہشتم

بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا
چاند سے مکھڑے پہ ڈالے ہوئے ہالے آجا
چمکتی ہے بجلی گرجتے ہیں بادل تو کملی میں اپنے چھپا کملی والے

چاند سا مکھڑا پیارا ہے تو زلف بھی اُسی مکھڑے کا سنگار ہے اُس کی سیاہی اور روشنیوں سے برتر ہے بادل میں سے نکلنا اور پوشیدہ ہونا برسات میں جو ہر مرتبہ لطف کو دوبالا کرتا ہے وہ مطلعِ صاف میں نہیں۔ چاند سے مکھڑے پہ ڈالے ہوئے ہالے آجا ؎ ۔

یک دست جامِ بادہ دگر دست زلفِ یار
رقصِ چنیں میانہ میدانم آرزوست

کیا زندہ شے آپ کے پاس موجود ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ یہ اردو کا شعر آپ اُس سے سنیں مدت سے زلف اور رخسار کی تمیز اور جھگڑے میں پھنسے ہوئے ہیں تھوڑی دیر کے واسطے ہم کو سمجھ لینا چاہئے کہ جس کا رخسار اُس کی زلف ہے ؎

بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا
چاند سے مکھڑے پہ ڈالے ہوئے ہالے آجا

ہائے کیا مزہ کا وقت ہے کوئی کاندھے پر کملیا ڈال کر آیا تھا۔ کملیا کے صدقہ ترکی صاحب ایسے تشریف لائے کہ رفتہ رفتہ وہ آنکھ سے اوجھل ہو گیا ؎

بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا
چاند سے مکھڑے پہ ڈالے ہوئے ہالے آجا

یک دستِ جامِ بادہ دگر دستِ زلفِ یار
رقصے چنیں میانۂ میدانم آرزو ست
یہ کس نے لکھا کس کو لکھا کس نے پڑھا کس نے سُنا۔ فقط (عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوبِ نوازدہم

ھوالکل

آداب القاب سب غائب آپ نہایت خوش نصیب ہیں مدارالمہامی کیا چیز ہے یہ جو کام آپ سے لیا جا رہا ہے وہ لاجواب ہے۔ گیارہ پر جنازہ آیا وضو کر کے نیچے اترا مسجد میں پاس جا کر بیٹھا کس کی میت نہ جنازہ کہنے کو دل چاہتا ہے زمیت کیا اثر والی چیز ہے تعالیٰ شانہ عما یقولون میں نے تمام عمر ایسے وقت میں یہ اثر نہیں دیکھا اگر دوسری قوت جو برائے نام دوسری قوت کہلائی جاتی ہے ہمراہ نہوتی تو نوبت بہ جامہ دریدن ہوتی۔ نماز کے بعد پھر بیٹھا برخوردار سلمہٗ پاس برابر بیٹھا رہا اُس سے پوچھا کچھ اثر معلوم ہوتا ہے۔ کہا ہاں۔ چاروں طرف آپ کو آنکھیں ڈھونڈنے لگیں کہ رازدار کہاں ہے آخر جمعدار صاحب سے کہا کہ ان سے کہو آپ کیوں نہیں آتے۔ بالآخر ڈیڑھ بجے یہ کہکر آیا ہوں کہ جنازہ کو جس جگہ رکھا ہے بغیر میرے بلائے نہ اُٹھانا یہ وہ ہیں جنھوں نے ع ہستم شدہ غرق بحر لازوالِ حُسنِ یار میں عمر گنوا دی اور کسی کو خبر نہیں ہوئی کہ کون تھا کہاں سے آیا کہاں گیا۔ میں قربان اُس بے نشان کے جس کے یہ سب نشان ہیں جب تک گم نام نہو کیسے ہو نام جب تک بے نشان نہو نشان کیسے ملے تعالیٰ شانہ عما یقولون ابھی چار حافظوں کا حکم آیا۔ ہائے ہائے ؎

ہستیم شدہ غرق بحر لازوالِ حُسنِ یار

کے واسطے کچھ بھی ضرور نہیں مگر واہ ای شاد تیری ہمت لوٹو جو کچھ لوٹا جاوے مگر

اس وقت آپ کے یہاں نہ ہونیکا ضرور افسوس ہے اثر وہاں تک ہے والسلام
ہستیم شدہ غرق بحر لازوال حسن یار کا غلام (کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب بستم

گرامی عزیز جانم ناصر میاں سلمہٗ - السلام علیکم - ہزاروں مسلمان ایسے ہیں کہ بوڑھے ہو گئے اُن کو نماز آتی ہی نہیں ہزاروں ایسے ہیں جنکو آتی ہے پڑھتی نہیں ہزاروں ایسے ہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتی ہزاروں ایسی ہیں جو حج نہیں کرتی اور مسئلہ یہ ہے کہ فقط ایک فرض کا تارک کافر ہے پھر آپ کے دل میں کیوں اِن مسلمانوں کی طرف کفر کا خطرہ نہیں آتا - برخلاف اِس کے ایک بت پرست بُت پرستی سے توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا چاہتا ہے آپ اُس کی دم میں کفر کا دم چھلا باندھی جاتے ہیں - نماز روزہ حج زکوٰۃ سب سے افضل و اعلیٰ توحید ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ شرک و بدعات کا کس قدر زور اِس وقت مسلمانوں میں ہے میرے نزدیک اِن نام کے مسلمانوں سے جو نماز روزہ سے بھاگنے والے ہیں وہ موحد اچھی ہیں جنھوں نے بت پرستی چھوڑی اپنی برائیوں کو دیکھو دوستوں کی بُرائیاں آپ کے نامۂ اعمال میں نہیں لکھی جاویں گی۔
زیادہ والسلام (عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب بست و یکم

گویم بہر زبان و بہر گوش بشنوم ؛ ایں طرفہ ترکہ گوش و زبانم پدید نیست ؛ انصاری
اسوقت مجھکو ریل میں بیٹھے بیٹھے آپ کے یہاں کی بجلی کی روشنی کا خیال آگیا آپ نے دیکھا ہوگا کہ یہ روشنی ایک انجن کے ذریعہ سے قندیلوں میں پہنچتی ہے ہر ایک قندیل ہر ایک چیز پر روشنی ڈالتی ہے اور ہر ایک کی نظر قندیل کی روشنی پر پڑتی ہے قندیل کا دعوے

کہ میرے پاس روشنی ہے اور یہ وصف ہے سراسر غلط ہے انجن ہر شب اُس کو تنبیہ کرتا ہے کہ یہ تیرا وصف نہیں ہے مگر ہر شب یہی دعوےٰ قندیل پیش کر دیتی ہے اسیوجہ سے اُس کو ہر روز روز بد دیکھنا پڑتا ہے اسیطرح تنگ نظریں قندیل کی روشنی کو قندیل کی اصلی ذاتی روشنی سمجھکر اُسی کو روشنی والا سمجھتے ہیں حالانکہ روز اُن کو دکھایا جاتا ہے کہ وہ کسی کے محتاج ہیں ؎

گویم بہ زبان بہ گوش بشنوم
ایں طرفہ ترکہ گوش و زبانم پدید نیست

لکھنؤ کا اسٹیشن ہے نہ سیاہی ہے نہ قلم نہ ٹکٹ۔ آج گیارہ بجے دن کے چلا ہوں کل شام کو انشاء اللہ تعالیٰ پہنچونگا۔ پیارے رشید اور ناصر میاں صاحب سے سلام کہدیجئے اور یہ بھی کہ بڑا دھوکا ہوا اصل میں نہ زبان پر قبضہ تھا نہ کان پر ؎

گویم بہ زبان و بہ گوش بشنوم
ایں طرفہ ترکہ گوش و زبانم پدید نیست

زیادہ والسلام و شوق (عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب بست و دوم

پیارے ناصر میاں صاحب سلمہٗ: السلام علیکم مولوی عبد الرحیم صاحب کو چاہئیے تھا کہ اس قسم کے سوالات کسی شیخ سے کرتے آپ سے کیوں کئے! اسلام کے پاس تمام انتظام شرعی کیواسطے دو ہتھیار ہیں ایک کتاب اللہ ایک کتاب الرسول اِن دونوں کا بھی انتظام حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں پورا نہیں ہوا تھا یہ دو آیرو غیرہ کی تحقیقات اور ایجاد اس وقت کہاں تھی اب رہے اشغال فنا فی الرسول وغیرہ یہ سب حضور کو حاصل تھے کیا آپ کو نہیں بتایا گیا تھا اب خیال

کر لیجئے آپ سے کہا گیا ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مُبارک بھی اُسی نور سے تھا۔ فنا فی الرسول حقیقت الاشیاء ظہور اول۔ اس شغل کے تین نام ہیں اِس کے بعد تحریر ہی کہ کسی کے سوال و جواب پر مرید راسخ العقیدہ کو متوجہ ہونا چاہئے بلکہ جو شیخ بتائے وہی کرنا چاہئے اِس کے علاوہ سب وسوسات ہیں سب کو سلام کہئے (عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب بست و سوم

پیارے ناصر میاں صاحب چشتی سلمہ ؛ السلام علیکم آج آپ کے لفافہ وصول ہوئے میرے نزدیک دنیا میں وہ وقت بے بہا ہے جس میں یہ ہستی یاد نہ رہے اور یہ کیونکر میسر آتی ہے ؎

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے تو افلاطون و جالینوس ما

کا دور دورہ ہوتا ہے مجھ بوڑھے بیل کو کیا اثر ہوتا اور میری نظر میں تاثیر ہو گی اللہ تعالیٰ آپ میں سب قسم کے کمال عطا کرے اور آپ کی عمدہ حالت دیکھکر قربان ہو اس وقت کو غنیمت سمجھکر زیادہ ہجر کی خواستگاری اچھی ہے اور سچا عشق وہی ہے جس سے دوسری طرف خیال نہ رہے تصور میں ھو المقصود اور ھو الموجود ہوا۔ ظاہری صورت معشوق نہ آنے پائے زیادہ والسلام شوق ؛

(عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب بست وچہارم

جیتے رہو خوش رہو شاد رہو ؛

پیارے انصار بھیا ! السلام علیکم - آپ سلسلہ میں داخل ہوئے اور یہ مجھکو یقین ہو گیا کہ آپ سچے طالب ہیں اور مدتوں پیروں کے زیر مشق رہے ہیں - روپیہ بھی بہت سا خرچ کیا ہے اور پھر بھی آپ تہیدست ہیں میرا قلب آپ کی طرف ٹوٹ کر رجوع ہو گیا - میرے آقا میری والی میری سرپرست جنکا قول ہے - بوعلی دخستہ راطاعت بجز تو حید نیست یہ میرے خیال کے ساتھ اور خیال بھی کونسا نازک رہتے ہیں جو کچھ ہوتا ہے اُن کی طرف سے ہوتا ہے اُن کی نعلین مبارک پر ہزار بار میں تصدق ہوں - یہ بالکل صحیح ہے کہ میں نازک مزاج ہوں مگر بفضلہ تعالیٰ ظالم نہیں ہوں میرا دل چاہتا ہے کہ وہ قصہ جو مجھکو یاد آیا تھا آپکو لکھوں اگرچہ مجھکو خطوط نویسی میں تکلیف ہوتی ہے - مگر گشتہ ازبرائے دلی بارہا - عرصہ بیس برس سے زائد ہوا مجھکو مولوی جمال الدین صاحب مرحوم خلیفہ مولانا شمس الدین صاحب جو شاہ سلیمان صاحب کے خلیفہ تھے حسن ابدال لیگئی یہ صاحب ولایتی تھے حاصی ذاکر شاغل چلہ کش محنتی خلیفہ تھے مجھے ہر روز کہتے کچھ دلوائیے ایک دن میں اُن کے گھر سے دوسرے گانوں گھوڑے پر سوار جاتا تھا فقط وہ ہمراہ تھے میرے ساتھ کے دو آدمی اور اسباب پہلے جا چکا تھا یہ راستہ ناہموار کھڈہ وغیرہ کا تھا مولوی صاحب نے ایک قصہ بیان کرنا شروع کیا کہ ایک طالب علم پٹھان پڑتا تھا مگر نہایت غبی تھا ایک مجذوب صاحب اُس پر مہربانی کرتے تھے روز اُن سے کہتا کہ میرا ذہن درست ہو جاوے مگر وہ کچھ نہ کہتے تھے ایک روز وہ طالب علم ایک چھری تیز کر کے لایا اور مجذوب کو پچھاڑ کر اُس کے سینہ پر بیٹھا اور چھری گلے پر رکھدی اور کہا یا تو میں مولوی ہو جاؤں ورنہ تجھکو ذبح کرتا ہوں مجذوب صاحبنے

کہا چاہو لوی ہو گیا وہ مولوی ہو گیا۔ مولوی جمال الدین نے یہ قصہ ختم کرتے ہی دوڑ کر میرے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا وہ اور نہیں تو اس کھڈے میں پھینکتا ہوں میری آنکھوں کے سامنے ایک بجلی چمکی اور معلوم ہوا کہ تو جو کچھ چاہے وہ ہو جائے میں نے ایک قہقہہ لگایا اور مولوی صاحب سے کہا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ مولوی صاحب وہ مجذوب خام تھا مولوی صاحب پر کچھ رعب طاری ہوا اور باگ چھوڑ دی دوسرے کانوں تک میں ہنستا ہوا چلا گیا میزبان کے گھر پہنچا وہاں کے دستور کے موافق مکئی بھنی ہوئی پیش ہوئی وہ صاف کی کہا اور لاؤ پھر آئی پھر صاف کی تین دفعہ کے بعد میزبان نے کہا اب مجھکو کہا لیجئے میں حاضر ہوں مگر قہقہہ برابر جاری تھا مولوی صاحب کی بری حالت تھی انہوں نے کہا کہ اس ہنسی میں آگ کیوں برستی ہے خیر میں تو دوسرے روز پشاور چلا گیا مولوی صاحب کا وظیفہ نماز ذکر شغل سب غائب ہو گیا۔ پشاور میں میرے ان کے پیر و مرشد کو خواب میں یہ کہتے دیکھا کہ اب اس کا قصور معاف کر دیجیے واپس آ کر ان کو اپنی طرف سے خلافت دی پھر ان کا سلسلہ خاصہ چل نکلا افسوس ہے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ یہ قصہ یاد آ گیا تھا۔ القصار ہیا جو کچھ اس وقت آپ کو محبت عقیدت ہے وہ قابل اعتبار نہیں ابھی تو میں آپ سے ٹوٹ کر ملا ہوا ہوں جب آپ مجھ سے ٹوٹ کر ملیں گے وہ بات پختہ ہو گی میں ایک انار صد بیمار ہوں اور رہوں جو گی جس کی نیت کا اعتبار نہیں اس وقت تک مجھ کو حیدرآباد کی یاران طریقت اور پھر ان میں سے چار پانچ بہت یاد آتے ہیں اور ان میں ہمہ تن مصروف ہوں مجھکو معلوم نہیں کہ یہ کب تک رہے گا اس موقع کو غنیمت سمجھ کر وہ لوگ ٹوٹ کر ملیں اور خوب محنت کریں فقط (عاجز کلیمی دہلوی)

مکتوب بست و پنجم

فکم ارکان بر عن الحبیب مالکم من شانہ الاخری نصیب

پیارے شاد۔ شاد رہو۔ دعائے صحت روحانی و جسمانی کے بعد واضح ہو فقرا کے ملنے کا شوق یہ بتا رہا ہے کہ آپ کچھ کرتے ہیں اور ضرور ان حضرات سے آپ کو وہ راستہ ملا ہے فقرا کے پاس دنیا کی التجا لیکر امرا کا جانا اور اس زمانہ کے فقرا کا ضرورتِ دنیا کے واسطے اُمرا سے ملنا دونوں بیکار معلوم ہوتے ہیں وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ سے ثابت ہے راہ مولا بتانے کی طرف اشارہ ہے کیا وہ لوگ جو اُمرا سے ضرورتِ دنیا کے نکالنے کے واسطے ملتے ہیں اُنھوں نے وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا نہیں پڑھا بس دونوں مطلب دونوں کو بیکار ہیں ؎

مرا عہدیست با جاناں کہ تا جاں در بدن دارم
ہوا خواہانِ کویش را چو جانِ خویشتن دارم

۲۴ ۔ جمادی الاول روز یکشنبہ کو اگر آپ تھوڑی دیر مغرب سے پیشتر تشریف لاویں تو اس قسم کی باتیں ہونی چاہئے جس سے میں اور آپ خوش ہوں اور لطفِ ملاقات میسر ہو۔

ساقیا یکجرعہ از بحرِ کرم | بر بہائے ریز از جامِ قدم
تاکند شق پردۂ پندار را | ہم بچشم یار بنید یار را

(عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب بست و ششم

یا حضرت شاد۔ السلام علیکم۔ بکرے کو دوائے کو اب آپ بندر والوں سے پٹوانا چاہتے ہیں۔ بہت اچھا ؎

پائے در زنجیر پیش دوستاں | بہ کہ با بیگانگاں در بوستاں

پہلے یہ تحقیق کرنا چاہئے کہ دوزخ کیا ہے اور جنت کیا پھر اُس کے رہنے یا ہونیکی جگہ بھی خود بخود معلوم ہو جاوے گی۔ مخلوق اول جمال سے یا نور سے مخلوق دوئم جلال سے یا نار سے

مخلوق سویم کی حقیقت مشترک جلال اور جمال ہے یا نور سے اور نار سے کیسی آگ اور کیسا دوزخ کہاں کی جنت اِن دونوں میں سے جس پاس جو غالب حقیقت ہو گی اُس کی صورت اُس کو دکھائی جاوے گی۔ اور اُسی میں اُس کو رہنا ہو گا۔ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ نہ آسمان میں نہ زمین میں سب ہمارے پاس ہی ہیں تو ان علما کا قایل نہیں ہوں جو تاویلیں کر کے آئے دن نیا مذہب پیدا کرتے چلے جاتے ہیں اور پیٹ نہیں بھرتا اقطار السّمٰوات والارض سے ہرگز نہیں نکل سکتا مگر سلطان کی محبت میں الا بسلطان یعنی ساتھ سلطان کے تو جب سلطان کا ساتھ ہوا تو غایب سلطان رہ گیا اور وہ اقطار السموات والارض سے باہر ہے اللہ اکبر جیسے لا اِلٰہ الا اللہ کے آج معنی ہوئے اللہ اکبر کے معنی بھی آج آپ انشاء اللہ تعالیٰ سنیں گے۔ یہاں رات دن چاند سورج ہے اُس عالم میں نہ رات نہ دن تعین کے ساتھ سب جھگڑے ہیں لاتعین میں کیا رکھا ہے۔ جنھوں نے روح کو کثافتِ جسم سے ماند نہیں ہونے دیا اُن کے خواب کی دوسرے کو کیوں خبر نہیں ہوتی برابر ہوتی ہے بلکہ وہ تو بیداری میں سب کچھ دیکھتے ہیں۔ اور عوام کو اسوجہ سے نہیں ہوتی کہ اُن کے آئینہ گرد آلود ہیں ہوا اور پانی کے مثالیں اس کے واسطے روشن دلیلیں ہیں۔ ہائے مجھکو تو یہہ رونا ہے کہ کہاں سے تسلی بخش جواب لاؤں سوال کے ساتھ جو جواب اُس وقت آیا لکھدیا۔ سوچنا سمجھنا تو علم والے کا کام ہے خط پڑھکر فوراً لکھنا شروع کر دیا کہ مبادا صبح تک بھول نہ جاؤں اِس سے زیادہ اور کوئی سمجھادیگا۔ ساری رات پڑی ہے اور میرا محفوظ گھنٹہ باقی ہے تینوں سوالوں کا جواب تو لکھ چکا مگر میں آپ کا شکریہ ہی لکھنا بھول گیا واہ کیا خوبصورت آم بھیجے ہیں اِس سے یہہ نہ سمجھا جائے کہ خوب سیرت

نہیں ہیں گھر میں تو آنکھ کے مزے زیادہ لیتا ہوں۔ آج وہ صاحب پھر تشریف لائے
اور دوسرے چند مولوی صاحبان اور بہت لوگ مگر مجھکو تو علماء سے باتیں کر کے بہت
لطف آتا ہے۔ افسوس یہہ ہے کہ مولوی صاحبان سیر امعز خالی کراتے ہیں اور
آپ خاموش بیٹھے رہتے ہیں مجھکو تو اندیشہ ہے کہ کہیں گروہ طفلوں کا ہو کے
پیچھے یہہ شور و غل ہو کہ لیجو لیجو۔ اور آگے آگے ہوں قفس میں ہم بدست اقبال
پائی کو بان نہ ہونے لگے اور میں اس کا مدت سے خواہشمند ہوں مگر کانے
کھدرے نہوں۔ ہوں سب خوبصورت ہندوستان میں ایک محکمہ دیوانی ہوتا ہے
اور ایک فوجداری یا ایک پولیس اور ایک ملٹری۔ آپ نے دیوانی کی سیر کی ہے فوجداری
کی بھی سیر کر لیجئے۔ میں آپ کو یاد دلاتا ہوں آپ نے جرنیلی وردی پہنی تھی یا نہیں
تو جرنیلی وردی تو بخشتے فوج ہی عطا فرماتے ہیں میں ان بخشی صاحب کے صدقے
اور ہزار جان سے قربان۔ جسکو فوج میں بھرتی کر لیتے ہیں اعلیٰ سے اعلیٰ قصور پر
بھی نام نہیں کاٹتے۔ کہ پروردہ کشتن نمردی بود پر پورا عمل ہے اس حکم نامہ کا اگر نفاذ
تو ہو گیا۔ گیارہ بجے ہیں نماز کا تقاضا ہے نماز کا جال خوب ہے خوب پھنستے ہیں
رات کے حالات کے خط کا انتظار کئے بغیر خط ارسال ہے۔ والسلام و شوق فقط
عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب بست و ہفتم

گرامی عزیز جانم جناب شاہ صاحب سلمہ چشتی۔ السلام علیکم۔ غمنامہ پہنچکر اور بھی زیادہ
رنج و فکر کا باعث ہوا حیدر آبادی احباب کا تقاضہ ہے کہ باوجود اس قدر زیادہ
محبت کے آپ کو تعزیت نامہ کیوں نہیں بھیجا۔ میں کیا جواب دوں سوائے اس کے
کہ لکھنا نہیں آتا۔ جسوقت ایسی متوحش خبر کہیں سے آتی ہے تو محبت اور لگاؤ کے موافق

صدمہ اور رنج ضرور ہوتا ہے۔ ہاں یہ بھی اس کے ساتھ ہے کہ جسطرح تعزیت خانہ میں دور دور کے رشتہ دار زار قطار رو کر ہمدردی کا ثبوت دیتی ہیں اور تحقیقات پر معلوم ہوا ہے کہ یہ دور دور کی رشتہ دار رونیوالیاں اپنے اپنے مرنیوالوں کو یاد کر کے روتی ہیں اسیطرح مجھکو اپنی موت یاد آجاتی ہے اور رو کے آگے بڑھنے دیتی ہے۔ جب اپنا پیٹ بھر جاتا ہے تو ذوی القربٰی و الیتمٰی اور مساکین یاد آتے ہیں۔ اپنے مرگ کا ماتم ایسا سخت ہے کہ اس سے مہلت ممکن نہیں ؎

سینہ کوب ہر نفسم لذت غم از من پرس من بمرگ خود گریان ذوق ماتم از من پرس

باتھ سال ہوئے کہ میرا انتقال ہوا اور میرے اختیارات سلب کر لئے گئے۔ میں کہا تھا

من کہ لول گشتے ام از نفس فرشتگان قال و مقال عالمے میکشم از برائے تو

میں نہایت نازک اور پاک اور با اختیار تھا مگر دفعتًا مجھکو موت آگئی اب میں بے اختیار اس قدر ہوں کہ دونوں پاؤں زمین سے نہیں اٹھا سکتا اور کم زور ایسا ہوں کہ موریٔ ضعیف جو سطح زمین تک بغیر نردبان جا پہنچتی ہے مگر میں بغیر زینہ کے ایک منزل پر بھی نہیں چڑھ سکتا۔ میرے عزیزے عزیز کو اگر حاکم جو میرا جیسا آدمی ہے پکڑ لے تو نہیں چھڑا سکتا نہ حاکم سے باغی ہونے کی قوت اور نہ اس کو برا کہہ سکنے کی قدرت۔ مجھکو یقین ہے کہ اس موت کے بعد پھر زندہ ضرور ہوں گا اور صاحب موت و حیات مجھ سے دریافت کرے گا کہ تو مجھکو اپنا آقا سمجھتا تھا یا برابر والا یا دوست یا دشمن تو اپنی خواہش اور آرزو کے موافق دنیا کا ہر ایک کام ہونے کی وجہ سے مجھکو آقائے حقیقی سمجھتا تھا یا اس کے خلاف ہونے پر آقا سمجھتا تھا ؎

من بہ مرگ خود گریان ذوق ماتم از من پرس

مرنیکے بعد کچھ عرصہ تک تو میں بے خبر رہا اپنی موت کی تمیز ہی نہ ہوئی جب سے اپنا

امر کی تمیز ہوئی ہر لمحہ و ہر آن اپنی موت کا ماتم کر رہا ہوں تو اب آپ ہی فرمائیے کہ خفتہ را خفتہ کے کند بیدار پہ میں کسی کو تعزیت نامہ کیا لکھوں یہ مضمون اپنے ماتم کا اس قدر طولانی ہے کہ ختم ہونے والا نہیں مگر آپ آج کل زیادہ اور اس قدر تفکرات میں مبتلا ہیں کہ میں اپنے ماتم سے آپ کا رنج بڑھانا پسند نہیں کرتا پیاری سلطان کنور بیٹی کی بیمار پرسی کا پرسوں تار دیا ہے خیر و عافیت سننے کا مشتاق ہوں زیادہ والسلام شوق ؛

عاجز کلیمی الدھلوی غفر اللہ لہٗ از کلیمی منزل

مکتوب بست و ہشتم ۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب موسومہ جناب مولانا محمد سعید صاحب پروفیسر ہندو کالج دہلی ؛

مولانا آداب بجالاتا ہوں ۔ اگر جستجو کیجائے تو فقط اتنا پتہ ملے گا کہ ہندوستان میں تخم نیشکر فلاں جگہ سے آیا میرے خیال میں یہہ کوئی نہ بتا سکے گا کہ تخم نیشکر کب سے دنیا میں بویا جاتا ہے اور اس کی ابتدا کہاں سے ہے ؎

ہاں درد عشق کس کو نوازا تھا پیشتر
یہہ تو بتا کہاں سے تری ابتدا ہوئی

نہ یہہ کسی کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ آخر یہہ کب تک رہے گا ذرہ ذرہ سے تغیر سے اس کے نام بدل جاتے ہیں ۔ گوڑ بہت تھوڑی محنت اور تغیر سے بن جاتا ہے ۔ شکر ذرہ زیادہ محنت لیتی ہے ۔ شکر جس کو دہلی میں کھانڈ کہتے ہیں اُس سے اور زیادہ دقت لیتی ہے ۔ ہاں راب بھی گوڑ کی طرح آسانی سے بنتی ہے ۔ مگر شراب بہت دنوں میں

تیار ہوتی ہے تو اُس میں مستی اور لطف بھی سب سے زیادہ ہے۔

الغرض۔ گوڑ۔ شکر۔ کھانڈ۔ راب۔ شراب۔ یہہ پانچ چیزیں تو ایسی ہیں کہ بغیر دوسری چیز کی آمیزش کے نیشکر سے نکلکر دوسرے ناموں سے پکاری جاتی ہیں۔ جب اِس میں دوسری چیز کی آمیزش ہوجاوے تو پھر ہزاروں نام اس کے ہو جاتے ہیں مگر خواہ لاکھوں ہی نام کیوں نہوں جزو اعظم نیشکر ہی ہوتا ہے۔

مولانا: میری سمجھ میں تو یہی آتا ہے کہ سب نیشکر ہے اور جب اس کا پتہ لگانا مشکل ہی کب سے ہے اور کب تک رہے گا تو اِس تحقیقات میں وقت گزارنا بے سود ہے نیشکر اور اُس کے تغیرات کو دیکھکر مزے لینے چاہئیں اور اصل سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ تاکہ اصلی شیرینی کے ذوق میں بے لطفی نہ ہو۔ اب میراں پور کٹرہ میں تازہ گوڑ نہیں ہا دیہات سے تازہ تلاش کراکر انشاءاللہ جلد حاضر کرتا ہوں زیادہ حد ادب سب کا آداب از خانقاہ کلیمیہ۔ عاجز کلیمی الدہلوی غفراللہ لہٗ

مکتوب بست و نہم ۲۹

من عاشق بدنامم رسوا سر بازارم ۔ واللہ نبود عارم گر یار بود یارم

عزیز جانم سلمہٗ۔ السلام علیکم۔ آپ کا خط مرشد آباد اور کئی جگہ ہو کر مجھکو رگھونا تھ گنج (آسنسول) میں ملا آپ جیسے نیک باطن اور بھولے حضرات سے راستہ میں نہ ملنے کا افسوس رہا۔ حضرت مولانا میرے شفیق اُستاد ہیں ایک مدت کے بعد مجھکو اُن سے نیاز حاصل ہوا چونکہ میرے مولانا نہایت صاف باطن اور نیک ہیں معلوم نہیں کہ میری تعریف میں آپ کو کیا کیا لکھا ہوگا جو آپ نے مجھکو القاب میں قدوۃ السالکین لکھا ہے افسوس میں اس قابل کہاں تقدیر کا مارا دور و دراز راستہ دید کے واسطے آوارہ و سرگرداں پھرتا ہوں آنکھیں خراب ہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ آپ طبیب ہیں اور جوان صالح

آنکھوں کی دوا بوجہِ احسن آپ کو آتی ہو گی آپ ہی کوئی تجویز نسخہ کر دیجئے ؎

روحِ قدسی کہ بہ نظارۂ عالم آمد
بہ تماشائے رُخِ خوب تو حیراں افتاد

مجھکو بھی دکھائی دینے لگے قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین کے لمبے چوڑے القاب
اِس زمانہ میں بہت سے حضرات رکھتے ہیں اور اُنہیں کو زیب دیتے ہیں میں تو
میل اندر دلِ او بر رُخِ خوباں افتاد ؎ تا بہ گلزار جہاں کرد گذر این ہمیں
ہوں مجھے اب تک معلوم نہیں کہ اِس سفر کی انتہا کب اور کہاں ہو گی۔ کس راستہ سے
واپسی ہو گی یہ بھی معلوم نہیں اگر مذکورۂ بالا اُمور معلوم ہوتے تو واپسی کیوقت
آپ سے ملنے کا وعدہ کر لیتا مگر مجھکو اندیشہ ہے کہ مجھے دیکھنے کے بعد آپ اور
وہ حضرات کہ جن سے آپ میری مدح کر چکے ہونگے کہینگے کہ برعکس نہند نامِ زنگی
کافور کا یہی شخص مصداق ہے ؎

علم نبود غیرِ علمِ عاشقی | ما بقی تلبیس ابلیس شقی
چند چند از حکمتِ یونانیاں | حکمتِ ایمانیاں راہم بخواں

طب کی کتابوں میں اکثر دیکھا ہے العلم علمان علم الابدان و علم الادیان اور اسپر
فخر کیا گیا ہے کہ ادیان پر ابدان کو سبقت دی گئی ہے۔ تو کیا علم الابدان سے مراد طب ہے
یہہ تو سمجھ میں نہیں آتا نہیں بلکہ علم الابدان سے مطلب حقیقت الاشیاء ہے کیونکہ جب تک
حقیقتِ شئی معلوم نہ ہو حلال و حرام کا کس طرح حکم ہو گا اور حقیقتِ شئی ؎

در مقید آیت مطلق نگر | ہم بہ چشمِ حق بسوئے حق نگر

میں پوشیدہ رکھی گئی ہے معاف سمجھئے گا آج کل طبیعت ٹھیک نہیں۔ دیکھا نہ بھالا
صدقے گئی خالا۔ والا مضمون ہو آجاتا خیر یہ تو آپ سے مخدوم زادہ کیا ہے دو والسلام (عاجز کلبی غفرلہ از سوہنگال)

مکتوب

موسومہ حافظ یوسف علی خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ تلہر ؎

اُن کے جلووں کو کوئی کہتا نہیں دِل ہمارا مفت میں بدنام ہے

السلام علیکم۔ کامیابی کی مبارکباد دیتا ہوں مدت سے انتظار ہے کہ آپ میرا بھی کام کریں گے میں کیا تفصیل کروں ؎

صد ہزار انداز داری در کمیں

من بہر انداز قربانت شوم

اگر ہر مرتبہ کامیابی کی اُمید ناکامیابی کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے معاملہ قریب ہو کر بعید ہو جاتا ہے ؎

مدتے شد کاتش شوقِ تو اندر جانِ ماست ویں تمنا بیں کہ دائم در دلِ ویرانِ ماست

چاہتا ہوں کہ وار پار کی لڑائی ہو اور ؎

اے درد بہت کیا پر کچھا ہم نے دیکھا تو عجب خیال کا لیکھا ہم نے

جب آنکھ نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہم نے

ہو جاوے مگر نہیں ہوتا کشتی کنارہ پر آ کے رہ جاتی ہے اسوقت بچوں میں سے کچھ اکرم کی طرف خیال ہے ورنہ یا تو رخصت یا بے خودیا مفقود الخبران تین باتوں میں کچھ ہونا چاہیے خیر کچھ ہو نہ پرواز فطرتِ ما در دام بال می زد ؛ آزاد کرد فضلش از ہر قیود مارا ؛ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین چاہتا ہوں قیدیں سب بُری ہیں مذہب کی قید بھی اچھی نہیں۔ اور مذہب ہو یا جو کچھ ہو سب ہستی کے ساتھ کی قیدیں ہیں جب ہستی نہونے کا یقین ہو جائے تو مذہب کہاں رہتا ہے افسوس ہو کہ لازوال دولت کے بدلے آنریری مجسٹریٹی قبول کر لیجائے یہ عقل

کام ہے اپنے محبوب سے میں نے عرض کیا کہ آپ کی رضائی میلی ہے میری رضائی سے بدل لیجئے۔ فرمایا رضائی بدل کر کیا کیا جائے ہم تو بڑی چیز بدل رہے ہیں سبحان اللہ العظیم کیا آپ ہیں قربان ح زیادہ والسلام شوق ؎

عاجز کلیمی الدہلوی غفراللہ لہ

مکتوب سی و سوم

گرامی عظیم شاہزادہ محمد امیر الملک بہادر تیموری سلمہٗ ؎

السلام علیکم ؎ ہندو عیسائی آتش پرست کو کس طرح پر مرید کرتے ہیں یہ آپکا سوال مجھ جیسے ناواقف محض سے اکیلے آپ ہی کا نہیں بلکہ تحریری و تقریری کئے حضرات نے مجھ سے یہہ سوال کیا ہے۔ سب کو مجملاً جواب دیا گیا ہے خطوط کی آمد و رفت اس قدر زیادہ ہے کہ تفصیلی خطوط لکھنے کا بہت کم موقع ملتا ہے اور آج کل میرے گھر کی حالت یہہ ہے کہ میری پیرانی صاحبہ قبلہ دہلی سے تشریف لائی ہیں اور سخت بیمار ہیں ۲۹ر رمضان المبارک کو ڈیڑھ بجے دن کے برخوردار حامد محمود سلمہٗ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا بیوی بھی کچھ بیمار ہیں۔ مہمانداری بیماری گرمی خطوط نویسی آخر کہاں تک اکیلا دماغ کام کرے مگر میں ہمت کرتا ہوں کہ آپ کے سوال کا شرح جواب دوں اور اللہ تعالیٰ سے اس خط کی تکمیل کی مدد مانگتا ہوں مجھکو اول تو حیرت ہے کہ ہمارے متقدمین پیشواؤں نے مشرکوں کو موحد اور مسلمان بنایا ہمارے متاخرین غیر مسلم کو مسلمان بنانا تو آتا نہیں ہاں مسلمانوں کو کافر بنانا ضرور آتا ہے یہہ کون ہیں اسوقت کے علماء دوسری طرف نظر ڈالی جائے تو عام گروہ اسوقت کے فقرا کا خود مشرک السجادہ میں گرفتار ہے گور پرستی تصویر پرستی

اِن کا کام ہے یہود اور نصارا پر جرم تھا اور ہے قال النصارا المسیح ابن اللہ وقال الیہود عزیر ابن اللہ اور ءانت قلت للناس اتخذ وانی وامی الٰھین من دون اللہ کیا حضور سرور کائنات کو خدا بنانے میں کسر رکھتی ہیں کیا عالم الغیب نہ ماننے والوں کو کافر نہیں کہا گیا پھر آگے چلکر متقدمین اولیاء کرام کو خدا نہیں سمجھا گیا اپنے پیروں کو خدا نہیں مانا گیا کیا اِن کی تصاویر کی پرستش نہیں ہوتی اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ بڑے بڑے صوفی نیلی تہہ بند باندھ کر گیروی کپڑے پہنکر تصاویر قرآن شریف و دلائل الخیرات میں نہیں رکھتے اپنے مکانوں میں یہہ تصاویر آویزاں نہیں کرتے۔ یہہ کون ہیں صوفی ان کا نکاس کہاں سے ہے اصحاب صفہ سے اُن کی کیا تعریف ہے ایک صحابی کا انتقال ہوا تو ایک درم نکلا دوسرے کا ہوا تو دو درم نکلے جس پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر پاکر پہلی اور دوسری کی نسبت فرمایا کہ ایک داغ اور دو داغ اِن ماننے صوفیوں کے مرنے کے بعد کس قدر سونا چاندی نکلتا ہے جو ترازو میں وزن ہوتا ہے عدالتوں میں جھگڑتے ہیں تو ہزاروں روپیہ فیس کورٹ میں صرف ہوتا ہے اور مرید کتنے لاکھوں زکوٰۃ کا ذکر نہیں حج کی خبر نہیں کونسی زکوٰۃ جس پر خلافت اولیٰ نے نہ ادا کرنے والوں پر جہاد کیا۔ اِن صوفیوں کا دسترخوان اُمرا سے زیادہ مکلف ہوتے اس قدر کر سوائے فرعونی نشست کے ان سے بیٹھنا مشکل ہائے یہہ وہ اسلام ہے جس کے ادنی شخص نے خلیفہ دوم کو یہہ کہکر ممبر سے اتارا کہ آپ نے رات کو دو کھانے کھائے آپ خلافت کے قابل نہیں۔ اب مسلمان اس قدر عقیدہ کے کمزور ہیں کہ ان صوفیوں سے کوئی نہیں پوچھتا کہ تم مسلمان ہو صوفی ہو مشرک ملحد ہو بلکہ دست بوسی پابوسی اور سجدے اِن گمراہوں کے کئے جاتے ہیں جیسی آپ نے بوجہ بے تکلفی ارزوئے تحقیقات مجھسے یہ مسئلہ دریافت کیا اسیطرح میں آپ سے بے تکلف دریافت کرتا ہوں ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اِن صفات سے موصوف ہیں اور آپ

اُن کی تعظیم دیتے ہیں آپ نے کسی ایک سے دریافت کیا کہ تم صوفی ہو نا درکنار مسلمان بھی ہو یا نہیں اور اگر آتش پرست یا بت پرست ایک مسلمان کے ہاتھ پر شرک اور کفر سے توبہ کرتا ہے تو آپ کو کیوں اس کی توبہ پر تعجب ہے اور ان خاص مسلمانوں پر جو زکوۃ نہیں دیتے حج نہیں کرتے دغا اور فریب ان کا کام ہے شرک جلی اور خفی علی الاعلان کرتے ہیں کیوں تعجب نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ اس آیت شریف اور اس حدیث شریف کے یہہ لوگ آپ کے نزدیک مخالف ہیں یا موافق اور وہ مسلمان جو اللہ تعالیٰ کے سوا جس کو وہ چاہیں مدد کے واسطے پکاریں جو خاص تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں اس میں شریک کریں زکوۃ نہ دیں حج نہ کریں اس آیت شریف کے آپ ان کو موافق سمجھتے ہیں یا مخالف۔ کیا آپ کے نزدیک وہ شخص آتش پرست بت پرست رہتا تو اچھا تھا۔ بجائے اس کے کہ اس نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ کمینہ غلام کو گواہ کرکے شرک اور کفر سے توبہ کی زیادہ والسلام شوق

عاجز کلیمی غفرلہ

مکتوب سی و دوم

پیارے انصار بھیا چشتی سلمہ۔ السلام علیکم میں اس کا کیا علاج کروں کہ آپ کو خط نہیں بھیجا طاعونی اخبار نے نہایت پریشان کر رکھا ہے لوگ یہہ سمجھکر کہ طاعون زمین سے پیدا ہوتا ہے زمین بدل لیتے ہیں آپ غور سمجھئے رطب اور یابس جب کتاب مبین میں فرمایا تو قرآن شریف کے دلالت مبین پر نہیں ہو سکتی سوائے ایک خاص فرد کے کون اس سے واقف تھا سچا اور معتبر سمجھکر ایمان لاتا اگر بیشک کلام خاص ہے تو یہیں کسطرح ہوا خفی بلکہ اخفی رہا

مبین تو اُس کو کہا جاسکتا ہے جس کو عام خاص دیکھیں اور سب اُس کو مانیں خواہ انسان کی کوئی قسم ہو تو اس صورت میں کتابِ مبین میں طاعون کا ہونا بھی ثابت ہوا کتابِ مبین اپنے ساتھ رطب و یابس سب کچھ لئے پھرتی ہے۔ بہت بڑی نصیحت کا وقت ہے باپ بھائی بیٹا مذہب کسی کی پروا نہیں کیجاتی تو دیکھنے والوں کو عبرت ہونی چاہئے وہ باپ بیٹا بھائی مذہب کو چھوڑ کر فقط ایک کے ساتھ ہو لیں جو کبھی جدا نہیں ہو سکتا پھر طاعون کا خوف نہیں رہے گا وکیل بھاگ گئے ہائی کورٹ بند ہو گیا مگر مدعی مدعیٰ علیہ کی آنکھیں نہیں کھلیں کوئی دینے کے عذاب میں پھنسا رہا کوئی لینے کے اللّٰھم احفظنا من کل بلاء الدنیا آخری سانس میں اگر خود بدولت جلوہ گر ہوں تو دنیا پڑا ہے اور نہ لینا جناب سید قبول احمد صاحب مرحوم نے جو کچھ فرمایا اُس کو میں سمجھا یہ بھی وہی بات ہے ایک طرف بلایا جاتا ہے ایک طرف دکھلایا جاتا ہے صورت تو ایک ہی ہے خواہ برقعہ اوڑھ کر آئے یا گون شاہ پہنکر آئے سیاہ ہو یا سفید ؏ من انداز قدت را می شناسم ٭ نہ بادشاہ کوئی چیز ہے نہ کلیمی گدا کچھ وقعت رکھتا ہے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے مردیت بیا زنا و اگنجے زن کن کا فیصلہ بھی آپ کے سامنے ہے یہہ خطرہ آپ کے دل میں کئی مرتبہ اور کئی طرح سے ڈالا گیا اللہ تعالیٰ خیر رکھے اور انجام بخیر ہو ؎

گیا جو کعبہ تو مجنوں نے یہہ دعا مانگی
الٰہی مجھ سے جدا ہو نہ اُلفتِ لیلیٰ

زیادہ والسلام شوق (عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب سی و سوم

عزیز از جاں برخوردار سید حامد محمود کلیمی چشتی سلمہ الرحمٰن ٭
دعائے عطائے نفسِ مطمئنہ کے بعد نگارش ہے کہ کیا تم نے کوئی ایسا باپ دیکھا ہے کہ لینے

پیارے بیٹے پر قربان ہوا ہو۔ زبانی بہت کہتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے دیکھا۔ میں نے کیا مگر ایسا بیٹا ابھی میں نے نہیں دیکھا جیسے کہ تم حضرات رب العزت سے عطا ہوئے یہہ مجکو یقین ہے کہ عالمِ اسباب میں جو کچھ قدرت نے بیٹے کی تکلیف پر باپ کا بیچین ہونا خمیر میں ڈال دیا ہے اُس سے میں جدا نہیں ہو سکتا مگر میرے خیال میں ایک بات آئی ہے آج کل جیسی جنگ یوروپ میں ہو رہی ہے کبھی نہیں ہوئی وہ تو میں جنکو انسانی ہمدردی کا دعویٰ تھا کس کس طرح انسانوں کی جانیں لے رہی ہیں کسی معاہدہ کی پابند نہیں۔ زمین و آسمان خشکی تری۔ کسی جگہ اور کسی طرح انسان کی جان کو امن نہیں ہر ممکن وسائل کی امداد سے انسان کی جان لیتے ہیں اُس کو بدرجہا سگ خوک سے بدتر سمجھ رکھا ہے باایں ہمہ جو گروہ اپنے اِس دشمنِ جانی کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے پھر بلاخوف و خطر دشمن کے قریب آجاتا ہے اور اُس دشمن پر جس کو یہہ ابھی ابھی جان کا لیوا سمجھے ہوئے تھا اِس قدر بھروسہ کرتا ہے کہ جس جگہ وہ دشمن لیجانا چاہتا ہے بطیب خاطر و بلااندیشہ چلا جاتا ہے اور وہ جو ابھی ابھی اس کے مارنیکے فکر میں تھا ایسا دوست ہو جاتا ہے کہ وقت پر بلاکسی مشقت کے کھانا دیتا ہے اگر زخمی ہو تو مرہم پٹی کرتا ہے گویا ہر ایک جزوی اور کلی امر کا کفیل بنجاتا ہے۔ ہائے ہائے کیا ہم اپنے آقا اپنے مالک سب سے زیادہ چاہنے والے کو اس ظالم دشمن سے بھی بدتر سمجھ رہے ہیں اور ہتھیار باندھے ہمہ وقت تیار رہیں یعنی جو کچھ وہ چاہتا ہے اُس کے خلاف رات دن کرتے ہیں کبھی مانگتے ہیں کبھی اکڑتے ہیں کبھی گڑگڑاتے ہیں کسیطرح ہار مان کر ہتھیار ڈالکر اُس پر مطمئن نہیں ہوتے بلا جو کچھ بندہ پر نازل کی جاتی ہے اُس پر صبر کرنا اور یہہ سمجھنا کہ ہمارے حق میں ہمارے آقا۔ ہمارے مالک۔ ہمارے سب سے زیادہ چاہنے والے نے ہمارے واسطے بہتری اسی میں سمجھی ہے یہہ نہیں ہوتا۔

ایک مرتبہ لوٹ کا مال بہت سا آیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اوروں سے

بہت کم عطا ہوا آپ کے دل میں کمی کا خیال آیا ایک روز دربار عام منعقد ہوا۔ جو کچھ مال دیا گیا تھا اُس کا حساب دھوپ میں کھڑا کر کے لیا گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بہ نسبت اور حضرات رضوان اللہ علیہم کے دھوپ کی تکلیف سے بہت جلد نجات ملی میں نے فقرا میں خلیل الرحمن صاحب کو دیکھا۔ اُن کو وقار الامرا نے مدار المہاری سے برطرفی پر پھر خدمتِ مدار المہاری واپس ملنے کے واسطے دُعا یا چلہ کی غرض سے حیدرآباد بلا کر تھوڑے روز مہمان رکھا دس بارہ ہزار روپیہ نذر کیا میں نے اُس روپیہ کا یہ اثر دیکھا کہ حیدرآباد سے واپس ہوتے ہی اُنھوں نے ہمابریوں سے جنگ ٹھہرا دی اور بیسیوں رسالہ جانبین سے لکھے گئے اُس وقت مجھکو خیال آیا کہ آخر یہ بلا اِن پر کہاں سے نازل ہوئی یہی سمجھ میں آیا ؎

ہیچ جا دیدے فقیرِ بے نوا مرتبا بیدے چو فرعون از خدا

تو اگر اِن کو یہ روپیہ نہ ملتا بہتر ہوتا ع

شخصے کہ مفلس است برا و شکر لازم ہست۔ اگر دولت میسر شد ممکن ہست کہ یاد خالق را محو کند۔ ولا کن قد جعل اللہ لکل شیئ قدرا پر ایمان رکھنا چاہیے۔ جس قدر صدمہ اور رنج دنیا میں ہوتا ہے وہ (میرا ہے) کی بدولت ہوتا ہے پرائی چیز کو اپنا تصور کر رکھا ہے اور اِس پر اِس قدر یقین اور اِس کے جاتے رہنے پر روتا چیختا محلہ والوں کو جمع کرتا ہے اگر اپنا نہ سمجھتا تو واویلا نہ کرتا۔ پیارے بیٹے یہہ مکان جس کے اندر میں رہتا ہوں تم یقین کر لو کہ میرا نہیں اور عام و خاص یہہ سمجھتے ہیں کہ میرا ہے نہ میں نے اِس کو بنایا نہ خریدا نہ کسی نے بخشا اور نہ ہبہ کیا۔ تھوڑے دن مستعار میرے پاس رہا پھر اُس پر کرایہ مقرر ہو گیا ہائے افسوس ہزار افسوس میں نے ایک دن کا کرایہ بھی اب تک نہ دیا انہیں کیا کرایہ نامہ لکھا ہوا ہے رجسٹری شدہ ہے مالک مکان نہایت دولتمند ہے کرایہ کا تقاضہ تک نہیں کرتا دولتمندی کے علاوہ وہ خود مختار بھی ہے اُس نے سمجھ رکھا ہے کہ کرایہ عام جائداد منقولہ سے

ایک دن میں قرق کر کے وصول کر لوں گا۔ پیارے فرزند قرقی کے دن کا نہایت فکر ہے جس وقت تمام محلہ والوں کے سامنے تو اچھی چارپائی تخت ادنیٰ ادنیٰ چیزیں قرق ہو کر نیلام ہوں گی اور یہہ ضرور ہو کر رہے گا ہائے جائداد منقولہ بہت تھوڑی سی ہے اور کرایہ بہت زیادہ قاعدہ ہے کہ جب مال سے ڈگری وصول نہیں ہوتی تو جیل خانہ جانا پڑتا ہے تم جانتے ہو کہ مجھ بینوا کے گھر میں مال ہی کیا ہے بس جیلخانہ ہی نعوذ باللہ من ذالک رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ زیادہ دعا۔ عاجز کلیمی غفرلہٗ۔ از حیدرآباد دکن۔

مکتوب سی وچہارم

بیعت اللہ تعالیٰ سے پیر کے ہاتھ پر ایک معاہدہ ہے کہ منہیاتِ شرعیہ سے ہمیشہ دور رہوں گا۔ جب پیر دیکھتا ہے کہ یارانِ طریقت میں سے ایک یا جو شخص استقامت سے اُس معاہدے پر قائم ہے اور جو کچھ تعلیم فقر کی جاتی ہے اُس پر عمل اور کوشش کرتا ہے پیر خوش ہو کر اُس کو خلافت دیتا ہے تاکہ اور لوگ بھی اُس کو دیکھکر راہِ راست پر آئیں یارانِ طریقت کو لازم ہے کہ جب اُن میں سے پیر کسی کو خلافت عطا کرے تو اُس کی تعظیم مثل پیر کے کریں اور پیر کی عدم موجودگی میں جو کچھ دریافت کرنا ہے خلیفہ سے دریافت کریں اور اگر اُس کو دیکھیں کہ خلافِ شرع شریف ہو گیا نماز روزہ وغیرہ میں تساہل کرتا ہے یا کبھی پڑھتا ہے کبھی نہیں یا اُس معاہدے سے پھر گیا ہے جو بیعت کے وقت کیا ہے تو اُس کی صحبت سے جب تک کہ وہ پھر توبہ نہ کرے یارانِ طریقت کو پرہیز کرنا چاہیے خلافت تو بڑی بات ہے اُس کی بیعت بھی نہیں رہتی پس میرے یارانِ طریقت کو چاہیے کہ میرے اس اعلان کو مشتہر کر دیں تاکہ ایسے لوگوں کے فریب میں بھولے لوگ آکر گمراہ نہوں والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ بندہ عاجز کلیمی غفرلہٗ

مکتوب سی و پنجم

حضرت صاحبزادہ صاحب شاہ عبدالصمد چشتی سلمہٗ ۔ السلام علیکم ۔
اول مجھکو آپ کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ آپ میری عیادت کے واسطے اجمیر شریف میں
میری قیام گاہ پر تشریف لائے اُس کے بعد جیسا کہ مریض عیادت کرنیوالے سے اپنا
حال بیان کرتا ہے مجھکو بھی بیان کرنا چاہیئے اگر اُس وقت مجھکو آپ کی تشریف
آوری کے ہوش ہوتی تو اس وقت آپ کو اس تحریر کی پڑھنے کی تکلیف نہ ہوتی
میری بخار کی وجہ جلسہ جناح مدرسہ معینیہ ہی مجھ کو یقین ہے کہ مجھ سے آپ کو زیادہ
اُس جلسہ کا انداز ناگوار رہا ہوگا کیونکہ آپ تہہ بند باندھے فقراء کا لباس پہنے
ہوئے عمدہ تکیہ سے لگے ہوئے بیٹھے تھے اور میں تو نہ پیر نہ پیرزادہ نہ میری پاس
نہ وہ اسباب متولی صاحب کی پشت پر بیٹھا تھا میرے مذہب کے علما اور آپ جیسے
معزز فقرا چیدہ چیدہ ایک جلسہ میں تشریف فرما ہوں اور ایک دنیا دار ننگے سر بیٹھا ہوا
پنکھا فقط اُس کو جھلا جا رہا ہو ہائے یہہ وہی فقرا ہیں جنہوں نے بادشاہوں کی
حقیقت نہ سمجھی تھی آج اس ذلت وخواری سے بیٹھے ہیں جو نکہ فقرا کا لباس زیب تن ہے
کسی سے دریافت کی بھی ضرورت نہیں کہ یہہ کون ہیں صاحبزادہ صاحب مجھکو
آپ کی توہین اور ذلت کے صدمہ نے بیمار ڈال دیا میں نے دیوان صاحب سے
کہا متولی صاحب سے کہا لکھکر دیا مگر میری بھڑاس نہ نکلی میری روح پر نا قابل برداشت
صدمہ تھا اور پھر اُس کو دوسری حرکت نے اور قوت دی اصحاب صفہ میں سے
ایک صاحب پاس ایک درہم نکلا حکم ہوا ایک داغ اب اِن صوفیوں کے مرنیکے بعد
اس قدر سونا چاندی نکلتا ہے کہ ہزاروں روپیہ فیس کورٹ میں صرف ہوتا ہے
اور خواجہ کے نام پر حال لانے والے نہایت بے شرمی سے گاؤ تکیوں سے لگے

نہ مٹھے رہے اور ایک پیسہ کسی نے چندہ نہ دیا جب یہہ دعویدار اپنے پیٹ کے سوا نہ پیر کو سمجھے نہ بھائی بھتیجے کو متولی صاحب کو ضرور دنیاداروں کی خوشامد کرنی پڑی مگر واہ ری فراست اُدھر وہ کام نکلا ادھر ظاہری غلاموں کو تازیانہ لگا یا دونوں کام ہوگئے میرے خیال میں اس سے زیادہ تو ہیں نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ کیواسطے ان تہہ بندوں کو پہاڑ و حضرت محب نبی کا لباس پہنو اگر نہیں مانتے تو خرقہ پوشوں کی روش اختیار کرو ہمارے متقدمین نے کفار کو ہدایت کی اور یہ متاخرین مسلمانوں کو بد عقیدہ کئے دیتے ہیں صاحبزادہ صاحب ذرا انصاف کیجئے رنڈی قوال ہو رہا ہو بھائی بھتیجا سب کا مال بلاخوف و خطر پیٹ میں چلا جاتا ہے اور اُس جلسہ میں گرہ سے کچھ نہ نکلا ڈاکو بھی ایسے کاموں میں حصہ لیتے ہیں مگر نہ سمجھے تو یہہ جھوٹے نقال ہر ایک جاہ طلبی کے واسطے دوکان کی ترقی کیلئے وہاں حاضر ہوتا ہے معاف کیجئے نہ آپ عیادت کی تکلیف کرتے اور نہ بیمار کا حال سنتے اِس وقت حیدرآباد میں ہوں اور پتہ یہہ ہے :-

معرفت منشی عبدالرشید صاحب چشتی دیوڑھی نواب غالب جنگ حیدرآباد دکن

عاجز کلیمی غفرلہ

مکتوب سی و ششم

ہو الکل

پلا ساقیا ساغر بےنظیر جھنسا دام ہجراں میں بدر منیر

میں بھولا نہیں جلوۂ مہرتاب کہوں کیا کہ مجھپر ہے بند گراں

جو صورت تو اپنی دکھاتے مجھے تو اس قید غم سے چھڑا دے مجھے

پیارے مولانا شاہ صوفی چشتی زید فی عشقہ - کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھوں

اُن کے آنکھوں کو کوئی کہتا نہیں   دل ہمارا مفت میں بدنام ہے

میری تحریریں آفت کی پرکالہ آپ کا روشن دل چاہنے والا دل قدردان دل۔ پاک باطن دل وہ کیا ہے مجھکو اندازہ نہیں۔ مرید کھاتے نہیں۔ غرض دس ہزار سے زاید یارانِ طریقت ہیں جن میں بڑی بڑی عالم اور خلفا مجھکو چاہنے والے ہیں پھر آپ میں کون ایسا وصف ہے کہ کلیمی ذرہ ذرہ سی بات آپ کو لکھ بھیجتا ہے اسوقت رازدار سمجھو تو شاد۔ غمگسار سمجھو تو شاد۔ تو آپ خود سمجھ لیں۔ میں اس قدر بیتاب ہوں کہ اگر میری محبوب کا جلوہ نہ ہوتا تو حیدرآباد کیا بمبئی میں آن گلے لگا لیتا۔

پیارے شاد بیشک اتقا ایک نادر اور نایاب دولت ہے جس سے پیر ابراہیم جیسے بزرگوار بالامال ہیں مگر اتقا کے اصلی معنی ہیں۔ قطع عن ماسوی اللہ تعالی کے اور یہہ بغیر عشق ہو نہیں سکتا عشق کی ہر آن ظاہری اتقا سے ہزار درجہ افضل ہے یہہ عشق کے کرشمہ ہیں کہ آپ نے ایک ہزار میل سے کسی کے تعلق کے باعث محبوب کو دیکھ لیا مجھے ابھی کچھ اُن سے فرصت نہ تھی جو حجر اسود پر نظر پڑتی۔ آپ کی تحریر دیکھی بیشک صحیح ہے بھلا آپ کی دید ابھی یا میری کس جگہ سے مضمون شروع کرنا چاہیے تھا کہاں سے شروع کر دیا آپ کی ایک رجسٹری کل آئی وہ مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ راجہ صاحب کو قدمبوسی لکھو دعا کریں کہ کلیمی رہ جائے اور میں جل جاؤں پوچھا گیا کہ قدمبوسی کیوں؟ کہا کہ جو کلیمی کا چاہنے والا ہو میں اُس پر قربان ہو کر قدمبوس ہوں۔ پھر فرمائے سراپا عشق و حسرت گردم ؛ اُس آواز کے میں قربان۔ مجھکو خواب بہت کم نظر آتے ہیں۔ ایک مرقعہ خواب میں دکھلایا گیا جس میں حضرتِ خواجہ بزرگ اور حضرتِ غوثِ پاک اور اُن کی تصویر ہے۔ یہہ مشہور مرقعہ ہے میں نے دیکھا تو وہ دونوں حضرات موجود تھے یہہ جناب نہ تھے پرسوں دیکھا کہ دو فقیر لمبے بالوں کے دہلی کے ایک بازار میں جھگڑا کر رہی ہیں

ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ اگر پانچ برس میرے پاس رہے تو میں تجھکو بتاؤں جس فریق نے یہہ دعویٰ کیا تھا تھوڑی دور اس کا میرا ساتھ ہوا تھوڑی دور جاکر مجھ سے کہا کہ کچھ لیگا میں نے کہا کہ جو کچھ آپ کو آتا ہے پہلے اُن ذکر اشغال کے نام لیجئے اگر ضرورت ہوگی تو لونگا۔ کہا دیکھے گا یا باتیں کرے گا میں نے کہا اگر باتیں کرنے کی آرزو کروں تو موسیٰ علیہ السلام کی برابری میں بے ادبی ہوتی ہے اور اگر دیکھنے کی آرزو کروں تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نہیں یہ کہنا تو یہہ چاہتا تھا کہ بخود ہو جاؤں مگر ایک شخص نے مجھکو مخاطب کر لیا اور میں کہاں جارہا ہوں پانی پت شریف کا ارادہ ہے۔ اگرچہ ؎

پرواز فطرت ما در دامِ بال مہیز ۔۔۔ آزاد کرد فضلش از ہر قیود مارا

خلافے ظاہری حاضری کا محتاج نہیں رکھا مگر پھر بھی جو فیوض و برکات صاحبِ خانہ کے اُس کے مسکن میں ہوتے ہیں یا جو برکات غارِ حرا میں اب تک موجود ہیں اُنکے حاصل کرنیکی نیت سے اگر وہاں تک جانا ہو تو ضرور دوسری قسم کا فیض حاصل ہو سکتا ہے۔ انشاء اللہ ضرور حاضر ہونگا وَمَا اُبَرِّیُٔ النفس اِنَّ النفس لامارۃ بالسوٓء الا ما رحم ربی پر ہر لحہ نظر ہے اور بس۔ میری پیاری بیٹی کی خدمت میں تسلیم و دعا معاف کیجئے آج کل میں آپ کو زیادہ تکلیف دے رہا ہوں زیادہ سلام و شوق فقط (عاجز کلیمی غفرلہٗ)

مکتوب سی و ہفتم

عزیز جانم غلام محمود خانصاحب سلمہٗ ۞ السلام علیکم۔ پیر فقیر مرشد نماز روزہ حج زکوٰۃ پاسِ انفاس تہجد مراقبہ مکاشفہ سب اس آخری وقت کے درست ہونے کے واسطے ہوا کرتا ہے میں اُس نمک حرام نواز کا کونسے منہ سے شکریہ ادا کروں

اور کہاں سے ایسی زبان لاؤں جس نے آج تک گزرنے والے یارانِ طریقت میں سے کبھی کا بھی آخر وقت بُرا نہیں دکھایا۔ مگر یہہ ایک خاص بات ہے جس کو نصیب ہو

شبِ رحلت ہم از بستر روم تا قصر حور العین — اگر در وقت جاں دادن تو باشی شمع بالینم

میاں کہاں کا پیر کس میں قوت وہی ذاتِ پاک ہے جو مرید کے عقیدہ کے موافق جلوہ افروز ہو جاتی ہے مجھکو تو ایسی موتوں پر رشک آتا ہے اپنے اعمال سے ڈر کر دل تو یہہ چاہتا ہے کہ بروقت موت کوئی زندہ آدمی میری بُری حالت دیکھنے کو موجود نہ ہو مگر باوجود رُوسیاہی کے اُس کی رحمتِ واسعہ سے قوی اُمید ہے کہ یہہ بات جو آپ کی مرحومہ والدہ کو میسر آئی مجھکو بھی میسر ہو۔ پھر عذاب قبر عذاب دوزخ سب ہیچ ہے۔ میں تو اس واقعہ کے سُننے کا مشتاق تھا بھائی ایکدن یہہ تو ضرور ہو کر رہے گا مگر کیا اچھا نصیب ہے اُن لوگوں کا جو ادھر سے غافل ہو کر ہنستے کھیلتے چلے جائیں یہہ وہ باتیں ہیں جو سچی عقیدت والوں نے کتابوں میں درج کی ہیں آپ کی مرحومہ والدہ نے جو دیکھا وہ خاص میری دلی خواہش کی تصویر تھی میری طرف سے بہت بہت دعا اور سلام (عاجز کلیمی دہلوی غفرلہٗ)

مکتوب سی و ہشتم

گرامی عزیز جانم مولوی سید بشارت حسین صاحب وکیل۔ بھائی دنیا میں کوئی کام بند نہیں رہتا سب لوگوں کے کام نکل جاتے ہیں۔ ہندو ہو یا مسلمان۔ زچہ خانہ اور شادی سب ہو جاتی ہے جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہے دنیا کے بکھیڑے بھی بڑھتے ہیں۔ آج شادی کل پوتا ہے نواسہ ہے چھٹی دو زچہ خانہ کرو۔ اِس عمر میں کوشش کرنا چاہیے کہ دید بھی ہوتی رہے گھر میں ہو یا باہر کیونکہ اگر دید نہ ہوئی تو من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ کا بلا ضمانت وارنٹ درپیش ہے پاخانہ میں جاؤ اجابت

فارغ ہو۔ طہارت کرو۔ باہر نکل آؤ۔ دیکھو وہاں زیادہ بیٹھنا نہیں کہیں لیٹ نہ جاؤ
تمام کپڑے نجس ہو جائیں گے۔ ہاں کبھی قبض کی شکایت بھی ہوتی ہے دیر ہوتی ہے
اور کبھی سَگتے از آسگئے مگر بشارت بھائی ایک نسخہ بڑا چلتا ہوا ہے اگر کوئی جائز
نشہ مل جاوے چاہے کپڑے غلیظ ہوں یا قبض ہو کچھ خبر نہیں رہتی کیا آپ نے
چاند کو دیکھا ہے۔ نہ اُس کے کان ہے نہ آنکھ نہ ناک۔ پھر بھی اُس کو اس قدر
خوبصورت سمجھا جاتا ہے کہ خوبصورت کو چاند سے تشبیہ دیتے ہیں میرے نزدیک
تو یہ تشبیہ غلط ہے۔ اُن کی آنکھوں کو کوئی کہتا نہیں دل ہمارا مفت میں بدنام ہے
چاند کی روشنی کو ذرہ سا پردہ روک لیتا ہے اُن کی روشنی جسد خاکی کے پار ہو جاتی ہے
آئیے آپ اور میں ایسی پاک صورت پر قربان ہو جائیں دیکھنے والے کیا کہیں گے

شعر

عاشق از مفتی نہ ترسد می بیار
بلکہ از یرغوئے سلطاں نیز ہم

عاجز کلیمی دہلوی غفرلہ

خاتمہ

مقدس بزرگوں کے ملفوظات و مکتوبات اور حالات کو مرتب اور مدون کرنے کا طریقہ سلف سے مروج ہے۔ مورخوں نے اس سے مدد لی بندگانِ خدا کو ہدایت کا راستہ ملا اخلاق درست ہوئے اسلامی معاشرت نے رونق پائی۔ البتہ عربی زبان میں فنِ تاریخ الرجال کا ذخیرہ مل سکتا ہے مگر ساتھ سو ہجری کے بعد اس فن کی جانب مسلمانوں کی توجہ کم ہو گئی بنی عباسیہ کی سلطنت کے ساتھ اس کا آفتاب عروج بھی ڈوب گیا فارسی میں اس فن کا ذخیرہ محدود اور وہ بھی اس زمانہ میں مفقود ہے مغربی اقوام نے مسلمانوں سے زیادہ اس فن کی جانب توجہ کی چنانچہ صدہا کتب اخلاق و تصوف کا انگریزی فرنچ اور جرمن زبانوں میں ترجمہ ہو چکا اور اس ایشیائی آفتاب کی روشنی سے یورپ مستفید ہو رہا ہے تاسف کے ساتھ دیکھا جا رہا ہے کہ دو سو سال سے اس طرف جتنے بزرگ ہندوستان میں گزرے ہیں ان کے مکمل حالات اور تالیف و تصنیف کا کوئی پتہ نہیں چلتا البتہ چند حکایات و قصص ان بزرگوں کی زبان زد خاص و عام ہیں جن کے راویوں کا پتہ بمشکل مل سکتا ہے اگر ان مقدس بزرگوں کے حالات قلم بند کئے جاتے یا ان کے تصانیف کا ذخیرہ جمع کیا جاتا تو آج ان کے پسندیدہ رفتار اور عمدہ کارناموں کا ایک نمونہ عالم کی رہبری کے لئے موجود ہوتا۔

ہر دانشمند مورخ کا فرض ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے برگزیدہ حضرات کی تحریرات اور حالات کو جمع کرے کیونکہ آئندہ نسلوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے یہہ ایک نہایت ہی کارگر اور قابل قدر ذریعہ ہے لہذا حضرت ذوالعلم النافع والعمل الرافع ملاذ الجمہور معاذ الصدور حضرت پیر جی سید قاسم علی شاہ صاحب کلیمی دہلوی ادام اللہ برکاتہم کے مکتوبات و تحریرات کو بہ کوشش و سعی تمام جمع کرکے اِن اوراق میں شائع کیا گیا کہ طالبانِ مسلک صدق و صفا کے لئے ترغیب و تحریص ہدایت اور رہبری کا باعث ہو۔

واضح ہو کہ یہہ کوئی انشاء کی کتاب نہیں ہے بلکہ ایک مجموعۂ کارنامہائے راہِ طریقت ہے۔ حضرت پیر و مرشد کے مکتوبات بے حد وحساب ہیں جو اخلاق و تصوف و موعظت پر محتوی ہیں۔ بنظر اختصار و رفع طوالت چند ہی مکتوبات منتخبہ سے اِن اوراق کو زینت دی گئی جس کسی نے آپ کی صحبت پائی ہے وہ ضرور اِس امر کی گواہی دے گا کہ اِس اشاعت سے یہہ مقصود نہیں ہے کہ حضرتِ ممدوح کے مقاماتِ عالیہ یا کراماتِ خارقہ کا اظہار کیا جائے۔ اگر یہی مقصود جامعِ اوراق کا ہوتا تو ایک علیحدہ کتاب دوسرے قرینے سے مرتب کی جاتی۔ بلکہ صرف اسیقدر مقصود ہے کہ اس زمانہ کساد بازار علمی میں حضراتِ صوفیہ صافیہ کی سچی روش بے لوث طرز معاشرت عمدہ اخلاق و عادات اُن کی نیک تعلیم و تربیت اور مفید ہدایات سے لوگ واقف ہوجائیں اور فایدہ حاصل کریں اور خوش عقیدگی کو محض جبہ و دستار و طیلسان ہی پر منحصر نہ رکھیں چنانچہ اس مختصر مجموعہ میں ہر قسم کی تحریرات موجود ہیں جو طالبِ راہِ یقین کے لئے مشعلِ راہ کا حکم رکھتی ہیں۔ کہیں تعلیم

تعلیم و تربیت و پرورش نسبت کے ابواب مفتوح ہیں کہیں شمع ہدایت و تنبیہ کی تنویر نکھری ہوئی ہے کہیں سرچشمۂ توحید و عرفان چھلک رہا ہے کہیں سرچشمۂ عشق و محبت ابل رہا ہے کہیں بحر تنزیہ موج زن ہے کہیں تشبیہ کا لہلہاتا چمن ہے کہیں پیمانۂ جذب و شوق ہے کہیں میزان مواجید و ذوق ہے۔

غرض اس راستہ کی بھول بھلیاں پر ایک معقول تبصرہ ہے۔ نافہموں کی تفہیم اور ناواقفوں کی تعلیم و تربیت کا ذخیرہ ہے ایک سفرۂ عام طریقت بچھا ہوا ہے جس سے ہر شخص اپنے حوصلہ و لیاقت و مشرب کے مطابق غذائے قلبی و روحی حاصل کر سکتا ہے والسلام علی من اتبع الہدیٰ ؎

در کفی جام شراب و در کفی سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

تمت بالخیر

قطعۂ تاریخ من افکار گہر بار عالیجناب مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت جی سی آئی ای المتخلص شاد دام اقبالہ

قاسم علی کلیمی خوش خلق و خوش صفات
جنکے بہت مرید ہیں اصحاب حال و قال

خط ان کے جمع مولوی انصار نے کئے
جو ہیں مرید خاص و خلیفہ بالاتصال

جو خط ہے لا کلام کلام کلیم ہے
ہر ایک صفحہ وادیٔ ایمن بلامثال

ہر اک ورق ہے طور تو ہر سطر برق طور
بین السطور میں ید بیضا کا ہے جمال

ہے نفی میں جواب ارنی ہے اگر سوال
راز و نیاز کے ہیں یہی دونوں قیل و قال

ہے کون یہ کلیم یہ کس کا کلام ہے
کیا اس کا کوئی راز کہے گا یہ ہے مجال

یہ شخص و عکس و آئینہ تینوں ہی ایک ہیں
بندے میں اور خدا میں نہیں کچھ بھی احتمال

خود ہی جواب نفی میں دیتے ہیں لطف ہے
انجان ہو کے آپ ہی فرماتے ہیں سوال

ہستی برائے نام ہے باطن میں اور ہے
یہ راز جب کھلے گا کہ جب ہوگا انتقال

ہجراں نصیب ہم نہیں وہم و گماں ہے سب
ہر وقت ہے نصیب ہمیں یار کا وصال

تاریخ طبع کی ہے اگر تجھ کو فکر شاد
دل کش مکاتبات کلیمی ہے اس کا سال

۱۳۲۸ ف

قطعۂ تاریخ از افکار گہر بار جناب شاہزادہ محمد امیر الملک بہادر دہلوی دام برکاتہم

یہ کلام پیر ہے روشن ضمیر
اس میں کچھ شک ہے نہ اس میں کچھ چوک

واسطے تاریخ کے احقر کہو
سال مکتوبات پیر علم سلوک

۱۳۴۷ ھ

تاریخ طبع کتاب از افکار میر انصار علی صاحب تعلقدار وظیفہ یاب بلک سرکار عالی تخلص عاشق

چو طبع شد رقاع و مکاتیب پیر ما
در گوش حق نیوش دلم آمد این ندا

بشنو بفکر آنچہ کہ ہاتف بگویدت
تاریخ آن نظم اگر خواہی عاشقا

با آرزو و خموش نشستم چو سال عے
مشکوٰۃ نور طور کلیم آمده صدا